قاموس الاغلاط

مؤلفہ

علامۃ الدہر مولانا سید مختار احمد و مولانا ذہین

ناشر

مکتبۂ ابراہیمیہ (امداد باہمی) اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن

تمہید

(۰)

جب اسلامی عَلَم ممالکِ عرب۔ جزیرہ۔ عراق۔ ایران و سیستان سے گزر کر سندھ اور ہند میں لہرایا اور اسی میں سیاسی و اجتماعی غلبہ ہوا تو عربی، فارسی و ترکی الفاظ کا نفوذ ہندی پراکرت بھاشاؤں پر ہونے لگا۔ یہ نفوذ وُرَج منڈل اور دکھن پر زیادہ تر ہوا اور دو نئے لہجوں کا ظہور ہوا۔ ایک نئی غربی ہندی یعنی وُرَج (بُرَج) اور دوسرا دکھنی کہلایا۔ غربی ہندی یا بُرَج کا جو شاہ جہاں کے عہد میں کسی قدر اور متغیر ہو کر اردو کے نام سے موسوم ہوئی اصلی دیس (وطن) وُرَج منڈل ہے۔ ابتدائً اسلامی حکومت اور علماء و فضلاء کا مستقر اسی خطہ میں واقع تھا یہاں قدیم وُرَج (بُرَج) عمومی زبان تھی جس کا نام غربی ہندی ہے اور فارسی و ترکی سیاسی و رسمی زبانیں تھیں۔ تورانی فاتحین اور اُن کے متعلقین کی کثرت نے ان زبانوں کو بگڑنے سے مدت تک محفوظ رکھا۔ اس کے خلاف دکھن اولاً ایک دور دراز صوبہ تھا

پھر اس کو مقامی اقتدار اور داخلی استقلال حاصل ہوا۔ یہاں مسلمان پہلے پہل ملکی و فوجی حکام و اشخاص کی حیثیت سے مقیم ہوئے۔ پھر جب تازہ وارد فاتحین کی کثرت نے اس کو ایک اسلامی مستعمرہ بنالیا تو اجتماعی و ازدواجی اور بین الاقوامی اختلاط نے ایک نیا لہجہ پیدا کر دیا جو دکھنی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے اجزائے ترکیبی میں مفصلہ زبانوں کے الفاظ و محاورات داخل ہوئے۔

سیاسی نفوذ کی بدولت عربی، فارسی و ترکی الفاظ۔ دیسی بھاشاؤں (ملکی زبانوں) یعنی مراہٹی (جو گوڑ زبانوں میں سے ہے) اندھرا (تلنگی) تامل (اَڑوی) کنڑی وغیرہ (جو دراوڑ زبانوں میں داخل ہیں) کے الفاظ۔ بُرج بھاشا کے الفاظ جو شمالی نومسلم مہاجرین کی زبان تھی علاوہ ازیں کئی اور لہجوں کے الفاظ بھی داخل ہوئے حتے کہ پرتگالی، فرنسیسی و انگریزی کا اثر بھی برابر پایا جاتا ہے۔ جب دکھنی کو عامۃ الناس نے اختیار کرلیا اور یہ فاتح و مفتوح اقوام کی متحد زبان بن گئی تو اس میں جلد تر نظم و نثر کا ظہور ہوا۔ چنانچہ بعض دکھنی منظوم و منثور کتب جو ہنوز موجود ہیں اس کا مادّی ثبوت ہیں۔ برعکس اردو کے (جو غربی ہندی کی فرع ہے) کہ وہ مدت مدید تک بارآور اور ادر مثمرنہ

ہوئی۔ کیونکہ رسمی (آفیشل) اور اعلیٰ (کلاسیکل) فارسی زبان نے اس کی جانب معتنیٰ نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں مغولیہ سلطنت کے زوال تک امیر خسرو کے دو ہوں، مکرنیوں پہیلیوں وغیرہ کے بجز کوئی مستقل نظم و نثر وجود میں نہیں آئی۔ اردو اور دکھنی کے علاوہ ایک اور اسلامی لہجہ ہے جو بحر ہند میں مشرقی افریقیہ سے لے کر آسٹریلیا تک ہزاروں میل کے ارض و طول میں رائج ہے اس کا صحیح نام ملایو ہے۔ انگریزی خواں ملے اور عوام ان کو ملائی کہتے ہیں۔ ملایو کو ملیالم سے امتیاز کرنا ضروری ہے کیوں کہ وہ ایک (جنوبی ہند یعنی ملیبار کی) دراوڈ زبان ہے۔ واضح خاطر ہو کہ یہ تین اسلامی مستقل لہجے مختلف الاصل ہیں۔ ایک دوسرے سے ماخوذ نہیں البتہ اسلامی لہجات ہونے سے اشتراک بہت ہے حتےٰ کہ اکثر اصحاب نئی غربی ہندی اور دکھنی کو اردو کے عمومی نام سے موسوم کرنے لگے ہیں۔ غرض اردو (خواہ وہ دکھنی ہو یا برج) اب ارتقائے بہت وسیع و غزیر اور ملک گیر ہو گئی ہے۔ ہندوستان کے تمام عرض و طول میں رواج دوام اور قبول عام پا کر خارج ہند میں بھی نافذ العمل ہوتی جاتی ہے اور روز افزوں کثیر التعداد و نفائس ادبیہ و علمیہ کی حجاب اعلیٰ و مرتقی زبانوں کا

عہ ماسٹر میرزا شاہ کار ۱۲

کا درجہ حاصل کرلیا ہے۔ اردو زبان چار پانچ لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے اور اس لئے یہ لحاظ غزارت مادہ انگریزی زبان سے ہرگز ادنےٰ نہیں ہے۔ اس زبان میں ہر قسم کے تخیلات، تاثرات، جذبات، احساسات و ابکار افکار کے اظہار کرنے اور علمی، ادبی و صنّاعی اصطلاحات وضع ہونے کی کماحقہٗ قابلیت ہے۔ اردو کے روز افزوں امتداد و اتساع (پھیلاؤ) سے خود اس میں کئی مختلف لہجے پیدا ہوگئے ہیں اگر کوئی تمام ہندوستان کا سفر کرے تو وہ بیسیوں لہجوں کو سن کر حیرت کرے گا کہ کوئی لہجہ صحیح و خالص نہیں رہا۔ برجی۔ پوربی (لکھنوی)، بہاری۔ وسطی۔ دکھنی مدراسی وغیرہ اردو کے سب لہجوں میں بہت کچھ اختلاف و تغیر ہوگیا ہے۔ اگر اردو زبان (جو ہندوستان کی مسلّم لنگوا فرینکا ہے) کے حفظ کی فوری اعتنا نہ کی جائے تو افساد و تحریف کی اصلاح و تصحیح غیر ممکن ہو جائے گی۔ کسی زبان کو محفوظ و مصئون رکھنے کے دو بڑے ذرائع ہیں ایک اس کا مبسوط لغت اور دوسرے اس کی جامع و صحیح قواعد۔ ظاہر ہے کہ اردو میں یہ دونوں عالی مفقود ہیں۔ انگریزی زبان فی زمانا عالمگیر اور عمومی ہوگئی ہے لیکن اس کو انھیں وسائل کی کثرت نے زیادہ اختلاف و تخریب سے

بچار لکھا ہے۔ بہ وجوہِ مندرجۂ بالا ہم نے اصولِ زبان و ضوابطِ لسان کا ایک ایسا انتقادی لغت لکھا ہے جو ان شاء اللہ ان تمام اغلاط و تسامحات سے اُردو زبان کو پاک و صاف کر دے گا اور دوسرے تمام منتشر لہجوں کو متحد العمل بنا دے گا۔

ابتداءً بعض احباب نے تحریک کی تھی کہ تصحیح اغلاط کا صرف ایک مقالہ لکھا جائے۔ پھر اس میں بہ تدریج وسعت ہوتی رہی۔ حتےٰ کہ ایک چھوڑ دو ملحقات لکھنے پڑے۔ اثنائے تالیف میں ہند، ایران، عراق، عرب، روم، شام، مصر و افرنج وغیرہ کے تمام لغوی و استشہادی مطبوعات و انتشارات پیش نظر رہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قدیم و عصری ایسا کوئی لغت موجود نہیں ہے جو استشہاد کا کام کما ینبغی دے سکے۔ تقریباً تمام لغت ناقص ہیں۔ نقص کے علاوہ بعض تصحیف و تحریف سے مسخ ہو گئے ہیں۔ بعض اس لئے قابلِ استشہاد نہیں کہ اُن کے مدوّن لغوی اور زباں داں نہیں۔

اتماماً واضح ہو کہ اس کتاب کا مسودہ عدیم الفرصتی سے استعجالاً لکھا گیا ہے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ کہیں کہیں فروگزاشتیں ہو گئی ہوں۔ لہٰذا اگر کوئی صاحب اس کتاب کے سہو و خطا سے اردو میں جیسے کہتے ہیں ۱۲

سے مطلع فرمائیں تو طبعۂ ثانیہ میں نہایت شکریہ کے ساتھ اصلاح و ترمیم کردی جائے گی واللہ المستعان والیہ التکلان

مخفی نہ رہے کہ یہ اعلیٰ انتقادادبی کی پہلی کتاب ہے جو السنۂ عربی وفارسی و اُردو میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس میں ہزارہا ادبی اغلاط کی تصحیح و تنقیح اور الفاظ کی تحقیق و تدقیق اور ترکیب کی توضیح و تصریح بہ اسالیب انتقادیہ استناداً و استشہاداً کی گئی ہے۔

اس کتاب میں ہر لفظ کی لسانی تصریح۔ تجزئی کلام اعراب و تشکیل، سکون وحرکت کے بعد اس کی اصل وحقیقت۔ مادہ۔ مأخذ واشتقاق، تحلیل و ترکیب، اسما کی صورت میں تذکیر و تانیث اور واحد و جمع شرح وبسط کے ساتھ بتائی گئی ہے۔ مصطلحاتِ علمیہ، ادبیہ و اصطناعیہ کی تعریفات صحیح و موجز ہیں۔

اِس لغت میں الفاظ کی اصلیت کے اظہار میں تمام مرتقی زندہ و مُردہ السنۂ عالم خصوصاً سامی و آریَ زبانوں کے الفاظ کا تقابل، تماثل و توافق کیا گیا ہے اور الفاظ کا تولد، تدریجی ارتقا و تنزل، رواجِ عام، مشاہیر اُدبا و شعرا کے کلام نظم و نثر پر محققانہ نقد کرکے صدہا اغلاط و تسامحات بتائے گئے ہیں، عربی، فارسی و اُردو علم و ادب کے وسیع و غائر مطالعہ و تخطیطِ لسانی کے بعد جدید فلالوجی

(فلسفۂ لغویّہ) کے اصول کے موافق مدون کیا گیا ہے۔

یہ لغت اہل مدارس، اہل دفاتر، اہل علم، اُدَبا، و شعرا، انشا پرداز، مصنّفین، صحافیین (جرنلسٹس) و مضمون نگار و نامہ نگار اصحاب کے لئے نہایت مفید و کارآمد ہے۔ اس کا مطالعہ عام و خاص حضرات کو صدہا اغلاط سے بچ کر صحیح عالمانہ مضامین اور فصیح و بلیغ اشعار اور نظمیں لکھنے میں بڑی مدد دے گا۔ تمام جوامع (یونیورسٹیز) کے کلیات (کالجز) امتحاناتِ مشرقیہ، مدارس عالیہ وثانویہ کے پروفیسرز (اساتذہ) متعلمین اور کل تلامذہ کو یہ کتاب حرزِ جان اور دستور ادب بنانی چاہئے کیونکہ یہ کتاب ان کا عین موضوع اور حقیقی مقصود ہے۔ ہر معلم و متعلم اس کو مطالعہ کئے بغیر فریضہ تعلیم و تعلم کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا نہ اُن کی زباندانی پایۂ تکمیل کو پہونچ سکتی ہے مختصر یہ کہ اس کتاب میں اس قدر معلومات لسانیہ، مباحث ادبیہ اور ذخائر علمیہ موجود ہیں کہ اس کا عشر عشیر بھی کسی میں نہیں پایا جاتا۔ شعرا و اُدبائے اردو محض چند اصول و کلیات سے واقف تھے۔ لیکن یہ لغت تو ادبیات، لسانیات، اصول زبان، مقالاتِ انتقادیہ وغیرہ کا مخزن ہے۔

جمیع عدالت ہائے مرافعہ، استناف، انفصال، دیوانی و

فوجداری کے حکام و اہل کین، نظّار، منصفین اور اُن کے عملہ و فعلہ کے علاوہ بیرسٹروں، لکچراروں، وکیلوں، مختاروں وغیرہ سب قانون پیشہ اصحاب کو اس کتاب کا پیش نظر رکھنا لازم ہے کیونکہ الفاظ کے صحیح مفاہیم نہ معلوم ہونے سے مسائل و واقعاتِ قانونیہ و سیاسیہ میں ہمیشہ اشکال و احتمال پیدا ہوتے رہتے ہیں، حفظ حقوق اس کتاب کے بغیر کما ینبغی نہیں ہو سکتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس دیگر محاکمِ مال، فینانس، سیاسیات، امور مذہبی، تعمیرات، فوج وغیرہ کے معتمدوں، ناظموں، نائبوں، مددگاروں، منتظموں اور جمیع عملہ و فعلہ کے لئے اس کتاب کا ہمیشہ پاس رکھنا لازم و ضروری ہے، کیونکہ ملکی و رسمی (آفیشل) زبانِ اردو سے بخوبی و عمدگی واقف ہونا مسلّمات سے ہے۔

مؤلّفین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ا)

آبِ رَواں - ا - مذکر - ایک قسم کا لطیف کپڑا - آتش ؎

کسی کی محرمِ آبِ رواں وہ یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

آبِ رَواں اُردو ہے اور مَحرم (انگیا کے معنی میں) بھی اردو - پھر (مَحرمِ آبِ رواں) کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اَبرِیشُم - ف - مذکر - بضمِ شینِ معجمہ - ریشم - نظامیؔ ؎

ابسا مُرغ را کز چمن گم کنند   قفس عاج و دام از بریشم کنند

بُریشُم (اَبریشُم) کا مخفف ہے۔

آبشورہ }
آبشولہ } ا - آبشورہ اَفشُرہ کے معنی میں اہلِ تحقیق صحیح نہیں جانتے اور آبشولہ کو غلطِ محض مانتے ہیں۔

آبِ مُونگ - ایک فارسی ایک ہندی لفظ کے ساتھ ترکیبِ اضافی غلط ہے۔

اُبہَت - ع - مؤنث - بزرگی - جلال - غرور -

اَپیل - ان - مذکر - مُرافعہ - بعض نے مؤنث بھی لکھا ہے - لیکن تذکیر کو ترجیح ہے - اخترؔ ؎

یہاں نہ جُرم ہو ثابت مگر بُری ہو گی   تو عدالتِ محشر میں اگر اپیل ہُوا

آتَش۔ ف۔ مؤنث۔ کسرۂ تائے قرشت سے جو لوگ کہتے یا لکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قدیم فارسی میں (آتیش) تھا اُس سے (آتِش) ہو گیا۔ نظامی ؎

ہمہ کارِ شاں شربِ آتشگری　　　نگشتنہ شبی گردِ چالشگری

جو لوگ فتحہ کو ترجیح دیتے ہیں وہ کثرتِ استعمال شعراء سے اپنے دعوے کو قوت دیتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جہاں تک دیکھا گیا سرکَش اور فَش وغیرہ قوافی میں پایا گیا۔ سعدیؒ ؎

حریص جہاں سوز و سرکَش مباش　　　زخاک آفریدت آتَش مباش

آثار۔ سیر (وزن) کے معنی میں غلط ہے۔

اِجابَت۔ ع۔ مؤنث۔ قَبول۔ تعجب ہے کہ رفعِ براز کے معنی میں اس کا استعمال ہونے لگا۔

اَجِلّہ۔ ع۔ صفت جمع جلیل۔ جیسے اَعِزّہ۔ اَئِمّہ۔ اَجِنّہ جمع عزیز، وامام و جَنین

اَجِنّہ۔ ع۔ مذکر۔ (جمعِ جَنین) جَنین وہ بچّہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ جِنّی کی جمع (جِنّہ) ہے۔ اور جن خود اسمِ جنس ہے واحد و جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے اَجِنّہ جن کی جمع صحیح نہیں ہے۔

آچار۔ ف۔ مذکر۔ معروف۔ اُردو میں (اچار) کہتے ہیں۔

اِحَاطَہ۔ ع۔ مذکر۔ گھیرا۔ چاردیواری۔ ذوق ؎

احاطے سے فلک کے ہم تو کب کے　　　نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا

؎ نظر پڑا مجھے بلّور کا احاطہ ایک　(انشا)　مکان سارے مرصّع عجیب اک جمگھٹ

پریسڈنسی۔ صوبہ۔ جیسے احاطہ بمبئی وغیرہ۔ عوام النّاس حاطہ کہتے ہیں۔

اَحِبّا۔ ع۔ حَبیب کی جمع ہے لیکن (اَحِبّہ) نہیں آئی البتہ طبیب کی جمع (اطبّہ و اطبّاء) دونوں طرح آئی ہے۔

اُحُد - ع - مذکر - ایک پہاڑ جو مدینے کے شمال میں ایک فرسنگ پر واقع ہے جہاں حضرت حمزہ رضؓ کا مزارِ مبارک ہے - غزوۂ اُحُد مشہور ہے -

اَحَدِی - اکبر کے عہد میں ایک قسم کے منصب دار تھے اُردو میں بسکونِ ثانی سُست کاہل - جو کاہلی سے کوئی کام نہ کر سکے ۔ اسیر ؎

نہیں اُٹھ سکتے ہیں مسند سے ذرا بھی منعم ۔ احدیوں میں نہ گنے جائیں یہ آرام پسند

اَحوال - ع - مذکر - جمعِ حال - اُردو میں بجائے واحد مستعمل ہے - اسیر ؎

ہو گریزاں کبر سے معلوم کیا تجھ کو نہیں ۔ مارِ نخوت سے ہوا اَحوال کیا ضحّاک کا

اَخبار - ع - مذکر - (خَبَر کی جمع) خبریں - حالات - اَحادیث نبویؐ - وہ پرچہ جس میں مختلف مقامات کے مختلف حالات وغیرہ چھپتے ہیں - اس کا استعمال بطورِ واحد ہوتا ہے - ظفر ؎

پہنچے مری رُسوائی کی کیونکر خبر اُس کو ۔ اُس شوخ نے تو دیکھنا اخبار بھی چھوڑا

آختہ - غلط ہے - صحیح لفظ (اَختہ بروزنِ تختہ) ہے - یعنی وہ چارپایہ جس کے بیضے مَلے یا نکالے گئے ہوں - رنگین نے فرس نامہ میں لکھا ہے ع

بظاہر جتنے ہیں اَختہ کے آثار

اَخراجات - اُردو والوں نے خَرج کی جمع الجمع بنالی ہے جیسے خبر کی جمع الجمع اَخبارات - بعض اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ "اِخراجات اخراج کی جمع ہے اور اخراج فارسی میں بمعنی خرچ ہے" یہ انوکھی توجیہ ہے -

آخرش - ف - آخر کو - انجامِ کار - اِس لفظ میں شین زائد ہے - اکثر شعرائے متقدمین و متاخرین اُردو نے اِس کا استعمال کیا ہے - محققین کو اس کی صحت میں کلام ہے اِس لئے اِس کا ترک اَولیٰ ہے -

اَخلاق - ع - مذکر - خُلق کی جمع - اُردو میں بجائے واحد بھی - کہا جاتا ہے

اختر ؎
بل بل کے گلے سے کرگئی قتل — اخلاق نہ بھولے گا چھری کا
(ناصر) ہم کیا ابھی دم بھرتا تھا آفاق تمہارا — اے جان ہمیں یاد ہے اخلاق تمہارا

اِخْوانْ - ع - (جمع اَخ) بھائی -

اَخی - ع - (اَخ کے معنی بھائی اور ی ضمیرِ متکلّم) میرے بھائی - بعض شعرا نے صرف بھائی کے معنی میں بھی کہا ہے - رند ؎
عزیز رکھتے نبی اُس کو بھی اَخی کیطرح — اُکھاڑتا درِ خیبر کو جو علی کیطرح
صرف بھائی کے معنی میں قابلِ ترک ہے -

آداب - ع حفظِ مراتب - دستور - قاعدے - سلامِ تعظیمی - بطور واحد بھی مستعمل ہے - ناصر ؎
وحشتِ دل تھی مری طرزِ عبارت سے عیاں — اگر القاب تھا نامہ میں تو آداب نہ تھا

ادائگی - ا - ادا کرنا - ادا سے ادائی کہا جا سکتا ہے - جیسے صفا سے صفائی ادائگی یا ادائی کسی شاعر کے شعر میں دیکھا نہیں گیا - صفائی اُردو فارسی شعرا نے لکھا ہے ؎ (سعدیؒ) صفائی بتدریج حاصل کنی - داغ ؎
قتل کرتی ہے گفتگو اُن کی — بات میں بات کی صفائی ہے
غبار آپسمیں رکھنا دل میں کیا جوں شیشہ ساعت — نصیر گر ابنائے زمانہ میں صفائی ہو تو بہتر ہے

آدمیّت - ع - مؤنث - عقل و شعور - خُلق و مُروّت - وضعداری - ملنساری - ذوق ؎
آدمیّت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز — کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

اَدْعِیَہ - ع - جمعِ دعا - جیسے اَغذِیَہ جمع غذا -

اَدْوِیَہ - ع - جمع دوا - ادویات کہنا غلط ہے -

آذر - ف - مؤنث - آگ -

آذر - ف - مذکر - فارسیوں کا نواں مہینا - نومبر اور دسمبر سے ملتا ہے -

پہلا مہینا فروردین ۲۱ مارچ سے شروع ہوتا ہے اور فروردین کی پہلی تاریخ عیدِ نوروز کہلاتی ہے۔ (۲) اُردی بہشت (۳) خورداد (۴) تیر (۵) مُرداد (امرداد) (۶) شہریور (۷) مہر (۸) آبان (۹) آذر (۱۰) دے (۱۱) بہمن (۱۲) اسفندارمُذ (اسفندار)۔

اَذِیّت ۔ ع ۔ مؤنث ۔ تکلیف ۔ دُکھ ۔ اسیر ؎

ہے اذیّت بھی زیادہ عمر ہے جتنی دراز　کیا پریشانی درازی سے ہے زلفِ یار کو

اَرجُمَند ۔ ف ۔ (مرکب ہے اَرج اور مَند سے ۔ اَرج بمعنی قیمت ۔ قدر و مرتبہ مَند بمعنی خداوند ۔) قدر و قیمت والا ۔ اِس کو بضمِ جیم ارجُمند کہنا غلط ہے ۔

اَرِسطو ۔ ی ۔ بکسرِ رائے مہملہ (اَرِسطوطالیس) و (اَرِسطاطالیس) ایک مشہور و معروف حکیم کا نام جو سکندر کا استاد تھا ۔

اِرقام ۔ عربی میں لکھنے کے معنی میں نہیں آیا ہے ۔ فارسی دو ایک لغت کے سوا عربی لغت محیط المحیط ۔ تاج العروس وغیرہ میں نہیں ہے ۔ اِس لئے صحیح نہیں معلوم ہوتا ۔ اِرقام کرنا ۔ لکھنا کے معنی میں اُردو شعراء نے استعمال کیا ہے ۔ سودا ؎

یہ قصدِ خامہ ہے اب اُسکی مدح غائب سے　کرے یہ مطلعِ انور حضور میں اِرقام

ناسخ ؎

کیا مُنہ سے نیک و بد میں نکالوں کہ رات دن　اخبار کوئی کرتے ہیں ارقام دوش پر

اس کا ترک اَولیٰ ہے ۔

اَرِنی ۔ ع ۔ بکسرِ رائے مہملہ ۔ مجھے دکھا ۔ یعنی اپنا جلوہ مجھے دکھا ۔ لَن تَرانی (تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکیگا) رشک ؎

اب تو باتیں بھی ہوگئیں موقوف　اَرِنی ہے نہ لَن ترانی ہے

اَزخود رَفتہ ۔ ف ۔ بے خود ۔ اس کی جگہ خود رفتہ کہنا یا لکھنا غلط ہے جیسا کہ

رشک نے لکھا ہے ؎

وہ ہوں خود رفتۂ الفت کہ یہ معلوم نہیں زندگی ہوتی ہے کیا موت کہاں ہوتی ہے

اِزْدِحام - ع - مذکر - (دراصل ازتحام) ہجوم بھیڑ - ہجوم - آتش ؎

وہ کون ہے جو نہیں اُن کو دیکھنے آتا نظارہ بازوں سے اک ازدحام ہوتا ہے

بجائے اِزدحام اِژدہام کہنا سخت غلطی ہے۔

آزَر - ع - حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام - (تارح - تارخ) ذالِ شخذ سے صحیح نہیں

آزَرْدَگی - ف - ناراضی - ناخوشی - یہ لفظ آزردن سے مشتق ہے جو آزاردن کا مخفف ہے۔

اَزْرَق - ع - کبود - نیلا - جیسے اَزرق چشم - الف کے بعد زائے ہوز ہے۔ (اَژرَق چشم) کہنا غلط ہے۔

اَسامی - ع - مؤنث - اسم کی جمع الجمع ہے - اس کو الفِ ممدودہ کے ساتھ آسامی کہنا سخت غلطی ہوگی - طرفہ بات ہے کہ بعض آسامی کو واحد قرار دیکر آسامیان کہتے اور لکھتے ہیں اور بعض نے تو ثائے شخذ سے بھی لکھا ہے البتہ مندرجۂ ذیل معانی میں اسامی الف مقصورہ سے اُردو میں بجائے واحد مستعمل ہے ایسی صورت میں اس کی جمع (اسامیاں) لاتے ہیں - مسرور ؎

باقی داروں میں سب کے نامی ہے یہ بڑی نادہند اسامی ہے

اَلمعنٰی - نام - شخص - آدمی - لین دین رکھنے والا - گاہک - خریدار - چہرہ - حلیہ - خدمت - عہدہ - نوکری کی جگہ - رعیّت - کسان - کاشتکار - مالدار - دولتمند

اَسْباب - ع - مذکر - (سَبَب کی جمع) وجوہ - ذریعے نسیم ؎

اسباب نہ جمع کر ضرر کے رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے

بطورِ واحد بھی مستعمل ہے - میر ؎

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت　　اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

اَسباق۔ سَبَق کی جمع کہنا یا لکھنا غلطی ہے۔ اِس جگہ دُرُوس لکھنا چاہیئے۔

اَسپغول۔ ف۔ مذکر۔ (مرکب ہے اسپ اور غول سے۔ غول ترکی میں کان کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ گھوڑے کے کان سے مشابہ ہوتا ہے اس لئے اِس نام سے موسوم ہوا۔ جان صاحب ؎

مجھے تو سہل یہ نسخہ لاہے پیچش کا　　ذرا جو پیچ ہوا اسپغول پھانک لیا

اِستِدعاء۔ ع۔ مؤنث۔ چاہنا۔ درخواست۔ خواہش۔ دال کے ضمہ اور تے کے فتح کے ساتھ (اِستَدُعا) کہنا سخت غلطی ہے۔

اَستَر۔ ف۔ مذکر۔ (ضدِ ابرہ) دُہرے یا روئی دار کپڑے کے نیچے کی تہ۔ اُردو میں اَستر کہتے ہیں۔ نیر ؎

استر برہنگی کا نکما پڑا رہا　　ابرہ جو دیتی خاک تو خاصا لبادہ تھا

اُستُرہ۔ ف۔ مذکر۔ بال مونڈنے کا آلہ۔ تے پر زبر لگا کر واؤ سے (اُوستَرہ) کہنا غلطِ محض ہے۔

اِستِعفاء۔ ع۔ مذکر۔ عفو چاہنا۔ معافی مانگنا۔ نوکری ترک کرنے کی درخواست کرنا۔

اَسرار۔ ع۔ مذکر۔ راز۔ بھید۔ تسلیم ؎

یا خدا تھا اُس جگہ یا احمد مختار تھے　　عاشق و معشوق میں کیا جانے کیا اسرار تھے

آسیب اور سایہ کے معنی میں بالکسر اور بجائے واحد مستعمل ہے۔ نواب مرزا شوق ؎

کوئی کہتا تھا ہے کوئی آزار　　کوئی بولا نظر کا ہے اِسرار

اِسرار باب اکرام سے بھی (پوشیدہ کرنے کے معنی میں) آیا ہے۔

اُسطُوخُودُوس۔ ی۔ (بمعنی حافظ الارواح) عربی انیس الارواح۔ ضرم

اور ہندی میں دھارو کہتے ہیں۔ ایک طبّی گھاس کا نام ہے۔ دماغی امراض اور نزلات کو نہایت نافع ہے۔

اَسْلِحَہ۔ ع۔ مذکر۔ سِلاح کی جمع۔ لڑائی کے ہتھیار۔ اِسی طرح اَزمِنہ۔ اَمکِنہ۔ اَبنِیہ اَجوِبہ کہنا چاہیئے۔

اَسْنَاد۔ ع۔ مذکر۔ سَند کی جمع۔ دستاویز۔ وثیقے۔ سرٹیفکٹ۔ حُجتیں۔ دلیلیں۔ اَسنادات صحیح نہیں۔

اُسْلُوب۔ ع۔ مذکر۔ راہ۔ صورت۔ طور۔ اَسالیب جمع۔

اِشارَۃً۔ ع۔ الف سے (اشارتًا) اسی طرح کنایۃً۔ کو کنایتًا اور دفعۃً کو دفعتًا لکھنا غلط ہے۔ جس لفظ کے اخیر میں تائے زائدہ یا ہمزہ ہو تو تنوینِ فتحی میں الف بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے جیسے جزءً۔ ابتداءً۔ بناءً۔

اِشْتِعال۔ ع۔ بھڑکنا۔ شعلہ اُٹھنا۔ اِشتعال طبع۔ طبیعت میں برہمی اور جوش پیدا ہونا۔ اِشتعالک اور اِشتعالک دینا نہیں معلوم ہوتا کہ اِس کا اُردو میں کس طرح استعمال ہونے لگا کیونکہ اِشتعالک فارسی میں بھی کہیں نظر سے نہیں گزرا۔

اَشْرَاف۔ ع۔ مذکر۔ شریف کی جمع۔ بھلے مانس۔ عالی نسب۔ ذی رُتبہ ذی عزت۔ اُردو میں بجائے واحد بھی مستعمل ہے۔

اَشْرَفی۔ ف۔ مؤنث۔ سونے کا سکّہ۔ ایک صاحبِ لغت نے دیوانِ خاقانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ سکہ اشرف نام ایک بادشاہ کے عہد میں رائج ہوا۔ اسکی نسبت سے اشرفی کہتے ہیں۔ نعمت خانِ عالی ؎

چیست عنقا رو بہ کبریتِ احمر اشرفی کیمیا نوکر شدن یک ہفتہ پیشِ ابو الحسن

بفتحِ شین اَشَرفی کہنا غلط ہے۔

اِصْطَبْل ۔ ی ۔ مذکر ۔ گھوڑوں کے باندھنے کا مکان ۔ طویلہ ۔ یہ لفظ نہ بفتحِ الف صحیح ہے نہ بفتحِ بائے موحدہ ۔ قاآنی ؎

گرفت بہ اِصْطَبْل وگہی گشت نمد پوش گاہی ز قضا شکوہ وگاہی ز قدر کرد

دبیر ؎

اصطبل واں تھا دوشِ نبیؐ کے سوار کا جھولا پڑا ہوا تھا یہاں شیر خوار کا

اَصْلِیَّت ۔ ع ۔ مؤنث ۔ واقعیّت ۔ حقیقت ۔ ناصر ؎

بات اُس کی قابلِ وقعت نہیں مہرباں کچھ اُس کی اصلیّت نہیں

اُصُول ۔ ع ۔ (جمع اصل) قاعدے ۔ قانون ۔ آتش ؎

اصولِ دیں جو سنے گوش نے زباں نے کہا مجھے سوالِ نکیرین کا جواب آیا

بطورِ واحد بھی مستعمل ہے ۔ تسلیم ؎

ہمارا ہیچ چلنے کا نہیں ہے اصول اُن کا بدلنے کا نہیں ہے

اِضَافَہ ۔ ع ۔ مذکر ۔ لگاؤ ۔ نسبت ۔ علاقہ ۔ اردو میں بمعنیٔ بیشی و ترقی مستعمل ہے۔

اِطْمِنَان ۔ ع ۔ مذکر ۔ تسلّی ۔ تشفّی ۔ دل جمعی ۔ نسیم ؎

مدتیں گزریں کہ اطمینان اُن کا کر دیا نالۂ بے سود نے فریادِ بے تاثیر نے

اُعْجُوبَہ ۔ ع ۔ ما یُتَعَجَّبُ بہٖ ۔ یعنی وہ چیز جس پر تعجب کیا جائے جیسے اُضحوکہ مایُضحک منہٗ ۔ اسی طرح ۔ اُغلوطہ ۔ اُعلومہ وغیرہ ۔ اُعجوبہ عجیب ۔ انوکھا نادر ۔ ناسخ ؎

شاخِ سیمیں شاخِ اعجوبہ ہی باغِ حُسن میں اُنگلیاں انگور کی ہیں سیب تر کی ایڑیاں

عوام عَجوبہ کہتے ہیں جو غلطِ محض ہے ۔

اَعْرَابی ۔ ع ۔ صحرا نشیں عرب ۔ بکسر الف کہنا غلط ہے اسکی جمع اَعراب ہے

اَعْرَاف ۔ ع ۔ وہ مقام جو جنت و دوزخ کے درمیان ہے ۔ ناصر ؎

کچھ غمِ ہجر تو کچھ وصلتِ دلبر کی خوشی جب تلک میں رہا میرے لئے اعراف رہا

آغوش - ف - گود - بغل - کنار - پہلو - (مختلف فیہ) داغ ؎

سنتا ہی نہیں وہ بُتِ مئے نوش ہماری خالی ہے شبِ وصل بھی آغوش ہماری

ظفر ؎

شاہدِ مقصود ہے کس کی بغل میں اے ظفر دیکھ ہے آغوشِ چرخِ پیر بھی خالی پڑی

رند ؎

میں وہ محرومِ محبت ہوں لڑکپن میں بھی واکسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

امیر ؎

کب تک بغل میں پالے ہوئے دل کو روئیے خالی یونہیں ہزاروں کے آغوش ہو گئے

مذکر ہی کو ترجیح ہے -

آفاق - ع - مذکر - (جمعِ اُفُق) اہلِ اردو بجائے واحد استعمال کرتے ہیں ؎ (سودا)

ٹکڑے ہوئے جگر کے اسدرہ بھلے کو خونابِ دل سے ورنہ آفاق بہ گیا تھا

اُفُق - ع - مذکر - آسمان کا کنارہ - اِس کی جمع آفاق ہے -

اَفواہ - ع - مؤنث - (فوہ کی جمع جس کے معنی مُنہ ہیں) مجازاً اُڑتی ہوئی خبر - مشہور بات جس کی کوئی اصل نہ ہو - تسلیم ؎

وہ نہ آئے ہیں اور نہ آئیں گے روز افواہ یُوں ہی اُڑتی ہے

اَفیم - ا - مؤنث - تریاک - جنابِ نظم طباطبائی ؎

نکلا تھا آج سانپ بنا کر افیم کا پینک میں دیکھتے ہیں کہ طاؤس بن گئے

مصحفی ؎

محمل کو کھولتا جو نہیں اپنے اب تلک شاید افیم پینے کو لایا ہے کوکنار

اَفیُون - (ابیون کا مُعرّب جس کے معنی یونانی زبان میں گہری نیند لانے والی چیز کے ہیں)

ظفر ؎

مے پیے گا جو تو غیروں میں تو پھر غیرت سے ایک دن دیکھیو افیون ہی ہم کھا بیٹھے

اَقدام۔ ع۔ قدم کی جمع۔ جہلہ قدوم کو قدم کی جمع سمجھتے ہیں۔ حال آں کہ قدوم کے معنی کسی جگہ سے آنا۔ سفر سے واپس آنا کے ہیں۔

اَقرِباء۔ ع۔ قریب کی جمع۔ اعِزّہ۔ بھائی بند۔ بضمِ رائے مہملہ (اَقرُباء) کہنا سخت غلطی ہے۔

اُقلیدِس۔ (مرکب ہے اُقلی بمعنی کلید اور دِس بمعنی ہندسہ سے) یعنی کلیدِ ہندسہ مصر کے شہر اسکندریہ کے ایک مشہور ریاضی داں حکیم کا نام جو حضرت مسیحؑ سے تین سو پچاس برس پہلے پیدا ہوا اور پچاس برس کی عمر پائی۔ اُس کی کتاب (اقلیدس) اُسی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا عربی ترجمہ حُنین بن اسحٰق نے کیا تھا۔ پھر ۲۱۱ھ میں ثابت بن قُرّہ نے اس کی تنقیح و تہذیب کی۔ بعض نے (بضمِ دال) اُقلیدُس بھی کہا ہے۔

اِقلیم۔ ع۔ مؤنث۔ (اَقالیم جمع ہے) یونانی لفظ کلیمہ کی تعریب ہے جس کے معنی ہیں میلان، جھکاؤ۔ یونانی حکیم اِبرخس (ہیپرکس) نے ۱۹۵ھ ق م میں ربع مسکون کو سات حصوں میں طولاً تقسیم کر کے ہر حصّہ کا نام اِقلیم رکھا۔ اسلامی جغرافیین بیرونی، اِدریسی، مسعودی، ابوالفداء، وغیرہم نے بھی اقالیمِ سبعہ کا استعمال کیا ہے۔ اگرچہ بعض نے اُس اراضی کو جو خطِ استوا سے جنوب کو واقع ہے۔ ہشتم اقلیم اور جو خطہ انتہائے شمال میں واقع ہے۔ اُس کو نہم اقلیم شمار کیا ہے مجازاً کشور، خطّہ، ملک، بلاد وغیرہ

اِکسیر۔ ع۔ مؤنث۔ کیمیا ناسخ ؎

سفید آگے ترے چاند اور سورج زرد ہے ظالم یہ ہے اکسیر سونے کی وہ ہے اکسیر چاندی کی

اَگری ۔ ا۔ بعض شُعرا نے (اگرئی) کہا ہے۔ رند ؎

اگرئی کا ہے گماں شک ہی ملاگیری کا — رنگ لایا ہے دوپٹّا ترا میلا ہو کر

در اصل اگر سے اگری صحیح ہے۔ اگر اگرہ سے منسوب ہوتا تو اگرئی ہوتا۔ امانت ؎

کھلتی ہے مرے شوخ پہ ہر رنگ کی پوشاک — اودی، اگری، چنپئی، گلنار، بسنتی

اِلاچی ۔ ہ۔ معروف۔ الایچی کہنا غلط ہے۔ بحر ؎

خریداری ہے اُس خالِ لبِ شیریں کی دُنیا میں

اِلاچی دانے حلوائی بھریں شکّر کے بوروں میں

اِلتماس ۔ ع۔ عرض۔ گزارش (مختلف فیہ) تسلیم ؎

ادا ہر طرح رسمِ آبرو کی — ادب سے التماسِ گفتگو کی

نیر ؎

گدائی ہے فغفور سے التماس — سیہ بخت کی نور سے التماس

مومن ؎

فلک رس ہو غوغا مناجات کا — کروں التماس اپنی حاجات کا

داغ ؎

تجھ سے یہ التماس ہے میرا — غیر کا ہے، کہ پاس ہے میرا

اَلقاب ۔ ع۔ مذکر۔ (لقب کی جمع) خطاب۔ رشک ؎

بدنامِ وہر و دشمنِ ناموس و عارِ خلق

القاب یہ ہیں آپ کے بے نام و ننگ کے

خط کا عنوان۔ مکتوب الیہ کی توصیف میں اُس کے مرتبہ کے موافق الفاظ۔

آتش ؎

یا یہ کہ تم سے محبت تو نہیں اے آتش — خط میں القاب یہ پھر شفقِ من کس کا ہے

اَلْمُضَاف - صحیح اَلْمُضَاعَف۔ دوچند۔ دُونا۔ آتش نے المضاف لکھا ہے ؎

زہر پرہیز ہو گیا مجھ کو   درد درماں سے المضاف ہوا

چونکہ یہ عوام کا تلفظ ہے اس لئے غلط ہے۔ غالباً آتشِ مرحوم عوام سے سُن کر اس کی اصلیت کے دھوکے میں رہے۔ اسی طرح حلوا کو حلوہ سمجھ کر حلوۂ بے دُود لکھ گئے ؎

لعلِ شکر بار کا بوسہ میں کیوں کر نہ لوں
کوئی نہیں چھوڑتا حلوۂ بے دُود کو

کفارہ کو عوام بے تشدید بولتے ہیں آپ نے بھی لکھ دیا ؎

رنگ زرد و لبِ خشک و مژہ خوں آلود   کشتۂ عشق ہیں ہم۔ ہے یہ کفارہ اپنا

اَلْوَدَاع - ع - مؤنث۔ رخصت۔ دبیر ؎

ناگاہ الوَدَاع بھی آغاز ہو گئی   آ کر بتول اپنے نواسے کو رو گئی

الوداع یا وداع بکسر واؤ کہنا غلط ہے۔ ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو بھی الوَداع یا الوَداع کا دن کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ بعض اہلِ علم نے رَمَضَان کو بسکونِ میم نظم کیا ہے جیسے ؎

الوَداع اے ماہِ رمضاں الوداع   الوداع اے مونسِ جاں الوداع
الوداع اے ماہِ رمضاں الوداع   بہترینِ غمگساراں الوداع

اِلٰہی - ع - (لفظِ اِلٰہ اور یائے متکلم سے مرکب) میرے خدا۔ اور لفظِ اِلٰہ اور یائے نسبت سے مرکب) جیسے حکمِ الٰہی یعنی خدا کا حکم۔

اَمَارَت - ع - علامت۔ نشان۔ اَمارات جمع۔ اِمارت۔ امیر بننا۔ دولت حکومت۔ اسی سے ہے مُؤتمَر۔ مکان المشاورہ۔ دار الشوریٰ۔ کانفرنس کانگریس۔ کونسل۔

اَمرت ۔ س ۔ مذکر ۔ آبِ حیات ۔ اُردو میں بکسرِ الف وبفتحِ رائے مہملہ مستعمل ہے جیسے نکہت ؎

تلخیٔ دشنامِ شیریں جامِ شربت ہی مجھے — زہر کھانا ہاتھ سے دلبر کے امرت ہی مجھے

برق ؎

چارہ اس کا نہیں برگشتہ جو قسمت ہو جائے — زہر مرنے کے لئے کھائیں تو اَمرت ہو جائے

تذکیر کی مثال ۔ تسلیم ؎

دے کے بوسہ اُس نے جب دُشنام دی — میرے حق میں زہر امرت ہو گیا

اِملا ۔ ع ۔ رسم الخط کے موافق لکھنا ۔ مختلف فیہ تسلیم ؎

عالمِ وحشت میں جب لکھا کوئی خطِ فراق — ربط بگڑا میری انشا کا غلط املا ہوا

رشک ؎

نامۂ جاناں ہے یا لکھا مری تقدیر کا — خط کی انشا اَور ہے لکھنے کی اِملا اَور ہے

صرف لفظ انشا مؤنث لکھا جاتا ہے باقی اِفعال کے اور مصادر مذکر کہے جاتے ہیں جیسے ایفا ۔ اِمضا ۔ اِعلا ۔ اِخفا ۔ ایما وغیرہ ۔ لہٰذا ایجاد کو مونث کہنا درست نہیں ۔

اَملاک ۔ ع ۔ (مِلک کی جمع) جائداد ۔ سحر ؎

بعد مرنے کے اٹھینگے کس کی گردن سے یہ قصر — جیتے جی کچھ چھوڑ دینا خوب ہے املاک کا

بول چال میں واحد کی جگہ بتانیث وبکسر بھی مستعمل ہے سحر ؎

کیا خاک سے پاک ایک ایک کو — عنایت کی اِملاک ایک ایک کو

اِملاک بالکسر باب اِفعال سے مصدر ہے ۔ مالک بنانا ۔ حکمراں بنانا ۔ قبضہ دینا جائداد منتقل کرنا ۔ لڑکی دینا ۔ شادی کرنا ۔

اَمن ۔ ع ۔ مذکر ۔ پناہ ۔ حفاظت ۔

اُمُور ۔ ع ۔ (امر کی جمع) کام ۔ شوق ؎

آگے تو یہ نہ تھا ترا دستور   کس سے سیکھے ہیں اِس طرح کے اُمور

امر بمعنی حکم و فرمان۔ اوامر جمع۔ اُمورات کہنا غلط ہے۔

اِناث } اُنثیٰ (ضدّ ذکر) کی جمع۔ مادہ۔ عورتیں۔ اِستریاں۔ بضمّ الف صحیح نہیں
اَنائیٰ

اُناس۔ ع۔ (جمع انسان و اِنسی و اَنسی) بشر۔ اَناسی بھی جمع آئی ہے۔ اس کا ہمزہ حذف ہو کر (ناس) رہ جاتا ہے۔

اَنانِیَّت۔ ع۔ بعض نے (اَنا) سے انائیّت کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ اَنا در اصل (اَنان) ہے اس سے انانیّت ہی ہونا چاہیئے۔ اُردو میں بھی اَنانِیَّت۔ خودی، پندار، غرور کے معنی میں مستعمل ہے   منیر ؔ

مانعِ وصل ہے اَنانیّت تھا   جب نہ ہوں گا میں تب ملیں گے آپ

اُنتظاری۔ صحیح اِنتظار۔ ع۔ مذکر۔ اگرچہ شعرائے اُردو نے انتظاری بجائے اِنتظار لکھا ہے۔ لیکن اس کا ترک مستحسن ہے۔ کیوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔

اِنتقاد۔ ع۔ مذکر۔ نکتہ چینی (ضدِّ استحسان) کسی مضمون یا کتاب کے محاسن و معائب بتانا۔ اس کی جگہ نقد بھی صحیح ہے۔ لیکن تنقید (ترسیل کی طرح) نہیں آیا ہے۔ اس لئے تنقید بجائے نَقد و انتقاد کہنا غلطی ہے۔

اَندازاً۔ غلط ہے۔ عَرَبی مداں اصحاب نے اندازہ سے اندازاً بنالیا ہے اس کی جگہ تخمیناً کا لفظ موجود ہے جو صحیح ہے۔ اندازاً کی طرح (نمونۃً) بھی کہتے اور لکھتے ہیں۔ تنوین عربی الفاظ پر آتی ہے نہ کہ فارسی الفاظ پر۔ جُہلہ عربی الفاظ کی تنوین میں بھی غلطی کر جاتے ہیں اور عیاذاً باللہ کی طرح نعوذاً باللہ کہتے ہیں صحیح کلمہ نعوذُ باللہ اور اَعُوذُ باللہ ہے

اَندلُس۔ ع۔ (در اصل وَندلُس ہے) اسپین کا اِسلامی نام۔

اُندھیاری ۔ متروک ہے ۔ اگلے شعراء نے کہا ہے ۔ اب اندھیری کہنا صحیح و فصیح ہے ۔ امیر ؎

کیا خوف جو برسات کی راتیں ہیں اندھیری　　داغوں سے چراغاں ہیں چمن میں پڑے طاؤس

اِنسانیّت ۔ ع ۔ مؤنث ۔ آدمیت ۔ صفاتِ انسانی ۔ دانائی ۔ شعور ۔ شائستگی
حکیم قدرت اللہ خانِ قاسم ؎

واسطے انساں کے انسانیّت اول شرط ہے　　میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نوّاب ہو

اِنشاءَ اللہ ۔ ع ۔ (یہ کلمہ مرکب ہے اِنْ اور شاءَ اور لفظِ اللہ سے) جُہلا ہمزہ کو اُڑا کر (انشا اللہ) کہتے ہیں ۔ لہٰذا (اِنْ شاءَ اللہ) کہنا اور لکھنا چاہیئے ۔

انکساری ۔ غلط ۔ اِنکِسار ۔ ع ۔ مذکر ۔ خاکساری ۔ فروتنی ۔

اَوْباش ۔ ع ۔ (محیط المحیط، صُراح اور تاج العروس نے وَبْش اور وَبَش بالفتح و بالضم کی جمع لکھی ہے اور منتخب نے صرف (بَوش) کی خلافِ قیاس جمع بتائی ہے) بدکردار ۔ آوارہ مزاج ۔ تلق ؎

کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اوباش　　گھات سے کرتے ہوں ہماری تلاش

وَبْش یا بوش مستعمل نہیں ۔ اَوباش ہی کا استعمال ہوتا ہے اور اوباش واحد کی جگہ بھی مستعمل ہے ۔

اَوْزار ۔ ف ۔ مذکر (افزار) آلہ ۔ ہتھیار ۔ واحد ہے اور اَوْزار عربی ہے (وِزْر) کی جمع ۔ گناہ ۔ بار ۔ بوجھ ۔

اَوْقات ۔ ع ۔ (وقت کی جمع) کبھی واحد کی جگہ مؤنث استعمال کیا جاتا ہے ۔ مختلف معنوں میں تانیث کے ساتھ بجائے واحد مستعمل ہے ۔ گزارے کی صورت جان صاحب ؎

اپنا حصہ چاند سورج ہیں یہی دو روٹیاں　　حال ہے رزّاق کو روشن مری اوقات کا

حیثیّت ۔ اِستطاعت ۔ بساط ۔ کائنات ۔ ذلّت کی جگہ طنز سے بھی کہتے ہیں ۔

زندگی کے معنی میں جیسے شوق نے کہا ہے ؎

کی ترے پیچھے تلخ سب اوقات　　دن کو دن سمجھے اور نہ رات کو رات

گزر۔ بسر۔ حالت۔ ناسخ۔ ؎

گاہ روتا ہوں کبھی ہنستا ہوں اپنے حال پر　　کوئی بھی ہوگا نہ دنیا میں مری اوقات کا

اَولادْ۔ ع۔ (وَلد کی جمع) بیٹا بیٹی۔ لڑکے بالے۔ بطور واحد بہ تانیث مستعمل ہے

اُولُوالالباب۔ ع۔ (اُولو۔ ذُو کی جمع۔ الباب۔ لُبّ کی جمع)۔ عقل مند ارباب دانش۔ اُولُوالعزم۔ صاحبانِ عزم۔ اُولُو کو واؤ کے ساتھ لکھنا چاہیئے اور چونکہ یہ جمع ہے اس لئے مفرد پر اس کا استعمال جائز نہیں اسی طرح ذوی الاحترام واحد کے لئے نہیں کہنا چاہیئے حالت نصب و جر میں اولی جیسے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔

اَولیاء۔ ع۔ (جمع ولی) صاحب۔ خداوند۔ اہل اللہ۔ اولیاء کا بطور واحد کسی شاعر نے استعمال نہیں کیا۔ لہذا بجائے واحد استعمال کرنے سے احتراز چاہیئے جیسے حضرت نظام الدین اولیاء۔ سوز ؎

مجھے چھیڑتا ہے کہ تو پارسا ہے
میاں خان تو بھی بڑا اولیا ہے

اہل تحقیق بطورِ جمع ہی استعمال کرتے ہیں۔ بحر ؎

اولیاء اللہ کو اے بحر آسائش نہیں
خلق میں گردش ہے تیسوں دن جہلِ ابدال کو

اَہالیاں۔ غلط ہے اہل کی جمع اہال، آہال ہے۔

اہلِ ہنوُد۔ ہندی کی جمع (ہنود) ہے اہل کے ساتھ ہنود کہنا بے معنی اور غلط ہے مگر اہلِ اسلام صحیح ہے۔

اَہلِیَت ۔ ع ۔ مؤنث ۔ قابلیت ۔ آدمیت ۔

اَہلِیَہ ۔ مؤنث ۔ (اُردو فارسی میں) جورو ۔ انشاء ؎

جھک کے اہلیۂ زاہد نے کہا بوسہ کے وقت
آپ کی ڈاڑھی میں کیا چ رہی ہے اس کی باس

اَہَمّ ۔ ع ۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۔ مشکل تر ۔ بہت مشکل ۔ اُردو میں بلا تشدید مستعمل ہے ۔ بعض اہم کے معنی مشکل لے کر نہایت کا لفظ بڑھا دیتے ہیں ۔ یعنی یہ نہایت اہم کام ہے ۔ نیز (یہ سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے) کہتے اور لکھتے ہیں ۔

فارسی میں بھی اولے پر تر کا لفظ زیادہ کیا گیا ہے ۔ خواجہ کرانی ؎

مراز میکدہ پرہیز کردن اولے تر
کہ گفتہ اند بہ پرہیز بہ شود رنجور

سعدی ؎

ترکِ احسانِ خواجہ اولے تر
کاحتمالِ جفائے بوّابان

آیات ۔ ع ۔ مؤنث (جمعِ آیت) آیتیں ۔ قرآن شریف کے جملے ۔ ناسخ نے بجائے واحد بہ تانیث استعمال کیا ہے ۔ ؎

خطِ نورستہ نہ قرآن کو کردے منسوخ
لوحِ محفوظ سے اُتری ہے یہ آیات نئی

آیات کو جمع ہی استعمال کرنا چاہیئے ۔

اَیال ۔ ف ۔ مؤنث ۔ یال ۔ گھوڑے کی گردن کے بڑے بڑے بال ۔ صحیح لفظ یال ترکی ہے ۔ جو فارسی میں بھی مستعمل ہے ۔ اُردو میں اہلِ تحقیق یال ہی لکھتے ہیں ۔

ایالت۔ ع۔ سیاست۔ پاسبانی اور حکومت، سرداری، صوبہ کے معنی میں بھی آیا ہے
اِیزاد۔ زیادہ کے معنی میں بعض شعرا نے استعمال کیا ہے۔ خوشتر ؎

پرستش کی، قدم دھوئے، ہوئے شاد
بزرگی اُن کو بخشی حد سے ایزاد

چونکہ یہ لفظ بالکل غلط ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اس کے عوض (ازدیاد) صحیح لفظ کا استعمال اولیٰ ہے۔
اِیزادی۔ زیادتی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ جو غلطِ محض ہے۔ اس کی جگہ (اِزدیاد) صحیح ہے۔
ایکساں۔ غلط ہے۔ یکساں فارسی ہے۔ ہموار۔ برابر۔ چورس۔ ایک طرح کا ایک رنگ۔ ہم رنگ کے معنی ہیں۔ اس لئے ایکساں کی جگہ ایک سا کہنا چاہیئے۔
اِیمن۔ بے خوف۔ محفوظ۔ آمِن کا امالہ ہے۔ اس کو فارسیوں نے استعمال کیا ہے اس معنی میں اَیمَن یا اَیِمن کہنا غلط ہے۔ اور اَیْمَن۔ ع۔ دہنی طرف۔ قسم۔ اور وادیٔ اَیْمَن جو طور سینا میں واقع ہے۔
آیہ۔ مذکر۔ (آیت) ناسخ ؎

چشمِ زاہد میں ہوں گو خوار گُناہوں سے گر
مغفرت کا تو مری شان میں آیہ اُترا

(ب)

بابُر۔ ت۔ شیر۔ ظہیر الدین میرزا، شہنشاہ ہندوستان کا مشہور لقب امیر تیمور گورگاں کی پانچویں پشت میں تھا۔ بضم بائے موحدہ صحیح ہے۔

حبیب السیر سے خدیوِ کامرانِ پُرتہوّر طرازِ ملک و ملت شاہ بابُر

بابِل۔ ع۔ سلطنتِ اشور (سیریا) کا قدیم پایۂ تخت جو وادیٔ فرات میں بغداد سے جنوب کی طرف تقریباً ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اب اس موقع پر حلہ واقع ہے۔ دراصل یہ عبرانی (بابِ ایل) ہے یعنی درِ خدا، آستانۂ خدا۔ توراۃِ مقدس اور قرآنِ مجید میں اس کا ذکر آیا ہے۔ شعراء نے بضمِ با و بکسرِ با دونوں طرح استعمال کیا ہے۔ لیکن بکسرِ با صحیح ہے۔ شیخ شیراز سے

چہ کند بندہ کہ بر جور تحمل نکند | دل اگر تنگ شود مہر تبدّل نکند
سحر گویند حرام ست دریں عہد ولیک | چشمت آن کرد کہ ہاروت بہ بابُل نکند

قاآنی سے

اے زلفِ تو پیچیدہ تراز خط ترسُّل | بر دامنِ زلفِ تو مرا دست توسُّل
ہاروت بعزمِ تو اگر معتصم آید | پرّان بسُوی عرش چہ از چہ بابُل

محسن سے

ہے دور میں جس کے سحرِ بابِل | افسوں ہے اسیرِ چاہِ بابِل

بادشاہت۔ عوام بادشاہی کی جگہ کہتے ہیں۔

باکِرہ۔ اہلِ اُردو، زنِ دوشیزہ۔ کُواری لڑکی کو کہتے ہیں۔ عربی میں اس کی جگہ (بِکر) ہے اور (اَبکار) جمع۔

بالرّاشت۔ راست فارسی لفظ ہے۔ الف لام جو عربی الفاظ کے لئے مخصوص ہے فارسی لفظ پر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قریب المرگ وغیرہ غلطِ محض ہے۔

بِالمُشافَہہ۔ ع۔ مُشافَہہ۔ بروزنِ مُفاعَلہ (رُو برو۔ دُو بدو۔ آمنے سامنے اسی طرح بالمُواجہہ صحیح ہے (مُشافہہ۔ مُواجہہ) مُفاعَل کے وزن پر بولتے اور لکھتے ہیں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ صاحبِ فرہنگ آصفیہ نے بھی

(بالمشافہ ۔ بالمواجہ) لکھ دیا ہے ۔

باہم دیگر۔ غلط ہے اس لئے کہ (باہم) کے معنی خود' ایک دوسرے کے ساتھ' ہیں

بَتّ ا۔ ع۔ کاٹنا۔ جس فقرے پر بتّ کی جگہ یہ علامت (ـــ) لگائی جاتی ہے اُس سے یہ مُراد ہوتی ہے کہ فقرہ ختم ہو گیا۔

بَخالَت۔ عربی فارسی میں نہیں آیا ہے۔ جہلہ بُخل کی جگہ کہتے ہیں۔

برابر میں۔ صرف (برابر) کافی ہے۔ (میں) زائد اور اس کا ترک واجب ہے

داغ ؎

وحشت ایسی ہے کہ سایہ سے بھی میں کہتا ہوں

آپ کیوں میرے برابر میں چلے آتے ہیں

بِراز۔ ع۔ مذکر۔ فُضلہ۔ بفتح اول غلط ہے۔

بَرخُورداری۔ بَرخوردار۔ نُورِ چشم بیٹے کو اور برخورداری' نورِ چشمی بیٹی کو لکھتے اور یا کو علامتِ تانیث سمجھتے ہیں۔ حال آں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ برخوردار' نورِ چشم بیٹا ہو یا بیٹی' دونوں کے لئے یکساں ہے۔ اسی طرح منصب دار کے آخر مؤنث کے لئے (ہ) بڑھا کر منصبدارہ لکھتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ اور (شادیٔ برخورداری طولعمرہٗ) لکھتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ سارا جملہ غلط ہے شادی فارسی میں کدخدائی کے معنی میں نہیں آیا۔ برخورداری بیٹی کو اہلِ فارس نے نہیں لکھا۔ اور طولعمرہٗ تو ایسا جملہ ہے جس کے کوئی معنی نہیں۔

بَرَکَت۔ ع۔ مؤنث۔ اسی طرح حَرَکَت (بفتحتین) ہے۔ ذوق ع

چل در میکدہ تک ہے حرکت میں بَرَکت

نیز عَظَمَت' شَفَقَت' سَبقَت اور مَلَکہ' نَفقَہ' دَرَجہ' صَدَقہ' عَمَلہ' غَلَبہ (بفتحتین) آئے ہیں۔ اہلِ اُردو بفتحِ اول وسکون ثانی کہتے اور نظم کرتے ہیں۔

حالی ؎
یہاں کو تھے ہم اپنے گھر کی برکت جانتے ٹھیرنا مہمان کا برسوں گراں ہوتا نہ تھا

بَرَہنَہ
بَرَہْنَہ } ف۔ عریاں۔ ننگا۔ بفتحِ باوہاو بفتحتین دونوں طرح آیا ہے۔

بَسفَائج۔ بس پایہ کا معرب۔ ایک دوا کا نام جس کو (اضراس الکلب) بھی کہتے ہیں۔ بالکسر صحیح نہیں۔

بِسْمِل۔ مذبوح۔ مجروح۔ گھایل۔ بمعنیٔ ذبح غلط ہے۔ اِس لئے وہم بسمل وقتِ بسمل کہنا غلطی ہے اور نیم بسمل کہنا بھی غلط ہے۔

بِشارَت
بُشارَت } ع۔ مؤنث۔ خوش خبری۔ نوید۔ مژدہ۔ بفتحِ اول غلط ہے۔ میر ؎
مسیں بھیگی ہیں اُس کی سبزہ خط کی بدایت ہے
مسیح و خضر کو پہنچے بشارت زہر کھانے کی

بِضاعَت۔ ع۔ مؤنث۔ سرمایہ۔ پونجی۔ بفتحِ اول صحیح نہیں۔ انیس ؎
عضو بیکار ہوئے گھٹ گئی طاقت میری
لوٹ لی نانا کی اُمت نے بضاعت میری

بَغارہ۔ ف۔ شگاف۔ سوراخ۔ رخنہ۔ زخم۔ گھاؤ۔ عوام بالضم کہتے ہیں۔

بَغداد۔ کہتے ہیں کہ کسریٰ نوشیرواں نے ساباط کے میدان میں ایک باغ تعمیر کرا کے اُس کا نام (باغ داد) رکھا۔ منصورِ عباسی نے ۱۴۵ھ/۷۶۲ء میں دجلہ کے غربی کنارے کرخ و ساباط کے مقام پر شہر بغداد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد مہدی بن منصور نے اپنی سکونت دجلہ کے شرقی کنارے منتقل کی اور وہاں نیا قصرِ خلافت تعمیر کرایا۔ ہارون رشید نے اپنے عہدِ خلافت میں سعیٔ بلیغ سے باتمامِ شہر کی تکمیل کی۔ معتصم کے عہد میں ترکی باڈی گارڈ مقرر ہوا۔ اُس نے

خلیفہ کو تنگ کیا تو خلافت شہرِ سامرہ میں منتقل ہوئی جہاں مُعتصم نے کثیر اَبنیہ و عمارات بنائے۔ سامرہ میں سات خلفاء (۱) واثق (۲) متوکل (۳) منتصر (۴) مستعین (۵) مُعتز (۶) مہدی (۷) مُعتمِد) نے حکومت کی۔ خلیفۂ معتضد کے عہد میں خلافت پھر بغداد میں منتقل ہوئی۔ یہ شہر کئی ناموں سے موسوم رہا ہے۔ بغدان اور اپنے بانی کے نام سے منصوریّہ۔ اور الزّوراء۔ اور رسمی (سرکاری) نام مدینۃ السلام دار السلام۔ اس کی تصریح و تفصیل ہمارے بڑے لغت میں ملاحظہ ہو۔

بَقَّال ۔ ع ۔ ترہ فروش۔ سبزی فروش۔ کُنجڑا۔ بدّال۔ غلّہ فروش۔ اردو میں بدّال کی جگہ (بقّال) کہتے ہیں۔

بَقَایا ۔ ع ۔ مؤنث۔ (بقیّہ کی جمع) بقیّہ۔ مذکر۔ نیر ؎

لے گئے وہ کفن و قیس تبرک کی طرح

کچھ بقیہ جو رہا تھا مری رسوائی کا

اور بقایا کا لفظ بطورِ واحد مؤنث استعمال ہوتا ہے۔

بَکَارَت ۔ ع ۔ دوشیزگی۔ کوارپن۔ کُوارپت۔ بالکسر غلط ہے۔

بِکْر ۔ ع ۔ دوشیزہ۔ کُواری۔ بکر کو بکارت (دوشیزگی) کے معنی میں استعمال کرنا اور (اِزالۂ بکر) کہنا سخت غلطی ہے۔

بَلْخ ۔ ف ۔ ایک شہر کا نام۔ بفتحتین کہنا غلط ہے۔ سعدیؒ ؎

نشنیدی حدیثِ خواجۂ بلخ

مرگ بہتر ز زندگانیٔ تلخ

بُلْبُل ۔ ع ۔ مختلف فیہ۔ عندلیب۔ ہزار۔ ہزار داستان۔ گلدم (بلابل اجمع)

انیس ؎

دمِ تحریر گل ریزی ہے یا سطریں ہیں کاغذ پر ۔۔۔ صریرِ کلک ہے یا باغ میں بلبل چہکتا ہے

صبا سے

اے صبا باغ میں تم نالۂ سوزاں نہ کرو   رشک سے بلبلِ بے برگ و نوا جلتی ہے

بُلوہ - دراصل (بَلْوَیٰ) عربی ہے - آزمائش - تکلیف - مصیبت - اردو میں ہنگامہ - دنگا - فساد - غدر - شورو شغب - بھیڑ - ہجوم - کھلبلی - ہلچل - انیس سے

ہوں گی علیؑ کی بیبیاں بلوائے عام میں   بندی نبیؐ کی آل کی جائے گی شام میں

مصحفی سے

دو پھول کوئی رکھ کر گزرا تھا یہاں سے کل   تربت پہ مری بلوا مرغان چمن کا تھا

افسوس ہے کہ صاحبِ فرہنگِ آصفیہ نے (بلوہ عام) لکھ دیا ہے حال آں کہ (بلوہ) حلوہ کی طرح غلط محض ہے (بلوے - حلوے) اور اردو میں بلوا، حلوا صحیح -

بَندوق - دراصل بُندوق بمعنی غلولہ پھر آلۂ معروف کو کہنے لگے (بَنادِق جمع) اردو میں بندوق بالفتح اور اس کی جمع (بنادیق) بنالی گئی -

بُوالہوس - بُو مخفف ابو - باپ - صاحب اور ہوس فارسی لفظ ہے - الف لام تعریفی - عربی الفاظ پر آتا ہے جیسے بوالعجب وغیرہ - بوالہوس اصل میں بُلہوس فارسی ہے - بُل بمعنی بسیار یعنی بہت ہوس والا -

بوچھاڑ - ہ - مونث - بچھاڑ - کثرت - داغ سے

ٹھہرو دم تو چاہیئے اس وقت میں کچھ آڑ بھی
تیز چلتی ہے ہوا بھی مینہ کی ہے بوچھاڑ بھی

لکھنؤ والے رائے مہملہ سے بولتے اور لکھتے ہیں - شمشاد سے

قتل ثابت ہو گیا تکرار رہنے دیجئے   تر ہے دامن خون سے انکار رہنے دیجئے
حرف ہونٹوں کی نہ کلمہ پر نہ آجائے کہیں   گالیوں کی ہر گھڑی بوچھار رہنے دیجئے

بُوْل ۔ ع ۔ مذکر ۔ پیشاب ۔ اس معنی میں بُول بالضم غلط ہے ۔
بُہُت ۔ ہ ۔ زیادہ ۔ نہایت ۔ کثیر ۔ اسی سے بُہتات ہے ۔ بُہتات کہنا صحیح نہیں ۔
بَہجَت ۔ ع ۔ خوشی ۔ شادمانی بضمِ اول صحیح نہیں ۔
بُہلُول ۔ ع ۔ (۱) بڑا ہنسنے والا (۲) فیاض و شریف (۳) وہ سردار جو فضائل سے متصف ہو ۔ عقلاے مجانین میں سے ایک بزرگ جو ہارُون رشید کے معاصر تھے بُہلول مجنوں کے لقب سے ملقّب تھے ۔ اِن کا نام ابُو وہیب بن عمرو المغیرہ الصیرفی الکوفی ہے ۔ ان کے لطائف و ظرائف مشہور ہیں ۔ ۱۹۲ھ میں وفات پائی ۔
بے فُضُول ۔ فضول کی جگہ جُہلا کہتے ہیں ۔
بیگُم ۔ ت ۔ خاتون ۔ لیڈی ۔ فقیر ؎

باحسنِ رخِ خدیجہ بیگُم گل را کردند بلبلان گُم

آتش کا شعر ہے ؎

دخترِ رز مری مُونس ہے مری ہمدم ہے میں جہانگیر ہوں وہ نورجہاں بیگم ہے

اِس پر اعتراض ہوا تھا کہ " بیگُم بضمِ کاف فارسی صحیح ہے " اہلِ اُردو تو بفتحِ کافِ فارسی (بیگَم) ہی کہتے ہیں ۔
بَیَّن ۔ ع ۔ ظاہر ۔ آشکارا ۔ علانیہ (بَیَّن) بفتح یائے مشدد غلط ۔
بَیْنَ السُّطُور ۔ وہ فاصلہ جو سطروں کے درمیان ہوتا ہے ۔ (بین) کے نون کو مفتوح پڑھنا چاہیے ۔
بے وُقُوف ۔ نادان ۔ وقوف کے واؤ کو عوام فتحہ سے کہتے ہیں ۔

پ

پابوسی۔ غلط ہے۔ اس میں (ی) زائد ہے۔ پابوس حاصل مصدر ہے پھر اِس پر یائے مصدری زیادہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اُردو میں قدم بوس، پابوس کہنا صحیح ہے۔ پابوس کو فارسی والے پائے بوس کہتے ہیں۔ غنی سے

برتواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست
پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

پائے تخت۔ ف۔ راج دہانی۔ دارالسلطنۃ۔ پایۂ تخت کہنا اور لکھنا غلط ہے۔
پَرتَو۔ ف۔ فروغ۔ روشنی۔ عکس۔ شُعاع جو جرمِ نورانی سے ظاہر ہو۔ بمعنیٰ سایہ غلط ہے۔
پَرستار۔ ف۔ غلام۔ کنیز۔ جو لوگ محض کنیز کے معنی میں سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔
پَرِستان۔ پریوں کے رہنے کا فرضی مقام۔ وہ جگہ جہاں بہت سے خوبصورت جمع ہوں۔ یہ لفظ فارسی میں نہیں آیا ہے اُردو والوں نے گڑھ لیا ہے۔
پَرگار۔ ف۔ دائرہ کھینچنے کا آلہ۔ اہلِ اُردو کافِ تازی سے کہتے ہیں۔
پَروَردگار۔ ف۔ پالنے والا۔ خدا۔ دال ساکن ہے۔ دال کو زیر لگا کر پروردِگار کہنا صحیح نہیں۔
پَروَرِش۔ ف۔ پالن۔ پالنا۔ یہ پروردن کا حاصل مصدر ہے۔ پھر اس پر یائے مصدری لگا کر (پرورشی) کہنا اور لکھنا سخت غلطی ہے۔
پَسارنا۔ قابلِ ترک ہے۔ اس کی جگہ پھیلانا کہنا چاہیئے۔ آتش سے

گلگوں نظر سے اشکِ خونیں اُتارتے ہیں
گلچیں ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں

پُلاؤ ۔ ف ۔ معروف ۔ اُردو میں بالضّم مستعمل ہے ۔

پَن ۔ اِس کی ترکیب ہندی الفاظ کے ساتھ درست ہے جیسے لڑکپن ۔ بانکپن ۔ بھولاپن ۔ فارسی الفاظ کے ساتھ ملانے سے احتراز چاہیے جیسے دیوانہ پن وغیرہ ۔

پَنجاہ ۔ ف ۔ پچاس ۔ پنج سے پَنجاہ ۔ بفتحِ اول صحیح ہے ۔

پَنجرَہ ۔ ف ۔ بحرکت جیم ۔ مذکر ۔ قفس ۔ جامی سے

بگردِ روضہ ات گشتیم گستاخ | دلم چوں پَنجرَہ سُوراخ سُوراخ

مُنیر سے

جوشِ جنوں ہمیشہ ہے دل ہائے چاک میں | شیروں سے خالی ایک گھڑی پنجرے نہیں

اکثر بسکونِ جیم مستعمل ہے ۔ نسیم سے

بدہیئت سمجھ کے اَور کا نام
پنجرہ اک لائی وہ گُل اندام

پِنہانا
پَہنانا } شعراء نے دونوں طرح لکھا ہے ۔ لیکن پہننا کا متعدی پہنانا ہی صحیح ہوگا ۔

پِیار ۔ ہ ۔ مذکر ۔ محبت ۔ لاڈ ۔ بوسہ ۔ پیَار نہ کہنا چاہیے ۔ آسیر سے

تم کو آتا ہے پیار پر غصّہ
مجھ کو غصّہ پہ پیار آتا ہے

پِیارا ۔ ہ ۔ چاہتا ۔ دوست ۔ محبوب ۔ عزیز ۔ پیَارا کہنا غلط ہے ۔ انیس سے

نامِ حسین دوست کو پیارا ہے جان سے | اِس نام کا مزہ کوئی پوچھے زبان سے

پیالہ۔ ف۔ مذکر۔ کاسہ۔ جام۔ ساغر۔ قدح۔ کٹورا۔ پیالہ کہنا غلط ہے
ظفر ؎

جمشید اپنے وقت کا ہوں میں فقیر مست
جام جہاں نما ہے پیالہ سفال کا

(ت)

تابعدار۔ غلط ہے اس لئے کہ تابع خود اسم فاعل ہے پھر اس پر (دار) نہ صرف غیر ضروری بلکہ غلط ہے۔
تاج محل۔ آگرہ کی مشہور عمارت۔ ممتاز محل شاہ جہاں کی چاہیتی بیوی کا نام تھا جس کے انتساب سے اُس کے مزار (روضہ) کا نام ممتاز محل رکھا گیا۔ عوام نے ممتاز محل سے تاج محل بنالیا۔ بالآخر عوام ہی کے سر تاج کا سہرا رہا اور بلا امتیاز جہلہ و علما' عامۃ الناس (تاج محل) کہنے اور لکھنے لگے۔
تاہم۔ غلط لفظ ہے اس کی جگہ بریں ہم (یا اس پر بھی۔ پھر بھی) کہنا چاہیئے
تَب ا۔ ف (بروزنِ لَب) بخار۔ تابش۔ بائے فارسی سے (تَپ) غلط ہے۔ سعدیؒ ؎

براندیش از افتان و خیزانِ تب
کہ رنجور داند درازیٔ شب

تَبایُن۔ ع۔ جُدائی۔ فرق۔ مخالفت۔ (ی) کو بفتح یا بکسر پڑھنا صحیح نہیں۔
تبدیلی۔ تبدیل خود مصدر ہے اس پر یائے مصدری لگانے کی کیا ضرورت ہے

تبئیض۔ ع۔ سفید کرنا۔ صاف طور پر لکھنا۔ اسی سے مُبَیَّضہ ہے۔
تپش۔ ف۔ مؤنث۔ تڑپنا۔ گرمی۔ سوزش۔ امیر ؎

راستہ کون مدینے کا بتاتا مجھ کو
تپشِ دل نہ خضر بن کے جو رہبر ہوتی

(ط) سے طپش غلط ہے۔
تَتَبُّع۔ ع۔ مذکر۔ تقلید۔ پیروی۔ ریس۔ رند ؎

ابر اکثر اس برس برسا کیا
کیا تتبُّع دیدۂ تر کا کیا

تَجرِبَہ۔ ع۔ مذکر۔ (بکسرِ رائے مہملہ) آزمانا۔ آزمائش۔ باب تفعیل کا وزن تَفعِلہ بھی آتا ہے۔ جیسے تَصفِیَہ۔ تَخلِیَہ۔ تزکِیَہ۔ تذکِرہ۔ تفرِقہ۔ وغیرہ لہٰذا تجرُبَہ (بضمِ رائے مہملہ) اور (تذکَرہ) بفتحِ کاف تازی اور تفرَقہ (بفتحِ رائے مہملہ) کہنا جہل ہے۔ نسیم ؎

میں تجرِبہ کر چکی جہاں کا
کھلتا نہیں کچھ طلسم یاں کا

تَحتَ السَّماء۔ ع۔ بفتحِ تا صحیح ہے۔ اسی طرح تَحتَ الثَّریٰ۔
تحقیقات۔ (تحقیق کی جمع) اردو میں بطورِ واحد مؤنث مستعمل ہے تسلیم ؎

کسی نے لے لیا تھا ایک بوسہ اُن کا چوری سے
ہوئے برسوں کہ اب تک اسکی تحقیقات ہوتی ہے

تخمین۔ ع۔ اندازہ کرنا۔ قیمت لگانا۔ اہلِ اردو تخمینہ کہتے ہیں۔
ترجمہ۔ ع۔ ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرنا۔ تفسیر

ٹرانسلیشن۔ لائف۔ سیرت۔ دیباچہ (تراجم) جمع۔ ترجُمہ (بضمّ جیم) کہنا سخت غلطی ہے۔

تَرسِیل۔ ع۔ ترتیل کے معنی میں آیا ہے۔ ارسال (بھیجنا) کے معنی میں اسکا استعمال غلط ہے۔

تِرکَش۔ ف۔ (تیرکش کا مخفف) تیردان۔ تَرکش بفتح تا کہنا اصلیت کے خلاف ہے۔

تَرِکہ۔ ع۔ میراث۔ متوفے کی جائداد۔ اہلِ اُردو بسکونِ را کہتے ہیں۔ امیرؔ

بیکسیٔ دردِ الم، داغِ تمنا، حسرت
چھوڑ جاتے ہیں پسِ مرگ یہ ترکے عاشق

تُزُک۔ ت۔ مذکر۔ قاعدہ۔ قانون۔ ضابطہ۔ انتظام۔ لشکر۔ مجلس وہ واقعہ جس کو خود بادشاہ نے لکھا ہو جیسے تُزُکِ بابری۔ تُزُک جہانگیری روزنامچۂ شاہی۔ بسکونِ زا یا بفتحِ زا کہنا غلط ہے۔ اُردو والے شان و شوکت۔ تجمل۔ دُھوم دھڑکّا کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ سرورؔ

ہزار آہ و فغاں لاکھوں ہیں نالے
کوئی دیکھے تُزُک شاہِ جنوں کا

تَسوِید۔ ع۔ سیاہ کرنا۔ سردار بنانا۔ سرسری طور پر لکھنا۔ اسی سے مُسَوَّدَہ ہے یعنی وہ تحریر جو سرسری طور پر لکھی گئی ہو۔

تشہیر۔ ع۔ ظاہر کرنا۔ تلوار کو میان سے نکال کر لوگوں کو دکھانا۔ فارسی اُردو والے رسوائی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ داغؔ

مر بھی جاؤں تو نہ ہو اُن کو مرا مُردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر الٹی ہو تو ہو

تَشْنہ۔ ف۔ پیاسا۔ سعدی ؒ سے

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت

بروں از رمق در حیاتش نہ یافت

اِس میں قافیۂ تحلیلی ہے۔

تَعْداد۔ ع۔ مؤنث۔ گننا۔ شمار کرنا۔ جیسے تکرار (دوہرانا) تذکار (ذکر کرنا) تَلْعاب (کھیلنا) تنعاب (کائیں کائیں کرنا) بکسرِ تا دو تین ہی مصادر آئے ہیں جیسے تِلقاء، (دیکھنا) تِبیان (ظاہر ہونا) تِمشاء (چلنا)۔ اور تِمساح (مگرمچھ) تِمثال (پیکر۔ مجسّمہ۔ اسٹیچو۔) نیز تِقصار وغیرہ بالکسر اسماء ہیں نہ کہ مصادر۔

تعویذِ لحد۔ فارسی والوں نے نہیں لکھا ہے۔ اہلِ اردو کی ترکیب بطورِ فارسی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ لحد کا تعویذ کہنا چاہیئے۔ آتش سے

دشمن و دوست پس از مرگ مَلیں گے آنکھیں

نقشِ حُب کا ہے مری سنگِ لحد کا تعویذ

تَعْیین۔ ع۔ مؤنث۔ مقرر کرنا۔ مخصوص کرنا۔ خصوصیّت۔ صریر سے

کردیں وہ غنی جس پہ عنایت کی نظر ہو

کوئی بھی ہو اس میں نہیں تعیین کسی کی

اِسی سے تعینات اور تعیناتی بنا لیا ہے جو غلط ہے۔

تَقَاضا۔ ع۔ (تقاضی) ہے۔ فارسی اُردو والے تقاضا کہتے ہیں۔ تقاضیٰ کے معنی خواہش کرنا اور اُردو میں تاکید۔ تشدد۔ مطالبہ۔ تقاضہ (ہ) سے لکھنا غلط ہے۔ اسی طرح تحاشی سے تحاشا بنا لیا ہے۔

تَقَرُّر۔ ع۔ قرار لینا۔ تقرر مصدر ہے۔ پھر اس پر یائے مصدری بڑھا کر

(تقریری) کہنا غلط ہے۔
تقریض۔ ع۔ مؤنث۔ کسی کی مدح یا ذم کرنا۔ قَرَّضَ فُلاناً = مَدَحَہٗ اَوْ ذَمَّہٗ
ریویو۔
تقریظ۔ ع۔ مؤنث۔ زندہ کی تعریف خواہ حق ہو یا باطل۔ قَرَّظَ فُلاناً =
مَدَحَہٗ وھو حیٌّ بحقٍّ اَوْ باطلٍ۔
تکیہ کلام۔ کسی لفظ کا موقع بے موقع زبان سے نکلنا۔ (مذکر) صابرؔ
اُس روئے شعلہ تاب کا کچھ سن لیا ہے وصف
تکیہ کلام وہ کلمہ ہے کلیم کا
داغ کے مندرجۂ ذیل شعر میں (نہیں نہیں) کے لحاظ سے فعل مؤنث آیا ہے۔
پہلے تو نہیں نہیں سُنی تھی اب تکیہ کلام ہو گئی ہے
تلاش۔ ت۔ مؤنث۔ جستجو۔ تالاش کہنا اور لکھنا غلط ہے۔ سحرؔ
ہوس نہ جاہ و حشم کی نہ مال و زر کی تلاش
غزل کی فکر ہے الفاظِ با اثر کی تلاش
تِلْمِیذ۔ ع۔ شاگرد۔ (تلامذہ و تلامیذ جمع) فارسی، اُردو میں بفتح تا مستعمل ہے۔
تَماشا۔ اصل میں عربی (تَماشی) ہے مِل کر چلنا۔ فارسی والوں نے تماشی سے
تماشا بنالیا۔ جیسے تقاضی سے تقاضا۔ تماشی سے تماشا۔ تماشا کے معنی اُردو
میں دید۔ نظارہ۔ سیر۔ لطف بہار۔ کیفیت۔ کھیل۔ مجمع۔ ہنگامہ۔ میلا
نمایش۔ عجیب و غریب چیز۔ انوکھی بات۔ سوانگ۔ کرتب۔ ٹھٹا۔ ہنسی۔ مزاح ہیں۔
تَمغا۔ ت۔ محصول۔ چنگی۔ وہ مہر جو سرکار کی طرف سے سوداگری مال پر لگائی
جائے۔ فرمان شاہی۔ عزت کا نشان۔ بِلّا۔ ڈبلوما۔ سند۔ جاگیر کی سند
معافی یا انعامی زمین۔ جہلا تمغہ کہتے ہیں۔

تمکنت۔ عربی، فارسی کے کسی لغت میں پایا نہیں گیا۔ اُردو والوں نے گڑھ لیا ہے ※
تمّوز۔ سُر۔ آفتاب کے برج سرطان میں رہنے کی مدت۔ سُریانی ساتویں مہینے کا نام جو جولائی اور ساون سے مطابق ہے۔ چونکہ اس مہینے میں گرمی بہت ہوتی ہے اس لئے مجازاً شدتِ گرما کے معنی میں مستعمل ہے۔ فارسی میں بالتخفیف کہتے ہیں (تموز کی جگہ تمازت کہنا یا تمازتِ آفتاب کہنا غلط ہے
تنازُع۔ ع۔ مذکر۔ باہم خصومت کرنا۔ جھگڑا کرنا۔ تنازَع (بفتح زائے معجمہ) غلط ہے البتہ تفاوت بہر سہ حرکتِ واؤ آیا ہے۔ شعور ؎

تمہارے ایک جلوے سے ہوئے شیر و شکر دونوں
تنازع مٹ گیا اے جانِ جاں شیخ و برہمن کا

تنقید۔ عربی میں نہیں آیا ہے۔ اُردو والے نقد و انتقاد کی جگہ کہتے اور لکھتے ہیں۔ اس سے احتراز چاہیئے اس لئے کہ یہ غلط ہے۔
تنُّور۔ ع۔ مذکر۔ بھٹی۔ فارسی و اُردو میں بالتخفیف استعمال کرتے ہیں اس کو بعض سُریانی اور بعض عبرانی بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تن بمعنی دود (دھواں) اور نور بمعنی آتش (آگ) سے مرکب ہے۔ دبیر ؎

دریا لہو کا چشم سے اپنی بہا دیا
اور وہ تنورِ بحرِ کرم کو دکھا دیا

تُواں۔ ف۔ مؤنث۔ قوت۔ قدرت۔ طاقت۔ نسیم ؎

زبانِ ذبح نکلی رُوح لفظِ مرحبا کہہ کر
مرے قاتل تُوانِ دست و بازو ہو تو ایسی ہو

تَواں بالفتح کہنے سے احتراز چاہیئے۔ اسی طرح تُوانا اور تُوانائی بالضم صحیح ہیں
تُوانگر۔ ف۔ صاحبِ قدرت۔ مجازاً دولت مند۔ مالدار۔ تُوانگرا تُواں

※ اور ان معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ قدرت۔ عزت۔ غرور۔ دبدبہ۔ مصحفی ؎
بولنا کیا ہنسنے ادھر کرتی نہیں ہے تمکنت اُف رے تری تصویر کی

بمعنی طاقت اور گر کلمۂ فاعلیّت سے مرکب ہے) تَونگر بفتحِ تا و بلا الف کہنا
غلط ہے۔

تَوُبَہ ۔ ع ۔ مؤنث ۔ گناہ سے باز آنا ۔ پشیمانی ۔ ندامت ۔ انفعال ۔ بضمِ تا
کہنا غلط ہے ۔ داغ ؎

جب مئی لالہ فام ہوتی ہے
مجھ کو توبہ حرام ہوتی ہے

توشہ خانہ ۔ غلط ۔ توشک خانہ صحیح ۔ اس لئے کہ توشک کے معنی فرش ۔
بچھونا ہیں ۔

تَہلُکَہ ۔ ع ۔ مذکر (بہرسہ حرکتِ لام) نیست ہونا ۔ مرنا ۔ ہلاک ہونا ۔ اردو
میں خوف ۔ دہشت ۔ شور و غوغا ۔ آفت ۔ بلا ۔ مصیبت کے معنوں میں استعمال
کرتے ہیں ۔ ظفر ؎

اگر ہم روکتے یارو نہ اپنی اشکباری کو
جہاں میں تہلکہ ۔ یہ دیکھ کر برسات پڑ جاتا

جَہلہ بسکونِ لام (تہلکہ) کہتے ہیں ۔

تَہِیّہ ۔ ع ۔ مذکر ۔ آمادگی ۔ تیاری ۔ اصل میں (تَہیِئَہ) تھا ۔ اس کو
(تَہیَّہ) بفتحِ ہا کہنا غلط ہے ۔ نسیم ؎

اے جوشِ شوق تو نے کیا پھر امیدوار
ورنہ مجھے تہیّۂ خوابِ مزار تھا

تَیّار ۔ آمادہ ۔ مستعد ۔ دیکھو (طَیّار)

تیمُور ۔ (بکسرِ تا بروزن ذی نور) ایک مشہور مُغل بادشاہ کا نام ۔ بفتحِ تا
صحیح نہیں ہے ۔

ث

(⁂)

ثَبَات - ع - مذکر - قرار - قیام - پائداری - بالضم و بالکسر کہنا غلط ہے - وزیرؔ

ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا   بس ثباتِ بحرِ دنیا کھل گیا

ثَبْت - ع - لکھنا - تحریر - نوشتہ - بالکسر کہنا غلط ہے -

ثقاہت - ثِقہ سے بنا لیا ہے اور اعتماد - وثوق کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے - لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ ثِقہ کا مادہ وثق اور مصدر وُثوق و وَثاقت ہے - ثقاہت کی جگہ وَثاقت کہنا چاہیئے -

ثِقَہ - ع - معتمد علیہ - مؤتمن علیہ - مردِ معتبر - مفرد و جمع مذکر و مؤنث کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے اور اس کی جمع (ثِقات) بھی آئی ہے -

ثَمَرَہ - ع - مذکر - پھل - میوہ - نتیجہ - اُردو میں بسکون ثانی مستعمل ہے میرؔ

پودا ستم کا جس نے اس باغ میں لگایا
اپنے کئے کا اُس نے ثمرہ شتاب دیکھا

ج

(⁂)

جَاجِم - ت - ایک قسم کا فرش -

جَادُو - ف - مذکر - سحر - منتر - امیرؔ

کبھی کاجل کبھی آنکھوں میں لگایا سرمہ   رات بھا کونسا جادو کہ جگایا نہ گیا

جادو ساحر کے معنی میں بھی آیا ہے۔
جاگہہ۔ ہ۔ مؤنث۔ جگہ۔ مقام۔ ٹھاؤں۔ انیس بھی لکھ گئے ہیں لیکن اب متروک ہے۔

اندیشہ کی جاگہ ہے یہ عبرت کا محل ہے
جو زندہ ہے اک دن اُسے درپیش اجل ہے

جَبَرُوت۔ ع۔ عظمت۔ جلال۔ تکبر۔ قدرت۔ غلبہ۔ بُزرگی۔ بلندی۔ برتری خدا کا جلال۔ مرتبۂ وحدت۔ جُبرُوت بھی آیا ہے۔
جبلّت ۔ ع۔ مؤنث۔ خلقت۔ طبیعت۔ فطرت۔ اختر سے

عداوت سے باز آئے کیا مدعی   جبلّت کسی کی بدلتی نہیں

جدّ وجہد۔ ع۔ مؤنث۔ کوشش۔ سعی۔ محنت۔ مشقت۔ جِہد بالکسر صحیح نہیں۔ نظامی (مخزنِ اسرار) سے

دستِ وفا درکمرِ عہد کن   تا نشوی عہد شکن جہد کن

جُہد۔ بضم جیم بھی آیا ہے۔
جُدّہ۔ ع۔ بحرِ احمر کا ایک بندرگاہ جو مکۂ معظمہ سے جانب مغرب ساٹھ میل پر واقع ہے۔ بالکسر (جِدّہ) بھی کہنے لگے ہیں۔
جَذبہ۔ ع۔ مذکر۔ ایک بار کھینچنا۔ اُردو میں۔ جوشِ دل۔ کشش قلبی۔ ولولہ۔ شوق۔ غصّہ۔ سالک سے

جذبۂ شوق ہی بن جائے گا رہبر اپنا
جانیے آپ بتا جائیے سمت گھر اپنا

جِراحت۔ ع۔ مؤنث۔ زخم۔ ریش۔ گھاؤ (جِراح و جراحات جمع) بفتح جیم صحیح نہیں۔ رند سے

ناوکِ مژگاں سے دل پر وہ جراحت کھائی ہے
چشمِ سوزن کو بھی جواے بخیہ گر ملتی نہیں

جَرّار - ع - کشندہ - کھینچنے والا - لشکرِ بسیار - فوجِ کثیر - اردو میں بہادر و دلیر کے معنوں میں کہتے اور لکھتے ہیں - انیس - ؎

جرّار سر جھکائے تھے تلوار کی طرح
سرکش خموش تھے لبِ سوفار کی طرح

جَرح - ع - مؤنث - زخمی کرنا - طعن کرنا - عیب بتانا - شہادت پر نکتہ چینی کرنا

جَرَیان - ع - بہنا - فارسی اردو میں بسکونِ را کہتے ہیں - جِریان غلط ہے -

جُرمانہ - ف - تاوان - ڈنڈ -

جِزیَہ - (گزیہ کا مُعرب) محصول جو غیر مسلم پر حفظ و امان کے لئے لگایا جائے -

جَلَو - ت - لگام - کوتل گھوڑا - زینت - تجمّل - تزک - سواری کے ساتھ کا ٹھاٹ - ہمراہی - بعضوں نے (جِلَو) بکسرِ جیم بھی لکھا ہے -

جُمادَے الاولےٰ - ع - جمادے جمادے مشتق ہے جُمُک (سال یوہم بے باراں - جمادے تانیث ہونے کے سبب اولےٰ اور آخرہ کہنا چاہیئے نہ کہ جمادِیُ الاوّل و جمادِیُ الثانی - اردو فارسی شعرا نے جمادی الاوّل و جمادی الثانی استعمال کیا ہے -

جَماعَہ دار - ف - (جماعت دار) جماعت کا افسر - چند سپاہیوں وغیرہ کا افسر

جُمُعَہ - ع - بسکونِ ثانی (جُمعَہ) بھی آیا ہے - اکثر شعرا نے بسکونِ ثانی ہی نظم کیا ہے - رشک ؎

حج ہو کعبے میں کہ مسجد میں نمازِ جُمعَہ ہو
کس کو فرصت سجدہ ہائے آستانِ یار سے

جُمّل۔ ع۔ رسنِ کشتی۔ جہاز کا رسّا۔ حسابِ ابجد۔ بہ تخفیف بھی آیا ہے۔
جُمہُور۔ ع۔ ریگِ تودۂ بلند۔ ریت کا بلند ڈھیر۔ آدمیوں کا بھاری گروہ
(جَماہیر) جمع۔ جَمہُور۔ بفتح جیم غلط ہے۔
جَمعِیَّت۔ ع۔ مؤنث۔ گروہ۔ مجمع۔ انبوہ۔ فوج۔ لشکر۔ اطمینان
دل جمعی۔ تسلّی۔ تشفّی۔ آسیر ؎
تنگیٔ غمِ دل کو آخر باعثِ راحت ہوئی
اس قدر اسمٹی پریشانی کہ جمعیّت ہوئی
جُہلا جمیعت کہتے ہیں۔ جدید عربی میں جمعیّت بمعنیٔ (آبادی) ہے۔
جِنّات۔ اُردو والوں نے جنّ کی جمع بنالی ہے حال آں کہ جنّ خود اسم
جمع ہے۔ عربی میں جنّات نہیں آیا ہے۔ انیس ؎
جنّات ہوں اَحرارِ ہَوا ہوں کہ دد و دام
دم بھرتے ہیں مولا کی عطا کا سحر و شام
جَنُوب۔ ع۔ (شمال کا نقیض) سیدھے ہاتھ کی طرف۔ دکّھن۔ دکّھن کی ہوا
جَوَاد۔ ع۔ سخی۔ کریم۔ بہ تشدیدِ واؤ کہنا غلط ہے۔ عرفی ؎
زہی جواد کہ تاثیرِ نامِ جاں بخشش
نشاند گوہرِ صحّت بفرقِ بیماری
جِوار۔ ع۔ مذکر۔ ہمسائگی۔ بالضم بھی آیا ہے۔
جُوارِش۔ (معرب گُوارِش) مرکب دوا کا نام۔
جواہرات۔ غلط ہے اس کی جگہ جَواہِر (جمع جوہر) کہنا کافی ہے۔ اُردو
میں جَواہِر کا اطلاق مفرد پر بھی ہوتا ہے اس لئے اس کو مفرد سمجھ کر جواہرات
جمع بنالی ہے جو قابلِ ترک ہے۔

جَور ۔ ع ۔ مذکر ۔ ظلم ۔ ستم ۔ انیس ؎

جیتی رہوں یہ وہ ستم و جَور نہیں ہے
اب تو کوئی بچہ بھی مرا اور نہیں ہے

جُور بالضّم غلط ہے ۔

جَورَب ۔ } ع ۔ موزہ ۔ جُرّاب بحذفِ واؤ و تشدید رائے مہملہ
جوراب ۔

غلط ہے ۔

جہاز ۔ ع ۔ مذکر ۔ (بالفتح و بالکسر) رَختِ عروس ۔ اسبابِ عروس ۔ کفنِ مردہ رختِ مسافر، فارسی۔ اُردو میں اسبابِ تجارت لادنے اور بحری سفر کرنے کی بہت بڑی ناؤ ۔ اسیر ؎

بھر گیا ایسا ہمارے نالۂ دل کا دُھواں
بس جہازِ گنبدِ گردوں دُخانی ہو گیا

جَہالَت ۔ ع ۔ مؤنث ۔ نادانی ۔ بکسرِ جیم غلط ہے ۔ مسرور ؎

میخانے کی حرمت کو نہ سمجھا کبھی واعظ
سچ کہتے ہیں پڑھنے سے جہالت نہیں جاتی

جَہاں ۔ ف ۔ یہ جَہیدن اور جَستن (اُچھلنا) سے اسمِ حالیہ ہے یعنی اُچھلتا ہوا ۔ مجازاً ۔ دُنیا ۔ عالم ۔ بعض مُستَفرسین اس کو جہیدن سے جِہاں بالکسر کہتے ہیں ۔

جَہل ۔ ع ۔ مذکر ۔ نادانی ۔ بالکسر غلط ہے ۔ ملا ہاتفی (لیلیٰ مجنوں) ؎

عِلم ہمہ پیشِ علمِ او جَہل
کارِ ہمہ پیشِ کارِ او سَہل

رَشک ؎

ہو جاتے ہیں دانستہ صغائر بھی کبائر
اس علم سے تو جہلِ مسائل بہت اچھا

جَہَنَّم ۔ ع ۔ مذکر ۔ دوزخ بضم نون مشدد جہُنّم کہنا سخت جہالت ہے شیخ شیرازؔ
سر انجامِ جاہل جہنّم بود — کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

میرؔ ؎
جائے ہے جی نجات کے غم میں — ایسی جنت گئی جہنّم میں
کہتی تھی تیغ بجلی کہاں مجھ سے جائے گی

انیسؔ ؎
ٹھنڈا کروں گی میں تو جہنّم جلائے گا

جِہیز ۔ ف (بفتح جیم و بکسر جیم) (اِمالہ عربی جَہاز و جِہاز کا) رختِ عروس و مسافر و کفنِ مردہ ۔ (اَجْہِزَہ) جمعِ جہاز ۔

جَیب ۔ ع ۔ مختلف فیہ ۔ گریبان ۔ کیسہ ۔ شیخ شیرازؔ ؎
زنخدان فرو برد چندی بجیب
کہ بخشندہ روزی فرستد زغیب

قاآنیؔ ؎
مرو کز عیب خویش بیخبرست — ہنر دیگران شمارد عیب
جامِ بیچارگان چرا شکند — آنکہ بینای نی نہد در جیب

رشکؔ ؎
کاسہ ہے گدائی کا یہاں کاسۂ خورشید
ہے چاکِ سحر جیب ہماری کفنی کا

جَیب کیسہ کے معنی میں مؤنث ہے ۔ بعض لوگ گریبان کے معنی میں بالفتح اور کیسہ کے معنی میں بالکسر کہتے ہیں ۔ یہ صحیح نہیں ہے ۔

جَیِّد - ع - (در اصل جَیْوِد) اچھا - خوب - خالص - کھرا - بفتح یائے مشدّد کہنا غلط ہے (دیکھو سیّد) -

چ

چال وچلن - دونوں ہندی لفظ ہیں - ان کے درمیان واو عطف لانا سخت غلطی ہے - چال چلن کہنا چاہیئے -

چَپاتی - ف - (چاپاتی کا مخفف) چپاتی - چپات - تھپڑ اور یائے نسبت سے مرکب ہے - چونکہ اَور قسم کی روٹیوں کی نسبت اس کے لئے ہاتھ کی ضرب زیادہ درکار ہوتی ہے اس لئے اس کا یہ نام رکھا -

چَپُقلَش - ت - مؤنث (بضم قاف و فتح لام) تلوار کی لڑائی - اردو میں (چپقلش) لڑائی - تکرار - قضیہ - انبوہ - بھیڑ بھاڑ - جگہ کی تنگی - اختر ؎

ایک تم اور لاکھ غمزہ و ناز　　بزم میں چپقلش بلا کی ہے

چَراغ - بعض نے بالفتح اور بعض نے بالکسر لکھا ہے - دِیا -

چَراغاں - اس کے معنی صاحبِ بہار نے (ایک قسم کی سزا جس میں مجرموں کے سر میں کئی زخم لگا کر ہر ایک زخم پر جلتی ہوئی بتی رکھی جاتی تھی) لکھا ہے روشنی کے معنی میں بعض نے (الف و نون) جمع کا اور بعض نے نسبت کا لکھا ہے - اردو اور جدید فارسی میں (روشنی - دیپ مالا - بہت سے چراغوں کی روشنی) کے معنی میں استعمال کرتے ہیں - ناسخ ؎

شمعیں کافوری جلاتے تھے سر اُن کی گور پر　　دیدۂ غولِ بیاباں سے چراغاں ہو گیا

اُردو میں بطور واحد ہی مستعمل ہے۔ امیر ؎

کیا ہماری گور پر ہے احتیاجِ روشنی
چار جگنو جب چمک نکلے چراغاں ہوگیا

چَرم۔ ف۔ پوست۔ چمڑا۔ نظامی ؎

بسا گردنِ سخت و کیمخت چرم
کہ شد چون دوالِ رکابِ تو نرم

چُغد۔ ف۔ مذکر۔ اُلّو۔ سرور ؎

غیر جس گھر میں دخل پاتا ہے چُغد اُس گھر میں بول جاتا ہے

جُغد (چُغد) بفتح غین کہتے ہیں۔

چِلم۔ ہندی فارسی والوں نے (چِلم) (بکسر تین) کرلیا۔ (وہ ظرف جس میں تنباکو اور آگ رکھ کر حقّے پر رکھتے ہیں)

چَنگل۔ ف۔ مذکر۔ آدمی یا جانور کا پنجہ۔ سودا ؎

خیالِ پنجۂ مژگاں میں یہ احوال ہے دل کا
کہ جیسے صید کو شہباز کا چنگل مسلتا ہے

چُنگل بضمِ جیمِ فارسی و بفتحِ کافِ فارسی غلط ہے۔

چِنگیز } ف۔ دولتِ مغلیہ کا مؤسس (تموچین) کا لقب۔ کامل بابا ہی
چِنگز

کامل بہادر۔

چَبوتَرہ۔ ف۔ مربع یا مستطیل اونچی اور ہموار بنائی ہوئی جگہ۔ ہندی میں چبوترا کہتے ہیں۔

چَوگان۔ ف۔ مذکر۔ (مخففِ چولگاں۔ مرکب ہے چول بمعنئ خمیدہ

اور گان کلمۂ نسبت ہے) صولجان اسی کا معرب ہے۔ گیند کا بلّا۔ وہ ڈنڈا
جو سر کی طرف سے کج ہو۔ نیر؎

تری پوشاک اُتاری وصل کی شب دست بازی میں
ہمارا ہاتھ چوگاں بن گیا گوئے گریباں کا

چِہِل۔ ف۔ (بکسرِ اول وثانی) چالیس۔ ظہوری (ساقی نامہ) ؎

بمیزانِ دفتر کشایانِ دل
شمارش چہار ست و ورپیش چہل

چِہلُم۔ ف۔ چالیسواں۔ چالیس سے نسبت رکھنے والا۔ (مذکر۔ وہ رسم
جو میت کے سوا مہینے بعد ادا کی جاتی ہے۔ شہدائے کربلا کا چالیسواں
جو ہر محرم کے چالیس روز بعد کیا جاتا ہے) شعرا نے بسکونِ ہائے ہوز
استعمال کیا ہے۔ دبیر؎

چہلم جو کربلا میں بہتّر کا ہو چکا
پیوند بے کسوں کے تن و سر کا ہو چکا

ح

حاتم۔ ع۔ ایک مشہور سخی اور شاعر کا نام جو قبیلۂ بنی طے سے تھا بکسرِ تا
صحیح ہے کیونکہ حَتم سے حاتِم اسم فاعل ہے بمعنی (حاکم قاضی)۔ مجازاً سخی
کریم۔ فیاض۔ بعض فارسی اور اردو والوں نے (بفتح تا) لکھا ہے۔ مگر اہلِ تحقیق
نے اس سے احتراز کیا ہے۔

نوٹ (حاتم الطائی بن عبداللہ بن سعد۔ یہ مشہور بطل اور شاعر مسیحی چھٹی صدی کے

اواخر اور ساتویں صدی کے اوائل میں نابغہ ۔ بشر بن ابی حازم اور عَبید بن الابرص کا معاصر تھا۔ اس کی سخاوت، فیاضی، مہمان نوازی۔ مُروّۃ و ایثار ضرب المثل ہے اس کا لقب اَلجواد اور الاَجود تھا۔ کسی کی سخاوت کی تعریف میں کہتے ہیں۔ اَجودُ مِن حاتم ۔ اس کی قبر جَبَل عوارض واقع وادیِ حائل پر جہاں وہ سکونت پذیر تھا واقع تھی۔ اور پالگریو کے زمانۂ سیاحت میں موجود تھی۔ حاتم کئی فارسی اور اُردو قِصص کا بَطَل (ہیرو) ہے مثلاً قصّۂ حاتم طائی۔ قِصَص و آثارِ حاتم طائی یا رسالۂ حاتمیہ از مُلا حسین واعظ کاشفی۔ آرائشِ محفل وغیرہ)

حَاجی ۔ فارسی والوں نے (حاجّ) سے بنالیا ہے۔ حاجّ کی جمع حُجّاج ہے۔

حَاطہ ۔ غلط ۔ اِحاطہ ۔ ع ۔ مذکر ۔ چاردیواری ۔ پریسیڈنسی ۔ اسیر ؎

پری رخسار کوئی اس سے باہر ہو نہیں سکتا
اِحاطہ قاف سے تا قاف ہے اپنے تصور کا

حَبَاب ۔ ع ۔ مذکر ۔ بلبلہ ۔ اِس معنی میں بضم حا کہنا غلط ہے۔ صاحب قاموس و محیط المحیط و صحاح و صراح وغیرہ نے بلبلہ کے معنی میں حَباب (بالفتح) ہی لکھا ہے۔ صرف صاحب منتخب نے (بالضم) پر زور دیا ہے۔ غالباً اسی بناء پر دیگر فرہنگ نویسانِ ہند نے حباب کو (بالضم) لکھ دیا ہے۔ امیر ؎

ثبات بحرِ جہاں میں نہیں کسی کو امیر
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا

حَبشی ۔ ع ۔ (یائے نسبت) ملکِ حبش کا رہنے والا ۔ حَبَشی بسکونِ با نہیں کہنا چاہیئے ۔ (اَحباش ۔ حُبشان ۔ حَبَشہ) جمع ۔ حُبوش عربی میں نہیں آیا ہے۔

حَجْم - ع - مذکر (بروزن نرم) جسامت۔
حَرَج - ع - مذکر۔ (بفتحتین) تنگی ۔گناہ ۔سختی۔ ہرج۔ ع۔ بالفتح آشوب ۔فتنہ ۔ کشش ۔ اہل اُردو ہَرْج کو خلل ۔ نقصان ۔خسارہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔
حَزْم ۔ ع ۔ مذکر۔ ہوشیاری ۔ احتیاط۔
حَسُود ۔ ع ۔ بہت حسد کرنے والا ۔
حِشْمَت ۔ ع ۔ بالکسر ۔ شرم و حیا ۔غضب ۔ انقباض ۔ اور حَشَمَۃ حَشَمَت) (بفتحتین) خدمت گار اور تابع لوگ بسکون شین بھی آیا ہے اہلِ اُردو (حِشْمَت) کو بزرگی ۔ مرتبہ ۔شان و شوکت ۔ دبدبہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں ۔
حِصَص ۔ ع ۔ (جمع حِصَّہ) حَصَص بفتح حا کہنا غلط ہے ۔
حَضْرَتہ ۔ تعظیماً مؤنث کے لئے لکھا جاتا ہے۔ اِسی طرح جناب سے جنابہ ۔ یہ دونوں غلط ہیں۔ حضرت اور جناب تعظیم و عزت کے القاب ہیں جو مذکر و مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال کئے جا سکتے ہیں پھر ان پر تانیث کے لئے (ہ) زیادہ کرنا جہل ہے ۔ البتہ حضرت (نزدیکی ۔ قرب درگاہ ۔ حُضور) اور جناب (درگاہ ۔ آستانہ ۔ ملجا،) کے معنی میں مؤنث ہی مستعمل ہیں ۔ تسلیم ؎

جو ملتجی ہے شاہِ ہُدیٰ کی جناب میں
وہ التجا ہے عین خدا کی جناب میں

حُضُوری ۔ حُضُور عربی میں مصدر ہے ۔ اس پر فارسی اُردو والے یائے مصدری زیادہ کر دیتے ہیں بمعنی حاضر شدن ۔ حاضر ہونا ۔ اور حُضُور کے

لفظ کو تعظیم و عزت کے القاب میں داخل کر لیا ہے۔
حق ناشناس۔ صفت۔ حق نہ پہچاننے والا۔ احسان فراموش۔ اس کی جگہ حضرت سعدیؒ نے ناحق شناس کہا ہے جس کا ترک مستحسن ہے کیوں کہ حرفِ نفی اور امر میں فصل مُخلِ فصاحت ہے علیٰ ہذا القیاس۔ خدا ناترس کے عوض ناخدا ترس درست نہیں۔
حقارت۔ ع۔ مؤنث۔ خواری۔ خفت۔ سُبکی۔ اہانت۔ ذِلت بکسرِ حائے حطی غلط ہے۔ سالک ؎

اور سے میری محبت کی جو شہرت ہوگی
نہ جبینوں میں تمہاری ہی حقارت ہوگی

حَلف۔ ع۔ بالفتح۔ سوگند۔ قسم۔ اور حِلف بالکسر عہد و پیمان اور قسم کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اُردو میں حَلَف (بفتحتین) کہتے ہیں قابلِ احتراز ہے تسلیم ؎

ناصح خیالِ صحفِ عارض کا چھوڑ دوں
اس پر حلف تو مجھ سے اُٹھایا نہ جائے گا

حُلق۔ ع۔ مذکر۔ گلو۔ گلا۔ سالک ؎

کیوں نہ اغیار کی گردن پہ ہو چلنا دشوار
یہ بھی کیا حلق ہے اے خنجرِ قاتل میرا

حِلیہ۔ ع۔ مذکر۔ چہرہ۔ صورت۔ زیور۔ نوازش ؎

مجمعِ حشر میں چھپنا ہے محال
میں نے لکھ رکھا ہے حلیہ تیرا

حماقت۔ ع۔ مؤنث۔ نادانی۔ بے وقوفی۔ بکسرِ حائے حطی صحیح نہیں۔
حمائل۔ ع۔ حمالہ و حمیلہ کی جمع۔ تلوار کا تسمہ۔ وہ تسمے جو بغل میں لٹکائے

ہیں۔ پٹکا۔ چھوٹی تقطیع کا قرآنِ شریف۔ اُردو میں واحد مؤنث مستعمل ہے رِند ؎

خُدا حافظ و ناصر اُن کی کمر کا
سُنا ہے گلے میں حمائل پڑ گئی

حُمُق۔ حُمْق۔ } ع۔ مذکر۔ نادانی۔ بے وقوفی۔ ناسخ ؎

علمِ اسرار کا گو دعوے تھا   تو بھی اس درجہ حُمُق اُسکا تھا

حَمْل۔ ع۔ مذکر۔ بارِ شکم۔ بار۔ بوجھ۔ پھل۔ قلق (مثنوی طلسم الفت) ؎

شاہ کا اک محل خاص جو تھا
ناگہاں اُس پری کو حَمل رہا

حَمَل۔ ع۔ مذکر۔ آسمان کا پہلا بُرج۔ مینڈھا۔ برّہ۔ میکھ۔

حَوْصَلہ۔ ع۔ مذکر۔ پوٹا۔ مجازاً مقدور۔ ہمّت۔ تحمّل۔ برداشت میر ؎

تجھ کو بھی جلوہ گہِ ناز میں روکا تھا
حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا

خ

خَاصِّیَّت۔ ع۔ مؤنث۔ بہ تشدید صاد مکسور و یائے مفتوح طبیعت عادت۔ اثر۔ اُردو میں صرف بہ تشدید یائے مفتوح مستعمل ہے۔ رند ؎

وقتِ بد میں ہو زیادہ ترشریکِ حالِ دوست
ہیں سپاہی رکھتے ہیں خاصیتِ شمشیر ہم

سحر ؎ جان آئی تنِ بے جاں میں ملا ہاتھ سے ہاتھ
اور اعضا میں بھی خاصیتِ لب ہوتی ہے

خَالِیُ الذِّہن - ع - بسکون یا صحیح ہے - اسی طرح قاضی الحاجات بادِیُ النظر - وغیرہ کہنا چاہیئے -

خَتنَہ - عربی میں خِتان و خِتانت ہے خَتنَ الصبیُّ - خَتَنَ الولدُ کہیں گے مسلمانوں کی ایک رسم ہے - اہلِ اردو خِتان و خِتانت کی جگہ خَتنَہ کہتے ہیں اور تذکیر کے ساتھ بولا جاتا ہے -

خَجالَت - مؤنث - شرم - حیا - فارسی اور اردو والوں نے لکھا ہے بالکسر صحیح نہیں - آتش ؎

بے خودی شیشہ نہ ٹوٹے کوئی
مجھ کو قاتل سے خَجالت ہوگی

مستند اہلِ لغت کہتے ہیں کہ خَجالت کہنے والے راہِ خطا پر ہیں - راہِ صواب یہ ہے کہ بجائے خَجالت خَجلت بالفتح کہیں -

خُجَستَہ - ف - مبارک - بکسر جیم غلط ہے - نظامی (لیلی مجنوں) ؎

صبح از گُلِ سُرخ دَستہ میکرد
روزم بہ نفس خُجَستہ میکرد

جامی ؎

زندیں کاروانی رَخت بستہ بعزمِ مصر با بختِ خُجَستہ

خِدیو / **خُدیو** } ف - خداوند - یگانہ - بادشاہ - بزرگ - مصر کے سابق والیوں کا لقب - بعض نحویین کہتے ہیں کہ خُدیو خُدا کی متغیر شکل ہے -

خَراج۔ ع۔ باج۔ ملک کی آمدنی۔ مال گزاری۔ محصول۔ نعلبندی
بکسرِ خا غلط ہے۔
خَرج۔ ع (ضد دخل) نظامیؒ (شیرین خسرو) ؎
چو بتوان راستی را درج کردن   دروغی را چہ باید خرج کردن
سعدیؒ ؎
شکم صوفئی را زبون کرد فرج
دو دینار بر ہر دو آن کرد خرج
جامیؒ ؎
بہر نقدی کز ایشان خرج سازم
ز حکمت تازہ گنجی درج سازم
خُرد۔ ف (ضدِ بزرگ) کوچک۔ چھوٹا۔ واؤ کے ساتھ خورد غلط ہے
خُرسند۔ ف۔ شادمان۔ خوش۔ بغیر واؤ کے صحیح ہے اسی طرح خرم۔
خزاں۔ ف۔ مؤنث۔ برج میزان و عقرب میں آفتاب کے رہنے کی
مدت۔ پت جھڑ۔ بالکسر غلط ہے۔ امیر ؎
بہار جوش پہ ہے مشورے ہیں پھولوں میں
ذلیل ہو گی جو اب باغ میں خزاں آئی
خِزانہ۔ ع۔ مذکر۔ گنجینہ۔ گنج۔ وہ جگہ جہاں روپیہ جمع رہے (خزائن)
جمع۔ بفتح خائے معجمہ خَزانہ غلط ہے صبا ؎
یہ بخل وہ ہے کہ جس کے سبب سے اے منعم
زمیں کے تحت میں قارون کا خزانہ ہوا
خَسارہ۔ ع۔ مذکر۔ ہلاکی۔ گمراہی۔ زیاں۔ نقصان۔ گھاٹا۔ بالکسر

غلط ہے۔ بحر ؎

فائدہ تیری خریداری میں یہ ہم کو ہوا
جمع کا بھی اس تجارت میں خسارہ ہوگیا

خُسُر۔ ف۔ سُسَر۔ خاوند کا باپ۔ بیوی کا باپ۔ بسکونِ سین غلط ہے۔
خُسرَو۔ ف۔ اس کا معرّب (کسریٰ) ہے۔ ایران کے مشہور بادشاہ کا نام بعض بالکسر (خِسرَو) کہتے اور یہ توجیہ کرتے ہیں کہ چوں کہ اس کا معرّب (کِسریٰ) بالکسر ہے تو اصل خسرو بھی مکسور ہونا چاہیے لیکن یہ درست نہیں اس لیے کہ تعریب میں تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے پِستہ سے فُستق بعض (خُوشِ زردو) کو اصل بتاتے ہیں یہ مضحکانہ توجیہ ہے۔ فردوسی ؎

بدو گفت اے گیو خسرو منم　　جہاں را یکی مژدۂ نو منم

جامیؒ ؎

کہن شد قصہ شیرین و خسرو
بشیرینی نشانم قصۂ نو

خُفّاش۔ ع۔ مذکر۔ شپّرہ۔ چمگاڈر۔ بالفتح غلط ہے۔ بحر ؎

دنیا کے پیڑ نیم ہیں حنظل ہیں اُن کے پھل
خُفّاش میوے باغ کے کھاکر اُگل چلے

خَفَقاں۔ ع۔ مذکر۔ دل کا دھڑکنا۔ گھبراہٹ۔ وحشت۔ جنوں۔ سودا۔
صبا ؎

گھر کے دروازے میں زنجیر لگی رہتی ہے
میری وحشت سے انھیں بھی خَفَقاں رہتا ہے

خَفگی۔ ف۔ مؤنث (خفہ ویا ے مصدری) گلا گھونٹنا۔ مجازاً۔ آزردگی۔ ناراضی۔ ناخوشی۔ غضب۔ غصّہ۔
خَلاصی۔ ا۔ (یا زائد) رہائی (خلاص۔ ع۔ رہائی۔ فارسی والے خلاص کے

معنی رہا۔ آزاد کے لیتے ہیں۔

خَلجَان۔ ع۔ چبھنا۔ خلش۔ مجازاً۔ تردّد۔ وسواس۔ فکر۔ اندیشہ۔ مسرور ؎

اُس کے رُک رہنے کا سبب کیا ہے
خَلجَاں آے دن یہ رہتا ہے

خَلَف۔ ع (بفتحتین) فرزندِ صالح۔ ذرّیت۔ پیچھے آنے والا۔ خَلف۔ بالفتح۔ پیچھے۔ غلط بات۔ بداطوار بیٹا۔

خِلعَت۔ ع۔ مذکر۔ وہ پوشاک جو امیر یا بادشاہ کی طرف سے کسی کو عطا ہو۔ آتش ؎

کس کے داغِ دل سے محشر میں ملایا جائے گا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خِلعَت نور کا

بفتح خائے معجمہ صحیح نہیں ہے۔

خِلقَت۔ ع۔ مؤنث۔ پیدائش۔ آفرینش۔ صبا ؎

نہ کیوں بوتراب اُن کو کہتے محمدؐ
کہ آدم سے پہلے ہے خِلقت علیؓ کی

بالفتح صحیح نہیں ہے۔

خَلوَت۔ ع۔ مؤنث۔ تنہائی۔ بالکسر غلط ہے۔ نیر ؎

وصل کے واسطے منظور ہے سب بے پردہ
شہر خالی ہو تو ٹھہرے کہیں خَلوَت اپنی

خُودرفتگی۔ غلط ہے۔ اس کی جگہ (ازخودرفتگی) بمعنی بیخودی صحیح ہے۔ صبا ؎

چاہیے بہرِ تلاش یار ازخودرفتگی
منزلِ مقصود بے قصدِ سفر طے نہیں

خودرفتہ کی جگہ (ازخودرفتہ) اپنے خود کے معنی میں صحیح ہے۔ جلال ؎

آپ سے آپ زخود رفتہ ہوا جاتا ہوں
نہیں معلوم کہ ہیں آج کسے یاد آیا

خُوراک۔ ف۔ مؤنث (بر وزنِ بُراق) خورش۔ کھانا۔ غذا۔ جانوروں کی خاص غذا۔ سفر خرچ۔ رسد۔ تسلیم سے

آپ نے غیر کو جو دی دشنام   وہ یہ سمجھا مری خوراک ملی

تعجب ہے کہ بحر نے خوراک بروزنِ یوتان لکھ دیا۔ سے

رزق سے محروم رازق نے نہ رکھا شکر ہے
گوشت پر اپنے گرے ٹوٹے جو ہم خوراک سے

خَہے۔ ف۔ (کلمۂ تحسین) بکسر خائے معجمہ صحیح نہیں۔

خَیَال۔ ع۔ مذکر (اَخیلہ) جمع۔ تصوّر۔ وہم۔ گمان۔ پندار۔ زعم۔ وہ صورت جو بیداری میں تصوّر کریں یا خواب میں دیکھیں۔ ایک قوت کا نام جو محسوسات کی صورتوں کو ان کے غائب ہونیکے بعد محفوظ رکھتی ہے۔ فارسی، اردو میں خیال کی جمع (خیالات) ہے۔ بالکسر صحیح نہیں۔ امیر سے

دل مرا سینے میں کیا اب تو دو عالم میں نہیں
چل دیا بن کے خیال اُس بتِ ہر جائی کا

خِیَام۔ ع۔ (جمعِ خیمہ) ڈیرے۔ بفتح خا کہنا غلط ہے۔

خَیَّام۔ ع۔ خیمہ سینے والا۔ فارسی کے ایک مشہور شاعر کا تخلص جو رباعیات کہنے میں مشہور آفاق تھے۔ ان کا نام عُمر تھا۔ عُمر خیّام بلا اضافت و تشدید جو کہتے ہیں غلط ہے باضافت و تشدید عمرِ خیّام کہنا چاہیئے۔

خَیرات و مَبَرّات۔ بضم میم درست نہیں۔ خیرۃ (کرم۔ داد و دہش) کی جمع خیرات۔ اور مَبَرَّۃ (بفتح میم) بخشش۔ فیض۔ نیکی کی جمع مَبَرّات ہے۔

خَیرِیت۔ مؤنث۔ نیکی۔ بھلائی کے معنی میں ہے لیکن فصحا اس کی جگہ خیر و عافیت کہتے ہیں۔ تسلیم ؎

نامہ و نامہ بر سے کیا مطلب　　مجھ کو مل جائے خیریت تیری

خَیمہ۔ ع۔ مذکر۔ ڈیرا۔ (خیام۔ خیم۔ خیمات) جمع بکسر خا کہنا غلط ہے۔ صبا ؎

کشتیٔ مے کی طرف دیکھ رہا ہے ساقی
لہر آئی ہے تو خیمہ لبِ دریا ہوگا

(د)

دَاَم نوازشکُم۔ عربی مداں اصحاب نے بطور عربی گڑھ لیا ہے۔ دَام عربی ہے اور نوازش فارسی۔ لفظ نوازش کو دَام اور کُم سے مرکب کر کے دَامَ نوازشکُم کہنا سخت غلطی ہے۔ اس کی جگہ (دَام لُطفکُم) کہنا چاہیئے۔

دَائِم المَرِیض۔ یہ دواخانے کی صفت ہو سکتی ہے۔ اس کے معنی ہوں گے (ہمیشہ رکھنے والا مریض کا) اور جو شخص ہمیشہ بیمار رہتا ہو اُس کے لئے دائم المرض (ہمیشہ رکھنے والا مرض کا) کہنا چاہیئے نہ کہ دائمُ المریض۔

دِبَاغَت۔ ع۔ مؤنث۔ چمڑے کو پاک کرنا۔ بفتح دال غلط ہے۔

دِجلہ۔ ع۔ عراق کا مشہور دریا۔ توریت میں اس کا نام (حِدّاقل) ہے۔ دَجلہ بفتحِ دال غلط ہے۔

دُرَخشَاں۔ ف۔ بضمتین و بضمِ اول و فتحِ ثانی۔ تاباں۔ روشن۔ چمکیلا۔ بعض نے بفتحتین (دَرَخشاں) بھی لکھا ہے۔

دَرس۔ ع۔ مذکر (دُرُوس جمع) سبق۔ عربی میں سبق بمعنیٔ درس نہیں آیا فارسی اردو والے کہتے ہیں۔ ناسخ ؎

عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علمِ باطن پر ؂
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرفِ ابجد کا

دُرستگی ۔ دُرست پر یائے مصدری لگانے سے (درستی) ہوگا نہ کہ (دُرستگی) جس لفظ کے آخر (ہ) ہو تو یائے مصدری کے الحاق سے (ہ) کاف فارسی (گ) سے بدل جاتی ہے۔ جیسے بندہ سے بندگی خستہ سے خستگی۔ تابندہ سے تابندگی وغیرہ۔ درست میں تو (ہ) نہیں ہے پھر (گ) کہاں سے آگیا۔ اسی طرح ادائگی غلط ہے اور بدنامی و مہربانی کی جگہ بدنامگی اور مہربانگی کہنا مہمل۔

دُرُود ۔ ف ۔ مختلف فیہ ۔ صلوٰۃ ۔ خدا کی طرف سے رحمت ۔ ملائکہ کی طرف سے استغفار ۔ انسان کی طرف سے ستائش و دعا ۔ اور حیوانات کی طرف سے تسبیح ۔ انیس ؂

سوتے میں شغلِ طاعتِ ربِّ وَدُود تھا
دل میں خدا کی یاد تھی لب پر دُرود تھا

داغ ؂

کیا قبرِ ناتواں کی ترے بے نُمود ہے
افسوس فاتحہ ہے نہ جس کی دُرود ہے

دُروغ ۔ ف ۔ مذکر ۔ کذب ۔ جھوٹ ۔ بفتح دال غلط ہے۔

دِرّہ ۔ ع ۔ مذکر ۔ (دِرَر ۔ جمع) آلۂ ضرب ۔ چمڑے کا چابک ۔ تازیانہ ۔ وہ چمڑے کا تسمہ جس سے شرعی محتسب حد مارتے ہیں ۔ امیر ؂

تبسم کیجئے غش آئے دانتوں کی تجلی سے
یہی ہے دِرّۂ تعزیرِ جرمِ شوقِ بے حد کا

دَرَہ۔ف۔ مذکر۔ گھاٹی۔ دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ۔ عاشق ؎

قاف میں بھی اس پری کے عشق میں جلتے رہے
جو دَرَہ تھا کوہ کا بابِ جہنّم ہو گیا

دِرِیغ۔ف۔ مذکر۔ افسوس۔ حسرت۔ اندوہ۔ تاسّف۔ بفتح دال غلط ہے۔
دَسْتُور۔ف۔ طور۔ طریقہ۔ روش۔ ڈھنگ۔ آئین۔ قاعدہ۔ قانون اس کا معرب (دُستور) بالضم۔ رجسٹر فوج۔ اجازت۔ وزیر۔ ڈائیجسٹ۔ اس کی جمع۔ (دَساتیر) ہے۔
دَفتر۔ف۔ مجموعۂ حساب وغیرہ۔ کتابِ کاغذات۔ طومار۔ محکمہ۔ آفس۔ اِن معنوں میں فارسی اردو والوں نے بطور عربی (دفاتر) جمع بنالی ہے۔ اِس کا معرب دفتر۔ کتابِ حساب۔ بہی کھاتہ۔ اس معنی میں (دفاتر) عربی والوں نے بنائی ہے۔
دَفعِ الوقتی۔ دفع مصدر ہے پھر وقت پر یائے مصدری لگانا عبث ہے۔ دَفعِ الوقت یعنی وقت گزاری۔ ایام گزاری۔ ٹال ٹول۔
دُکّان۔ معرب (دکاکین) جمع۔ سودا بیچنے کی جگہ۔ شاپ۔ فارسی میں بلا تشدید دُکان ہے۔ واو کے ساتھ (دوکان) غلط ہے۔
دِماغ۔ ع۔ مغزِ سر۔ بھیجا۔ (اَدْمِغَہ جمع) مجازاً تکبر۔ غرور۔ عقل دانائی سمجھ۔ تاب۔ تحمّل۔ ہوش۔ حواس۔ اوسان۔ آمیر ؎

ہر ذرّہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
اللہ رے دماغ ترے پایمال کا

صاحب برہان نے دماغ بالفتح بروزن رواق لکھا ہے۔ بفتح کاتب نے غلط لکھا کیوں کہ رواق تو بالکسر ہے اور صاحب برہان نے بھی رداق کو

بالکسر ہی لکھا ہے۔ لیکن صاحب بہار عجم کو برہان کے سہوِ کتابت پر غلط فہمی ہوئی اور لکھدیا کہ فارسی والے بفتحِ دال استعمال کرتے ہیں حال آں کہ دَماغ (یعنی۔ناک) کے معنی میں فارسی ہے (دم۔ سانس۔ اور آخ۔ امرِ آختن سے مرکب) دَم آخ سے دماغ ہو گیا۔

دِمشق۔ ع۔ شام کا پائے تخت۔ دِمَشق بھی کہتے ہیں۔ شیخ عطارؒ ؎

سر بر آوردہ بہ محبوبیٔ عشق
سیر کردہ یکہ و مصرو دِمَشق

دِن بدِن۔ غلط۔ اسی طرح گھر بہ گھر۔ ان کی جگہ روز بروز اور خانہ بخانہ کہنا چاہیئے۔

دولائی۔ ف۔ جامۂ دوتہ جس کو ابرہ اور استر سے باہم سیا جاتا ہے۔ تاثیر ؎

گرفتہ گر نہ رخت گرم باغِ گلشن را
قبای خود گلِ رعنا چرا دولائی کرد

دُوُم۔ ف۔ دوسرا۔ دیگر۔ ثانی۔ بہ تشدید واوِ مفتوح (دُوَّم) یا بزیادتی یائے تحتانی (دوئم) غلط ہے۔

دُہل۔ ف۔ مذکر۔ نامِ ساز۔ ڈھول۔ نظامیؒ ؎

صبا بلبلان را دریدہ دُہل
زنا محرمان روی پوشیدہ گل

سعدیؒ ؎ تغلب کند سیر بر بوے گل
فرو ماند آوازِ چنگ از دُہل

موتمن ؎۔

نوبتِ جنگ نہ آئی کہ ڈھل ٹوٹ گئے
بیرقیں گر گئیں ہاتھوں سے علَم چھوٹ گئے

دیہات۔ دِہ (گاؤں قریہ) سے دہات اور دِہ کو دیہ بنا کر دیہات بطور عربی جمع بنالی گئی ہے۔

ذ

ذات۔ ا۔ قوم کے معنی میں جات سے بنالیا ہے۔ جیسے ذات پات پوچھے نا کوئے ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔ نیز ذات اردو میں جسم۔ وجود۔ شخص وغیرہ۔ معنوں میں آیا ہے البتہ عربی میں ذات ذو کا اسم مؤنث اور حقیقت جوہر۔ عین۔ اصلیت کے معنی میں آیا ہے۔ امیر ؎

پردے سے اُس کی ذات کو کیا کام تھا امیر
چھپ کر صفاتِ ناتمنا ہی میں رہ گئی

ذَبح۔ ع۔ گلا کاٹنا۔ شرعی طور پر حلال کرنا۔ ذُبح یا ذِبح بالضم و بالکسر کہنا یا ذَبَح بفتحتین کہنا غلط ہے۔ وزیر ؎

ہوں وہ بلبل جو کرے ذَبح خفا تو ہو کر
روح میری گلِ عارض میں رہے بو ہو کر

ذرا۔ اہل اردو (مقدارِ قلیل۔ تھوڑا۔ کم۔ جزء۔ ٹکڑا۔ ایک آن۔ ایک لمحہ) کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ؎

کہتے ہیں رنجشِ ظاہر میں مزا ہوتا ہے ٭ تم یونہیں مجھ سے خفا ہو گئے ذرا لانا

میر حسن ؎

ذرا آنکھ لگ گئی جو اس حال میں
تو دیکھا پھنسا اس کو جنجال میں

عربی میں ذَرّہ کے معنی ہیں (مورچۂ خرد۔ جوہر فرد۔ جزء لایتجزّی۔ ذرّات جمع آفتاب کی شعاع جو روزن میں سے آتی ہے۔ اُس میں نہایت ہی چھوٹے چھوٹے اجزا دکھائی دیتے ہیں یہ ذرّات کہلاتے ہیں)۔

تصریح مذکور سے معلوم ہوگا کہ ذرا۔ ذرّہ سے بنایا گیا ہے جس میں (مقدارِ قلیل) کی مناسبت نمایاں ہے۔ پس جو لوگ ذرا کو زرا (زائے ہوّز سے) لکھتے ہیں۔ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کی صحت کے وجوہ اُن کے ہاں کیا ہیں؟ بظاہر فارسی یا ہندی کا بھی کوئی لفظ اس طرح یا اس کے لگ بھگ موجود نہیں ہے۔

ذُرِّیَّت۔ ع۔ مؤنث (ذُرِّیات۔ ذراری۔ جمع) نسل۔ آل اولاد بال بچے۔

ذو۔ ع۔ صاحب۔ والا۔ دیکھو (ذی)۔

ذومعنی۔ نہ عربی میں آیا ہے نہ فارسی میں اہل اردو کے ہاں اس کے یہ معنی ہیں (وہ بات جس میں کئی پہلو یا معنی نکلتے ہوں) یا (دو معنی بات) اور ذومعنی سے یہ معنی نہیں نکلتے۔ عوام کہتے ہیں۔ کتبِ معتبرہ میں یہ نہیں پایا گیا۔

ذِہن۔ ع۔ مذکر۔ (اَذہان جمع) زیرکی۔ دانائی۔ قوتِ مُدرکہ۔ رسائی طبع۔ ادراک۔ سمجھ۔ بالفتح کہنا غلط ہے۔ داغ ؎

انسان سے بیان ہو کیونکر صفاتِ ذات
ایسا کہاں ہے ذِہن ظلوم وجہول کا

ذَہانت۔ عربی میں نہیں آیا ہے۔ شام و مصر کے مجلات و مقالات میں پایا جاتا ہے لہٰذا اس کی جگہ (ذِہن) کہنا چاہیے۔

ذِی۔ استعمالِ ذُو۔ عربی لفظ ذو (صاحب۔ والا) ہمیشہ اسما کے ساتھ مل کر مستعمل ہوتا ہے اس کی تصریح اس طرح ہے۔

ذَو حالتِ رفع میں۔ ذا حالتِ نصب میں۔ ذی حالتِ جر میں (مذکر کے لئے) ذو کی جمع ذَوُوا اور اُولُو۔ ذا اور ذی کی جمع۔ ذَوِی اور اُولی ہے۔

مونث کے لئے ذاتُ۔ ذاتَ۔ ذاتِ۔ اور ذاتُ کی جمع ذَوَاتُ اور اُولاتُ اور ذاتَ اور ذاتِ کی جمع ذواتِ اور اُولاتِ آتی ہے۔

اردو میں عربی نحو کی طرح مختلف حالتیں مستعمل نہیں ہیں۔ البتہ بلا امتیاز حالت و جنس۔ ذو۔ ذی اور ذات واحد کے لئے اور جمع کے لئے ذوی۔ اولو۔ اولی۔ ذوات مستعمل ہیں۔ جیسے ذو القدر۔ ذی عزت۔ ذی علم۔ ذی ہوش۔ ذات الجنب۔ ذات القَدْر۔ ذوی الاحترام۔ اولوالعزم۔ اولی اَجنحہ۔ ذوات الاذناب وغیرہ۔

اس تصریح کے بعد جمع کو واحد کی جگہ استعمال کرنا صحیح نہ ہوگا جیسے میر حسن نے کہا ہے۔ ؎

بدہر آصف الدولہ جس کا ہے نام
سلیماں شکوہ و ذوی الاحترام

اسی طرح اولوالعزم کا اطلاق واحد پر صحیح نہ ہوگا۔ جیسے زید اولوالعزم ہے کہنا غلط۔ اور یا ذوالجلال کہنا بھی درست نہ ہوگا بلکہ یا ذا الجلال کہنا چاہئے کیوں کہ یہ حالت نصبی ہے۔

(س)

راشی ۔ ع ۔ رشوت دینے والا ۔ مُرتَشی ۔ رشوت لینے والا ۔ مرتشی کی جگہ راشی کہنا غلطی ہے ۔ لَعَنَ اللّٰہُ الرّاشِی وَالمُرتَشِی وَالرّائِش ۔ رائش رشوت دلانے والا ۔

رائگاں ۔ ف ۔ (بروزن کارواں) ۔ (دراصل راہگاں) ہائے ہوز کو ہمزۂ ملینہ سے بدل دیا ۔ راستہ کی گری پڑی چیز ۔ مالِ مفت ۔ اردو میں ضائع ۔ عبث ۔ اکارت کے معنی میں مستعمل ہے ۔ عارف ؎

لے گر عمر یہ ہم کو گزاریں بادہ خواری میں
خضر کی طرح کیوں پھر بھر کے ہستی رائگاں کیجے

رِباط ۔ ع ۔ مؤنث (رُبُط ۔ رِباطات) جمع ۔ مہمانسرا ۔ مسافرخانہ ۔ وہ مکان جو غربا کے لئے وقف کر دیا جائے ۔ بعض مذکر کہتے ہیں ۔ آج کل مصر و شام میں (رُباط) بالضم کہتے ہیں ۔

رَبیعُ الثّانی ۔ ع ۔ سنہ ہجری کا چوتھا مہینا ۔ اکثر کتب میں ثانی کا لفظ پایا گیا لیکن بعض نے آخر لکھا ہے اور اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ ثانی کا اطلاق اس جگہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد ثالث و رابع وغیرہ بھی ہو ۔ اور ربیع الثانی کے بعد ربیع الثالث نہیں ہے اس لئے ربیع الثانی کی جگہ ربیعُ الآخر کہنا چاہئے ۔

رِت ۔ س ۔ مؤنث ۔ اردو میں بسکونِ تا کہتے ہیں ۔ موسم ۔ فصل ۔ بالضم (رُت) صحیح نہیں ۔ صبا ؎

جھولا جھلوائیں گے لے جا کے چمن میں تجھ کو
رت کہیں آئے تو اے حور لقا ساون کی

رَجا ۔ ع ۔ مؤنث ۔ لغاتِ اضداد سے ہے بمعنی امید و بیم ۔ توقع و خوف

بالکسر کہنا غلط ہے۔ جدید عربی میں درخواست کو کہتے ہیں۔ جغرافیہ میں جو دراس اسید الکھاجاتا ہے۔ عربی میں اس کا صحیح نام (رأس الرّجاء الصّالح) کیپ آف گڈ ہوپ ہے۔ یہ افریقیہ کا جنوبی نقطہ ہے۔
رَجَب۔ ع۔ سنہ ہجری کا ساتواں مہینا۔ عوام بہ تشدید جیم کہتے ہیں قاآنی ؎

خاصہ این ماہِ رجب کز خرمی جشنی عجب
کرد شاہ از بہرِ مولودِ شہِ دین بوتراب

رَحْل۔ ع۔ پالانِ شتر۔ منزل۔ مسکن۔ رخت و اسباب۔ سفری اسباب وہ لکڑی کی گھوڑی جس پر قرآن شریف رکھ کر پڑھتے ہیں۔ رِحال جمع۔ بالکسر عوام کہتے ہیں۔
رِحلَت۔ ع۔ مؤنث۔ کوچ کرنا۔ کوچ۔ روانگی۔ فارسی اردو میں بمعنیٰ مرگ۔ موت۔ صبا ؎

ہوا رنج و غم کا عدم قافلہ
ہماری بھی دنیا سے رحلت ہوئی

رَحِم۔ ع۔ مذکر۔ زہدان۔ بچہ دان۔ قرابت۔ خویشی۔ بفتحِ اول و کسرِ ثانی و بکسرِ اول و سکونِ ثانی دونوں طرح آیا ہے۔
رِحم۔ مذکر۔ چاولوں کا کچا حلوا۔
رَحم۔ ع۔ مذکر۔ مہر۔ مہربانی۔ شفقت۔ بخشش۔ ان معنوں میں صاحب قاموس و صحاح و محیط نے (رُحم۔ رحمت۔ مرحمت) لکھا ہے۔ صرف صاحبِ منتخب نے بالفتح والضم لکھا ہے۔ فارسی اردو میں ہمدردی۔ ترس خوفِ خدا کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ درد ؎

دیکھنے کو رہے ترستے ہم
نہ کیا رحم تونے پر نہ کیا

رَدِی۔ ع۔ خراب۔ ناکارہ۔ نکما۔ بگڑا ہوا۔ بہ تشدیدِ دال کہنا غلطی ہے
رَزَائی۔ بعض کہتے ہیں کہ رجائی (سنسکرت رچک اکا) سے ماخوذ ہے۔
بعض اس کو (ض) سے فارسی قرار دیتے اور لحاف یا سربند کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض اس کو رِضا خاں سے منسوب کرتے ہیں کہ اس کا موجد تھا۔

قرینِ قیاس یہ ہے کہ رزیدن (رنگنا) سے رزائی بنا ہے جس کے معنی (رنگے ہوئے کپڑے کی روئی دار دولائی) ہیں۔ اس کا املا نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ایران میں بھی رضائی (بفتح را) ہو گیا۔

رَسِید۔ رسید فارسی لفظ ہے کسی چیز کے وصول ہونے کی دستخطی تحریر کے معنی میں اہلِ فارس و اہلِ ہند استعمال کرتے ہیں۔ پھر بطورِ عربی اس کی جمع (رسائد) لانا خلافِ اصول ہے۔

رُستَم۔ ف۔ ایک مشہور پہلوان کا نام جو زال کا بیٹا تھا۔ بضمِ را رُستم) کہنا غلط ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ رَستم (بفتح رائے مہملہ) ہے۔ اس لئے کہ رستم کی ماں رودابہ دردِ زہ سے بے چین تھی۔ رستم پیدا ہوا تو اس کی زبان سے نکلا (رَستم) یعنی میں نے رہائی پائی۔ اور یہی اس کا لقب ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ ضمہ رائے مہملہ سے صحیح ہے کیوں کہ رستم کا مشتق رُوستم ہے جو کلامِ قدما میں آیا ہے۔ اور یہ ضمہ را پر دال ہے۔ خاقانی ؎

قاتلِ اصحاک کیست جز بسرِ آبتین ÷ بچہ سیمرغ کیست جز پدرِ رودستم

رُسْتُم بضمِ تائے قرشت کہنا غلط ہے۔ ؎

سحر کو آفتاب آجائے گا اے بے خبر سر پر
کہ شب کو بسترِ گل پر نہیں تو گل پہ شبنم ہے
نہیں ہے کام کی وہ زندگی جس میں ہو بدنامی
بجا ہے یہ مقولہ نام رستم بہ زر رستم ہے

رُسُوخ۔ ع۔ استواری۔ مضبوطی۔ محکمی۔ اہلِ اردو۔ رسائی۔ پہنچ۔ اثر۔ انفلوانس۔ ربط وضبط۔ اعتماد۔ اعتبار کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اور رُسوخیت عوام کہتے ہیں۔ عُلما کی زبان پر رُسوخ، نفوذ ہے اور رُسوخ والے کو بارُسوخ، صاحبِ نفوذ کہتے ہیں۔

رِشْوَت۔ ع۔ ناجائز نذرانہ۔ بالضم (رُشوت) بھی آیا ہے۔

رَعایا۔ ع۔ (جمع رعیّت) جیسے بَرایا جمعِ بریّت بالفتح صحیح ہے اردو میں بجائے واحد مؤنث مستعمل ہے۔ اختر ؎

قبضہ ہے سب کا مملکتِ نظم و بیت پر
بافیض بس رہی ہے رعایا جہان کی

رُعُونت۔ ع۔ مؤنث۔ خود آرائی۔ غرور۔ گھمنڈ۔ بفتحِ را (رَعونت) کہنا غلط ہے۔

رَعیّت۔ ع۔ مؤنث (رَعایا) جمع۔ وہ چیز جس کی نگہبانی کی جائے مجازاً پرجا۔ وہ لوگ جو کسی حاکم کے تحت ہوں۔ بفتح عین غلط ہے۔

رَفاقت۔ ع۔ مؤنث۔ ہمراہی۔ اردو میں محبت۔ دوستی۔ میل جول۔ اتحاد وفاداری۔ خیر خواہی۔ ہمدردی کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اسیر ؎

گلہ تم سے ہوش و خرد کچھ نہیں ہے ٭ نہ کی دل نے بھی کچھ رفاقت ہماری

رِفعت، رَفاعت } ع۔ مؤنث۔ علوِ مرتبہ۔ عروج۔ برتری۔ بالفتح (رَفعت) کہنا غلط ہے۔ صبا ؎

عاشقِ قد ہوں پسِ مرگ یہ رفعت ہوگی
ساقِ پا عرش کی شمعِ سرِ تربت ہوگی

رِفق۔ ع۔ مذکر۔ نرمی۔ مہربانی۔ لطف۔

رَفو۔ ع۔ مذکر۔ کپڑے کو درست کرنا۔ پھٹے ہوئے کپڑے میں تاگے بھر کر برابر کرنا۔ تاگوں سے پیوند کرنا۔ ایک قسم کی سلائی۔ بفتحِ اول وضمّ ثانی فارسی اور اردو میں عامۃ النّاس کہتے ہیں۔ ناسخ ؎

چاک اگر مجھ سوختہ کا ہے گریباں ناصحا
رشتہ ہائے شمعِ سوزاں سے رَفو ہوجائے گا

ظفر ؎
خدا نہ دے تجھے ناخنِ جنوں ترے ہاتھوں
ہمیشہ چاکِ جگر کا رَفو بگڑتا ہے

رَقابت۔ ع۔ مؤنث۔ نگہبانی۔ نگرانی۔ انتظار۔ اردو میں ہمسری۔ مسابقت۔ منافست۔ بالکسر (رِقابت) کہنا غلط ہے۔ اختر ؎

اپنی صورت سے محبت ہوگئی
اس کو خود مجھ سے رقابت ہوگئی

رِکابی۔ ف۔ چھوٹا طباق۔ طبقچہ۔ بفتحِ را کی کوئی اصلیت نہیں۔

رَمضان۔ ع۔ مذکر۔ سنہ ہجری کا نواں مہینا۔ سالک ؎

دکان مے فروش پہ سالک پڑا رہا
اچھا گزر گیا رَمضان بادہ خوار کا

رَمضان بسکونِ میم غلط ہے۔

رَمل ۔ ع۔ مذکر۔ ریگ۔ ایک علم۔ بعض نے بفتحتین (رَمَل) بمعنی علم رمل لکھا ہے یہ درست نہیں۔
رَمَل۔ ع۔ مونث۔ عروض کی ایک بحر کا نام۔
رَنجِش۔ رنج۔ دکھ۔ داغ ؎
خط میں لکھے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہیں
کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں
رنجش کی جگہ رنج کہنا اولیٰ ہے۔
رنگت۔ مونث۔ رنگ فارسی ہے۔ اس سے اردو والوں نے (رنگت) بنا لیا ہے۔ داغ ؎
شبنم سے شبِ ہجر کی ظلمت نہیں جاتی
سو شوب پڑیں تو بھی یہ رنگت نہیں جاتی
رنگ رَز۔ ف۔ صبّاغ۔ کپڑے رنگنے والا۔ اردو والوں نے رنگ رز سے رنگ ریز بنا لیا ہے۔ آتش ؎
مضموں بندھے ہیں بوقلموں روئے یار کے
رنگ ریز بن کے فکر نے رنگے ہزار رنگ
رَواج۔ ع۔ (ضدِ کساد) روائی۔ چلن۔ اردو میں دستور۔ ریت۔ برتاؤ۔ لین دین۔ سررشتہ۔ قاعدہ۔ معمول۔ استعمال۔ رواج کا استعمال کسی مستند لغتِ عربی میں نہیں پایا گیا۔ سحر ؎
سانپ سے اژدہا کی چوٹی ہے
پایا موباف نے رواج اچھا
رُوپئے۔ روپیا کی جمع۔ آتش ؎

لے کے دل کو چار بوسوں پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

روشن۔ ف۔ چمکتا ہوا۔ نورانی۔ دُرخشاں۔ منوّر۔ اردو میں کُھلا ہوا کشادہ۔ ظاہر۔ عیاں۔ واضح۔ بواو مجہول اور بالفتح دونوں طرح آیا ہے لیکن واو مجہول سے کہنا اولےٰ ہے۔

رَوغن۔ ف۔ بالفتح۔ تیل۔ گھی۔

رَہا۔ ف۔ (ضدِ گرفتار) چھوٹا ہوا۔ چھٹکارا پایا ہوا۔ آزاد۔ خلاص۔ بری۔ بالکسر غلط ہے

رَہایش۔ سکونت و قیام کے معنی میں جاہل کہتے ہیں۔ رہنا سے رَہاوَ (حاصل مصدر) ہے۔ گر فصحا کی زبان پر سکونت ہے۔ اور رہائش رہیدن سے چھٹکارا نجات کے معنی میں حاصل مصدر ہے۔

رَہبانیّت۔ ع۔ دنیا ترک کرنا۔ جائز لذتوں کا چھوڑ دینا۔ بالضم غلط ہے۔

رَہن۔ ع۔ گرو۔ بالکسر (رِہن) صحیح نہیں۔

رِیاض۔ ع۔ مذکر (جمع رَوضہ) بہت سے باغ۔
اردو میں بجائے واحد مستعمل ہے۔ امیرؔ

دل اپنا زیرِ سایۂ امید و بیم تھا
جس دن جحیم تھا نہ ریاضِ نعیم تھا

آتشؔ

جب تلک ہے راستی قامتِ شمشاد اے خدا
ہوئے ریاضِ حسن مرے سرو ناز کا

(ز)

زَخّار ۔ ع ۔ زَخْر سے مشتق ہے (زَخْر ۔ دریا کا پانی سے لبالب یا چڑھاؤ پر ہونا) زَخّار (بھرا ہوا ۔ موج زن ۔ چڑھا ہوا) ذال ثخذ سے لکھنا غلط ہے
زُخّار ۔ ف ۔ (مرکب ہے زُخ (نالۂ حزیں ۔ آواز ۔ بانگ ۔ شور غل) اور آر سے) ۔ شور و غل کرنے والا ۔ نعرہ زن ۔ نعرہ مارنے والا ۔ ادب فارسی سے اس کی تائید نہیں ہوتی ۔
زَرْدُشْت ۔ مذہب آتش پرستی کا بانی ۔ اس کو زَرتُشت بھی کہتے ہیں ۔ فردوسی ؎

ہمی خواند آن ژند زَرْدُشْت را
بہ یزدان گہی آورد پشت را

نظامیؒ ؎ فریب بت پرستان بفگنِ از مُشت
فسون خوانی مکن چون ژندِ زَرتُشت

زِرِہ ۔ ف ۔ مؤنث ۔ (بکسرتین) جنگ کا لباس ۔ بفتح را سے مہمل غلط ہے
فیضی ؎ در معرکہ کہ جلوہ دِہ شد ٭ جوشن زخدنگِ او زِرِہ شد
برق ؎ رہتی ہیں آنکھیں لگیں وہ چپ ہے ایسا بدن
یار کے بر میں زِرِہ ہے دیدہ ہائے حور کی

زُلَیخا ۔ م ۔ (بروزن سُوَیدا) زنِ عزیزِ مصر جن کا بعد کو حضرت یوسفؑ سے عقد ہوا ۔ عوام بالفتح (زَلَیخا) کہتے ہیں ۔
زَلّہ ۔ ع ۔ وہ کھانا جو کسی کے دسترخوان سے اٹھا رکھیں ۔ پس خوردہ ۔

آگے کا بچا ہوا کھانا۔ اُلش۔ کھانے پینے کی چیز جو امیروں یا بزرگوں کے آگے سے بچی ہو۔ بالضم بھی آیا ہے۔

زَلَہ رُبا۔ ف۔ مراداً خوشہ چیں۔

زِمام۔ ع۔ مؤنث۔ مہار۔ لگام۔ عنان۔ بالفتح غلط ہے۔

زُمُرُّد۔ ع۔ مذکر۔ ایک سبز رنگ کے قیمتی پتھر کا نام۔ آتش ؎

رشک کے مارے زُمُرّد خاک میں مل جائے گا
سبزے پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائے گا

زُنّار۔ ف۔ مختلف فیہ۔ رشتہ۔ دھاگا۔ جنیو۔ وہ تاگا جو بت پرست اور آتش پرست ڈالے رہتے ہیں۔ عربی میں بھی جنیو کے معنی میں زُنّار اور زُنّارہ آیا ہے۔ زنانیر جمع۔ صبا ؎

اللہ رے تیری اے بتِ کافر صفائے تن
زُنّار صاف آئینہ کا بال ہو گیا

ذوق ؎
چشمِ ساقی نے یہ میخانہ میں پھیلایا کفر
گردنِ شیشہ میں زُنّار نظر آتا ہے

رشک ؎
بیخود یہ تیری راہ میں تھے شیخ و برہمن ٭ تسبیح گر پڑی کہیں زُنّار گر پڑی

جدید عربی میں کمر بند۔ پٹکا۔ پیٹی۔ اور جدید فارسی میں وہ سفید پٹکا جو زردشتی سات برس کی عمر کے بعد باندھتے ہیں۔

زُنبُور۔ ع۔ مذکر۔ بھڑ۔ تتیا۔ فارسی میں بالفتح۔ انشا ؎

بسکہ زنبور والی جو بسکے توئے
زرد شالی لحاف سارے ہوئے

زُہراء۔ ع۔ چمکدار۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب۔
زُہَرَہ۔ ع۔ مونث۔ بضمِ زا و فتحِ ہا۔ ناہید۔ اناہید۔ لوئی فلک بطریقِ فلک۔ شکر۔ نظامِ شمسی کا دوسرا ستارہ۔ فارسی و اردو میں بسکونِ ہا۔ اصطلاح میں ایک خوبرو عورت کا نام جس پر ہاروت و ماروت شیدا ہوگئے تھے۔ صبا ؎

دمِ رقص اس نے جو کی زلف وا ٭ تو زہرہ اسیرِ سلاسل ہوئی

زِیادت۔ ع۔ افزونی۔ بیشی۔ اس پر فارسی اردو والے (ی) یا زیادہ کر دیتے ہیں۔
زِیادتی۔ ف۔ افزونی۔ کثرت۔ اہل فارس نے زیادت پر (ی) بڑھا لی ہے۔ صائب ؎

برجسم آن قدر که فزودیم بچو شمع ٭ شد مایۂ زیادتی اشک و آہِ ما

اردو میں کثرت۔ بہتات۔ شرارت۔ ظلم۔ جبر۔ سختی۔ زبردستی۔

(س)

ساچق۔ ت۔ مذکر۔ حنابندی کی رسم۔
ساطُور۔ ع۔ چھُرا۔ قصاب کا چھرا (سواطیر۔ جمع) عوام ستطور کہتے ہیں۔
ساغر۔ ف۔ مذکر۔ جام۔ پیالہ۔ کاسہ۔ گلاس۔ شراب کا پیالہ۔ بکسرِ غین کہنا غلط ہے۔ تعجب ہے کہ صاحبِ فرہنگِ آصفیہ نے اس کو عربی لکھا ہے۔ درد ؎

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ ؛ جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
امیر ؎ آ جائے ادھر بھی دور کرتا
ساغر کسی چشمِ نرگسی کا

سانس۔ ہ۔ مختلف فیہ۔ نفس۔ دم۔ داغ ؎
دیکھنے کے لئے اک سانس لگا رکھا ہے ؛ ورنہ بیمارِ شبِ ہجر میں کیا رکھا ہے
ذوق ؎ کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

انشا ؎
لی بادِ بہار نے پھریری سانس ایک بھری صبا نے گہری

امیر ؎
بڑھا ہجر میں اس قدر ضعفِ دل ؛ مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

ظفر ؎
ٹھنڈی ٹھنڈی جو کوئی سانس ہی آتی جاتی ؛ دل میں ہے آگ مرے اور لگاتی جاتی
رند ؎ سانس دیکھی تنِ بسمل میں جو آتے جاتے
اور خنجر کا دیا جلاد نے جاتے جاتے
شواہد مذکورے ظاہر ہے کہ سانس بہ تانیث فصیح ہے۔

سائیس۔ ہ۔ سیاست کنندہ۔ مدبر۔ خادمِ اسپ۔ گھوڑے کا نگہبان۔ فارسی میں سئیس اور اردو میں سائیس کہتے ہیں۔ مولوی روم رح
سائسی کردی در آخر آں غلام ؛ لیک سلطانِ سلاطین بود نام
سلمان ؎ ای سئیسِ مرکبانت سائسِ نجمِ رداق
دی غلامِ آستانت خسرو۔ زین مجن

مصحفیؔ ؎
استاد کا کرتے ہیں امیر اب کے مقرر
ہوتا ہے جو درباہ کہ بیاض کے لائق

سُبحہ۔ ۶۔ مختلف فیہ۔ تسبیح۔ (سُبحات۔ سُبَح۔ جمع) ناسخؔ ؎
فصلِ گل میں اس قدر ہے میکشوں کا دَور دَورہ
سُبحہ زاہد نے بنائی دانۂ انگور کی

اسیرؔ ؎
ذکر کرتا ہوں کسی کی نرگس مخمور کا
سُبحہ میرے ہاتھ میں ہو دانۂ انگور کا

اصولاً مذکر کو ترجیح ہے۔

سَبَق۔ ۶۔ مذکر۔ منزلِ مقصود پر چوب۔ ترجیح۔ فضیلت۔ فارسی اور اردو میں درس کو کہتے ہیں۔ برقؔ ؎
دی جان جب کہ عشق میں استاد ہو گیا ۂ چھٹی لی سبق جو مجھے یاد ہو گیا
اس کی جمع (اَسْباق) کہنا غلطی ہے کیوں کہ عربی میں سبق درس کے معنی میں نہیں آیا ہے۔ نیز اردو میں بمعنی پند و نصیحت و عبرت و گوشمال و سزا۔

سُبُک۔ ف۔ بفتح سین وضمِ با (ضدِ گراں) ہلکا۔ خفیف۔ بفتحتین کہنا درست نہیں۔

سُبُک سار۔ ف (سُبُک سر) ہلکے سر والا۔ بے وقوف۔ بضمِ سین غلط ہے۔

فائدہ۔ کلمہ سار۔ ترکیباً ان معنوں میں مستعمل ہے۔ کثرت جیسے کوہ سار۔ چشمہ سار۔ پُر (بھرا ہوا) شرمسار۔ مثل۔ مانند۔ خاکسار۔ شاہسار۔ ظرف۔ جیسے نمک سار (نمک کی ڈلیہ) زائد جیسے رخسار۔ سر کا مزید علیہ سگ سار (کتے کے سر والا) نگوں سار یعنی نگوں سر۔

سُبُکی۔ ف۔ (ضدِ گرانی) ہلکاپن۔ ذلّت۔ بے عزّتی۔ اہانت۔

سَبَلَت۔ ع۔ سوچھ (سِبال۔ جمع) فارسی والے بسکونِ با بھی استعمال کرتے ہیں۔

سِپارہ۔ (مخففِ سی پارہ) قرآن کے تیس حصّے۔ اردو میں ہر ایک حصّے کو (سِپارہ) کہنے لگے جو غیر فصیح ہے۔

سِجَاف۔ ف۔ مؤنث۔ (بروزنِ غلاف) جھالر۔ کنارہ۔ گوٹ۔ حاشیہ
مولوی رومؒ ؎ درحیا پنہان شدم ہمچو سجاف
ناگہان بجہم ز زیر این لحاف۔

بفتحِ سین بھی آیا ہے۔

اس کو اردو والوں نے نون بڑھاکر (سنجاف) بنالیا ہے۔ معروف ؎

سبزہ رنگ اِس تیرے خطر کھنے سے نادانی کھلی
پستئِ چادر پہ کب سنجاف ہے دھانی کھلی

سُدَاب۔ ف۔ مذکر۔ (بضمِ سین) مشہور نبات۔ ہندی میں تتلی کہتے ہیں اس کے دو قسمیں ہیں (۱) باغی (۲) جنگلی۔ اس کا معرّب (سَذاب) بفتحِ سین و ذال معجمہ ہے۔

سَراب۔ ع۔ مؤنث۔ (بالفتح) نمائشِ آب۔ مرگ ترشنکا۔ مرگ ترشن۔ وہ چیز جو موسمِ گرما میں عین دوپہر کے وقت زمین شور میں پانی کا دھوکا دیتی ہے۔ ریت جو مسافر کو دھوپ اور چاندنی میں دور سے شکل بہتے ہوئے پانی کے معلوم ہوتی ہے۔ مجازاً دھوکا۔ محض بے حقیقت چیز۔

سِرَایت۔ ع۔ ایک چیز کا دوسری چیز میں گھُس جانا۔ اثر کرنا۔ بالکسر صحیح ہے۔ اور بالفتح غلط۔ ذوق ؎

سرایت کچھ جو خون کوہ کن کر جائے پتھر میں
نکالے لعل ہی پتھر کی جا کہسار دامن سے

سَرپرست۔ ف۔ خادم۔ اردو میں مربی۔ نگہبان۔ خبر گیر۔ حامی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ نیز جدید فارسی میں مربی۔ حامی۔ مشوق کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

سَررِشتہ۔ ف۔ دھاگا۔ ڈوری۔ مجازاً۔ دفتر۔ عملہ۔ معاملہ۔ مقصود۔ مُدّعا۔ تعلق۔ سرِرِشتہ۔ دھاگے کا سرا اور سَرِشتہ۔ گوندھا ہوا۔ تاثیرؔ ؎

وضعِ او تا تاثیر بی شیرازہ چون دفتر بود
قسمتِ آن را کہ از سررشتۂ دفتر کنند

اسیرؔ ؎

آہِ موزوں تجھے گلشن میں نہ کرنی تھی اسیر
مفت سررشتۂ آوازِ عنادل توڑا

سرسری۔ مجمل طور پر۔ یوں ہی۔ عجلت کے طور پر۔ آسان طور پر جلدی سے۔ بغیر فکر و تامل کے۔ ذوقؔ ؎

مثلِ سحاب باندھے جا کر ہوا فلک پر
جس پر کہ اُس کی چشمِ الطاف سرسری ہو

لکھنؤ میں سراسری کہتے ہیں۔ امانتؔ ؎

پڑے نہ پیچ وہ مجھ پر کہ اک بلا میں پھنسوں
تمہاری زلف کا سودا سراسری ہو جائے

سَرشار۔ ف۔ لبریز۔ لبالب۔ مخمور۔ مست۔ متوالا۔ بعض سرشار کے معنی لبریز صحیح اور مست غلط بتاتے ہیں۔ حال آں کہ شعرائے فارسی و اردو نے مست کے معنی میں بھی استعمال کیا ہے۔

صائب ؎ مخمور را نگاہِ تو سرشار می کند
بدمست را عتابِ تو ہشیار می کند

سعدیؒ ؎ سبز شد خطِ لبِ یار بہارست بہار
ای جنونِ من سرشار بہارست بہار

شہیدی ؎ سیکشو سرخ ہیں آنکھیں جو تمہاری شاید
شب تمہیں ساقیٔ سرشار نے سونے نہ دیا

سِرِشت۔ ف۔ مؤنث۔ خلقت۔ پیدائش۔ طینت۔ طبیعت۔ خو۔ خصلت۔ جبلت۔ سیرت۔ خمیر۔ آمیزش۔ مخلوط۔ ملا ہوا۔ گندھا ہوا۔ بفتحِ سینِ مہملہ صحیح نہیں۔

سَرَطان۔ ع۔ مذکر۔ (بفتحتین) خرچنگ۔ کرک۔ کیکڑا۔ آسمان کے چوتھے برج اور ایک صورت کا نام۔ ایک وَرَم سوداوی۔

سَرِقہ۔ ع۔ مذکر۔ دزدی۔ چوری۔ اردو والے بسکونِ را کہتے اور لکھتے ہیں۔ دبیر ؎ شکرِ خدا کہ سرقہ کی حد سے بعید ہوں
ہر مرثیہ میں موجدِ طرزِ جدید ہوں

سَرمَد۔ ع۔ ہمیشہ۔ دائم۔ ایک مشہور مجذوب صوفی سرمد جن کو عوام (صوفی سرمست) کہتے ہیں۔

سَرو۔ ف۔ مذکر۔ ایک مشہور درخت کا نام۔ عوام بفتحِ اول و ضمِ ثانی کہتے ہیں۔ وزیر ؎
ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن ساتھ ہے
مثلِ سایہ سروِ قدِ یار کا مقتول ہوا

سَرَیان۔ ع۔ (بفتحتین) ایک چیز کا دوسری چیز کے اجزا میں

گھس جانا۔
سزائً۔ غلط ہے اس لئے کہ سزا فارسی لفظ ہے اور تنوین عربی الفاظ سے مختص ہے جیسے جزاءً۔ بناءً علیہ۔
سِطَبر۔ فارسی سِتبر کا معرب۔ موٹا۔ گندہ۔ بھدا۔
سطحِ سمندر۔ سطح عربی ہے اور سمندر ہندی۔ اس کی ترکیبِ اضافی کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے۔ اس کی جگہ سطحِ بحر صحیح ہے۔
سُفرہ۔ ع۔ توشہ دان۔ زادِ مسافر۔ مجازاً دستر خوان۔ چوں کہ فارسی میں (سُفرہ) بالضم دُبُر کو کہتے ہیں۔ اس واسطے فارسی والے بالفتح (سَفرہ) کہنے لگے۔
سُفلی۔ ع۔ (بالضم) ضدِ عُلوی۔ پست۔ کم درجہ کا گھٹیل۔ اگرچہ سِفل و سُفل (بالکسر و بالضم) بمعنی پستی دونوں طرح آیا ہے مگر سُفلی بالضم ہی صحیح ہے۔ اسی طرح (عُلو و عِلو) بالضم و بالکسر (بلندی) سے عُلوی (بالضم) ہے۔
سَفُوف۔ ع۔ (بفتح سین) بُرادہ۔ بُجنی۔ پسی کُٹی دوا۔ پھنکی۔ پوڈر۔ اسی طرح لَعُوق (چاٹنے کی دوا)۔ بفتح لام صحیح ہے۔
سَفَید۔ (بفتح سین و یائے مجہول) قدیم فارسی (سپید) پہلوی (شپیت) ژند (شپیتا) سنسکرت (شوِیت) سَفَید۔ سَفِید۔ سُفَید کہنا غلط ہے۔
سَقّا۔ آب دہندہ۔ پانی پلانے والا۔ بہشتی۔ (سَقّہ) لکھنا محض جہل ہے
سَکَرات۔ ع۔ مؤنث (سَکرۃ کی جمع) بے ہوشیاں (موت کی) سختیاں۔ (غم و رنج کی) سختیاں۔ اردو میں بطورِ واحد مستعمل ہے۔

سَکَنَہ - ع بفتحتین۔ (جمع ساکن) اس کا استعمال بجائے واحد درست نہیں۔ سَکَنَہ (بالفتح) مسکن۔ سکون۔ راستی۔ استقامت (سَکَنات جمع)
سلامت - ع۔ محفوظ ہونا۔ نقص وعیب سے بری ہونا۔ فارسی اردو میں محفوظ۔ مصئون۔ بلا سے بچا ہوا۔ صحیح۔ تندرست۔ پورا۔ کامل۔ ثابت امن۔ اطمینان۔ اور یائے زائد کے ساتھ (سلامتی) حفاظت۔ بچاؤ۔ تندرستی۔ آرام وغیرہ کے معنوں میں رائج ہے۔
سَلَسُ البَول - ع۔ ایک مرض کا نام جس سے پیشاب بار بار قطرہ قطرہ آتا ہے اور آدمی پیشاب روکنے پر قادر نہیں رہتا۔ ذیابیطس۔ اردو میں سَلَسُ البَول بگڑ کر سِلسِلَۃُ البول ہو گیا جو غلط ہے۔
سَلِسُ البَول - ع۔ وہ مریض جو (سَلَسُ البول) میں مبتلا ہو۔
سَمت - ع۔ (بالفتح) راہ۔ راستہ۔ طرف۔ قصد۔ ارادہ۔ بالکسر (سِمت) غلط ہے۔
سَمُّور - عربی میں بالتشدید (سَمُّور) ہے۔ لومڑی کی قسم کے ایک جانور اور اس کی کھال کو بھی کہتے ہیں۔ فارسی اردو میں بتخفیف بھی کہا جاتا ہے۔
سَمُوم - ع۔ مؤنث۔ (بفتح سین) گرم زہریلی ہوا جو عرب میں چلتی ہے سُموم بالضم کہنا غلط ہے کیونکہ یہ سَم (زہر) کی جمع ہے۔ سالک ؎

نسیمِ خُلد سے بہتر سَموم تھی یاں کی
یہ وہ چمن ہے کہ دنیا میں دھوم تھی یاں کی

سَن - سال کے معنی میں عربی میں تو آیا ہی نہیں اور فارسی میں بھی نہیں پایا گیا۔ عربی میں سَنَہ بالفتح۔ بمعنی سال آیا ہے۔ سنہ کی جگہ سن لکھنا

غلط ہے۔ سَنَہ کی جمع (سِنون۔ سِنین۔ سَنَوات) صاحب منتخب نے بالفتح لکھدیا ہے اس کی کسی معتبر لغت سے تائید نہیں ہوتی۔ بعض کہتے ہیں کہ واو سے اس کا مادہ سَنَوٌ ہے اور بعض ہا سے سَنَہ کہتے ہیں۔

سِنسنی خیز۔ یہ ترکیب بالکل غلط ہے۔ دیکھو قریب المرگ۔ فوق البھڑک۔ عند الپرتال۔

سَنگترا۔ کولا۔ میٹھی نارنگی۔ صحیح سَنتَرہ ہے اور سَنتَرہ دراصل اندلس کا ایک شہر ہے جو نارنگیوں اور کولوں کے لیے مشہور ہے سَنتَرہ سے سنگترہ ہو گیا۔ بلکہ محمد شاہ (دہلوی) نے زنگترہ بھی کہلوایا (سنترہ cintra) فی زمانا پرتگال کا ایک شہر ہے جو لسبون یعنی اشبونہ سے اٹھارہ میل ہے یہ مقام تابستانی تفرّج گاہِ شاہی ہے۔

سِنِین۔ ع۔ (سنہ کی جمع) بکسر سین۔ بہت سے سال۔ بہت سے برس۔

سِوا۔ ع۔ دراصل (سِوٰی) غیر۔ جز۔ بغیر۔ بجز۔ حفظ؎

چشم یکسو نگرانہ فتد سوی کسی ✤ گشت یکسو زسوی اللہ سوی گیسوی کسی

اردو میں زیادہ۔ افزوں۔ ظفر؎

بل بے نفرت کہ ہمیں دیکھ کے خوبانِ فرنگ
جلد جلد اور بھی بگھی کو سوا ہانکتے ہیں

بعض حضرات (سوا فائدہ کے) کی جگہ (سوائے فائدہ کے) کہتے اور لکھتے ہیں حال آں کہ (ی) بحالتِ اضافت آتی ہے۔ جیسے اسیر؎

آں کارِ دنیا کچھ سوائے غم نہیں منعم
سمجھ غم ہائے رنگارنگ نعمت ہائے الواں کو

قلق ؎ پیدا ہوا ہوں کیا میں الٰہی برائے رنج
راحت کے نام سے نہیں واقف سوائے رنج

قدر ؎ جب سے کھلی ہے آنکھ نہ دیکھا سوائے رنج
سرمہ بنا مرے لیے گردِ ملال کا

اور جہاں ترکیبِ اِضافی نہ ہو وہاں سوا کہتے ہیں جیسے
سوز ؎ اپنے سوا کسی کو نہ پایا حریص حیف
کی قطع روزگار نے ہم پر قبائے حرص

شفق ؎ اپنے مطلب کے سوا کوئی نہیں کام اُن کو
ہٹ گیا اہلِ زمانہ کی ملاقات سے دل

※

* مرزا غالب نے سوا کو ہندی لفظ کی طرف اضافت دے دی ہے اور مضاف الیہ میں (کے) بھی لگا دیا ہے ؎ کہا ہے کس نے کہ غالب بُرا نہیں لیکن
سوائے اس کے کہ آشفتہ سر ہے کیا کہیے

عوام (سیوا) لکھ جاتے ہیں جو غلطِ محض ہے۔ *

سَوار۔ ف۔ (ضدِ پیادہ) راکب۔ گھوڑ چڑھا۔ اصل میں فارسی اسب ار (سنسکرت اشووار) تھا۔ اسب۔ گھوڑا۔ وار بمعنی صاحب) پہلے اسوار کہتے اور لکھتے تھے۔ اب متروک ہے۔ انیس ؎

کل تیس تو اسوار تھے چالیس پیادے
ایک ایک پر ایسا تھا کہ لاکھوں کو بھگا دے

فائدہ۔ وار ایک کلمہ ہے جو ترکیب میں چند معانی کا فائدہ دیتا ہے صاحب۔ خداوند جیسے راہوار۔ امیدوار۔ مثل۔ مانند۔ جیسے زرہ وار لائق جیسے شاہوار۔ گوشوار۔ طریق۔ وضع۔ جیسے ناہموار۔ عربدہ وار۔ پر جیسے سوگوار۔ بار (بوجھ) جیسے خروار۔ شتروار۔ مقدار جیسے جامہ وار۔ کلاہ وار مُشت وار۔ زائد جیسے سزاوار۔ بعض نے امیدوار میں (وار) کو بمعنی پُر کہا ہے۔

سُؤال۔ ع۔ مذکر۔ (ضدِ جواب) استفسار۔ استفہام۔ دریافت۔ عرض۔ التماس۔ درخواست۔ استدعا۔ سُؤال ہمزہ کے ساتھ ہے بغیر ہمزہ کے بھی سُوال کہتے ہیں، سَوال بفتح سین کہنا درست نہیں۔

سُوسَن۔ (بالضم) ایک قسم کے پھول کا نام۔

سوگ۔ ہندی میں بھی ماتم و غم کے معنی میں آیا ہے اور فارسی میں بھی چنانچہ سوگوار (سوگ بمعنی ماتم و غم اور وار بمعنی پُر و صاحب) سے مرکب ہے اور فارسی شعرا نے اس کا استعمال کیا ہے۔ قاآنی ؎

آفتابِ خاوری چوں نوعروسِ سوگوار
بر سر از گردِ سمندش نیلگوں معجر گرفت

سوگ تذکیر کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ اسیر ؎

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مری جاں کس کا
سوگ رکھے ہوئے ہے زلفِ پریشاں کس کا

شیفتہ ؎

اے مرگ آ کہ میری بھی رہ جائے آبرو
رکھا ہے اُس نے سوگ عدو کی وفات کا

سُوُم۔ ف۔ تیسرا۔ سُوَّم بہ تشدید واوِ مفتوح کہنا غلط ہے۔ بعض سیوم یا کے ساتھ لکھتے ہیں یہ بھی فصیح نہیں کیوں کہ (سہ) میں (ہ) محض اظہارِ حرکت کے لئے ہے۔ عدد ترتیبی میں (ہ) ہمزہ سے بدلی اور یہ ہمزہ مضموم ہونے کے سبب سے واو کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ والہ ہروی ؎

در صورت و معنی از تعظّم — خواندش دو جہان جہانِ سیوم

اسیر ؎

عاشق کا سوگ چاہئے زینت نہ کیجئے
چہلُم تو کیا ابھی تو سُوُم بھی نہیں رہا

سوچنج۔ غلط۔ سوچ (بلا نون) صحیح۔ تذکر۔ غور۔ فکر۔ خیال۔ اندیشہ۔ غم اندوہ
ظفر ؎
کس کا ہے زخم دل میں ذرا دیکھ چارہ گر
کم بخت تجھ کو سوچ ہے کیوں اندمال کا

سُہُولت۔ ع۔ مونث۔ آسانی۔ بالفتح سَہولت غلط ہے۔ جہلا سُہویت بھی کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ فُعولت کے وزن پر جس قدر مصادر آتے ہیں بالضم ہوتے ہیں۔ مثلاً عُذوبت۔ بُرودت۔ کدُورت۔ صُعوبت۔ رُطوبت۔ عُفونت۔ مُروءت وغیرہ وغیرہ۔

سَہی۔ ف۔ (بالفتح) راست۔ جیسے سَرو سَہی۔ سَہی قد۔ بکسر سین (سِہی) کہنا غلط ہے۔

سِہی اُم۔ ف۔ تیسواں۔

سَیِّد۔ ع۔ امام۔ پیشوا۔ رہنما۔ سردار۔ حضرت فاطمہؓ کی آل اولاد (اصل میں سَیْوِد تھا بعد تعلیل سَیِّد (بکسر یائے مشدد) ہوا اسی طرح جَیِّد بکسر یائے مشدد ہے۔ لہذا سَیَّد۔ جَیَّد۔ طَیَّب۔ مَیَّت۔ بفتح یائے مشدد کہنا غلط ہے۔ انیسؔ ؎
چھوڑا کنشت، صاحبِ مسجد کے ساتھ ہوں
تیرا شریک اب نہیں سیِّد کے ساتھ ہوں

سیکڑوں۔ صحیح ہے۔ س اور ی کے بعد نون لگاکر سینکڑوں نہیں کہنا چاہیئے۔

سِینا۔ ع۔ سیناء طورِ سینا۔ بالکسر وہ جزیرہ نما جو شام اور مصر کے درمیان واقع ہے فی زمانہ اس کو طورِ سینا کہتے ہیں اس کے مشرق میں خلیج عَقَبہ اور مغرب میں خلیج سُوئیس واقع ہے اس کا جنوبی نقطہ راس محمد

کہلاتا ہے۔ طورِ سینا وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو جلوۂ حق دکھائی دیا
اور ابو علی الحسین کی کنیت۔ جس کا لقب شیخ الرئیس ہے ۳۷۰ھ ۹۸۰ء
میں بمقام اُفشنہ قریب بخارا پیدا ہوا۔ اور ۴۲۸ھ ۱۰۳۷ء میں مرا۔ کتاب
الشفاء اور القانون فی الطب اس کی تصنیفات میں سے مشہور
ہیں۔ سَینا (بالفتح) غلط ہے۔

(ش)

شاخشانہ۔ ف۔ منڈچیرے فقیروں کا ایک گروہ۔ مجازاً ڈرانا۔ دھمکانا۔
اردو میں بیشتر (شاخسانہ) کہتے ہیں اور ان معنوں میں استعمال کرتے
ہیں۔ عیب۔ نقص۔ حجت۔ تکرار۔ تہمت۔ الزام۔ فساد۔ جھگڑا۔ بدگمانی۔
دھوکا۔ گھڑت۔ تعجب ہوتا ہے کہ صاحب بہارِ عجم نے بحذف الف صاد
سے (شخصانہ) لکھ دیا ہے۔

شادی۔ ف۔ خوشی۔ شادی کتخدائی کے معنی میں اردو ہے۔ اس کو اضافت
کے ساتھ بطور فارسی شادیٔ فرزند نہیں کہنا اور لکھنا چاہیئے۔

شائق۔ ع۔ (شوق سے اسم فاعل) شوق دلانے والا۔ معشوق۔ (شوق
سے اسم مفعول) مشوق ہے۔ شوق دلایا گیا۔ عاشق۔ مشوق کی جگہ
شائق نہیں کہنا چاہیئے۔ چوں کہ مشوق فارسی اردو میں مستعمل نہیں ہے
اس لئے شائق کی جگہ مشتاق کہنا درست ہوگا۔ فارسی والوں نے
(شوق دارندہ) عاشق کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ قاآنی ؎

شاہ پرستم نہ مال وجاہ پرستم ٭ عاشق گنجینہ ام نہ شائق اژدر

شباہت۔ عربی نہیں ہے فارسی والوں نے گڑھ لیا ہے۔ اردو میں بھی مستعمل ہے۔ یعنی شکل و صورت۔ مشابہت مونث ؎

حُسن یوسف کو بہت آنکھ جما کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری ہے شباہت کیسی

شُبہہ۔ ع۔ مذکر۔ شک۔ شبہ (بروزنِ کُنہ) کہنا غلط ہے جیسے شمیم نے کہا ہے ؎

ایک ہو لاکھوں میں تم بے شبہ و شک
دوسرا تم سا حسیں ملتا نہیں

شُبہہ (بروزن نقطہ) کہنا صحیح ہے۔ آتیر ؎

شوقِ دیدار میں اٹھتی ہے جو ہر وقت نگاہ
ناتواں ہیں اُنھیں شبہہ ہے توانائی کا

شُبہہ کی جمع (شُبُہات) بضمتین ہے۔

شُتُر۔ ف۔ بضمتین۔ اونٹ۔ بعض شعرا نے سفر۔ کمر کے قوانی کے ساتھ باندھا ہے جو غلط ہے۔

شَجاع۔ ع۔ (بہر سہ حرکت) دلیر۔ بہادر۔ مگر فصیح شُجاع (بالضم) ہے۔

شَجاعت۔ ع۔ مؤنث۔ بفتح شین۔ دلیری۔ بہادری۔ پُردلی۔ شجاعت بالضم غلط ہے۔

شجیع۔ ع۔ بہادر۔ دلیر۔ بعض لوگوں کو اس کے عربی ہونے میں تامل ہے حال آں کہ صحاح وغیرہ میں برابر پایا جاتا ہے۔

شِحنہ۔ ع۔ وہ شخص جس کو بادشاہ انتظام اور لوگوں کی سیاست کے واسطے

مقرر کرے۔ کوتوال۔ بالفتح غیر فصیح ہے۔ آج کل ایران میں (شحنہ) کو محتسب کہتے ہیں۔

شِرا۔ ع۔ مذکر۔ بالکسر (ضدِ بیع) خرید۔ (لغات اضداد سے ہے) خرید و فروخت۔ بالقصر (شِرا) اور شِریٰ بھی آیا ہے۔ اَشرِیَہ جمع۔ بفتحِ شین غلط ہے۔

شِراکت۔ صحیح (شِرکت) ہے اس سے شراکت بنالیا۔ شِرکت۔ ع۔ مونث ساجھا۔ مشارکت۔ جدید عربی میں کمپنی کو کہتے ہیں اور جدید فارسی میں شرکت و شراکت (کمپنی کے معنی میں) استعمال کرتے ہیں۔ بطورِ ترکیب فارسی شراکتِ مختلفہ۔ شراکتِ مساوی فارسی اردو میں اصطلاحاً مستعمل ہے۔

شریف الخاندان۔ شریف عربی۔ خاندان فارسی۔ اس کی ترکیب (الف لام) کے ساتھ بطور عربی کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے (قریب المرگ) کی طرح (شریف الخاندان) بھی [illegible] بغیر الف لام کے (شریف خاندان) ایسے [illegible] ترکیبی کے معنی [illegible] ہو سکتے ہیں اسلئے شریف الخاندان کی جگہ (شریف خاندان) کہنا چاہیے

شُست و شو۔ [illegible] مونث۔ دھونا صاف کرنا۔ امیر ؎

کلفت نہ مٹی [illegible] سے ⁂ اشکوں نے ہزار شست و شو کی

[illegible] دھوتا ہے دل کو پاک کر

[illegible] شست و شو [illegible]

اسی طرح رفت [illegible] وغیرہ نوشتہ [illegible]

شفا۔ ع۔ مونث [illegible]

[illegible]

ناسخ ؎ ہجر میں ہر شعاعِ شمس مجھے
ہو گیا ہے خدنگ سونے کا

یہ شعر شعاع کے مذکر ہونے پر دال نہیں ہے کیوں کہ خبر (خدنگ۔ مذکر) کی رعایت سے فعل بھی مذکر لکھا ہے۔

شُعبَدہ۔ ف۔ (بالضم) وہ کھیل جس میں محض نمائش ہو اور اس کی کچھ اصلیت نہ ہو جو چابکدستی اور چالاکی سے کیا جاتا ہے۔ حُقّہ بازی۔ نظر بندی چشم بندی۔ تردستی۔ خیالی۔ دھوکا۔ فریب۔ شُعبدہ کا معرّب (شَعبَذہ) بہ سینِ مفتوح و ذالِ نخذ ہے اس سے مُشَعبِذ اسم فاعل۔ اس کی جگہ (مُشَعبِد) دالِ ابجد سے کہنا درست نہیں۔

شَغال۔ ف۔ بالفتح۔ گیدڑ۔ بالکسر درست نہیں۔ سنسکرت میں شرگال اور انگریزی میں جیکال آیا ہے۔

شُغل۔ ع۔ مذکر۔ (ضدِ فراغ) مصروفیت۔ کام کاج۔ دھندا۔ فارسی اردو میں۔ بازی۔ تماشا۔ کھیل۔ دل لگی۔ سیر و تفریح۔ اور جدید فارسی میں ادارہ۔ دفتر۔ آفس۔ یہ بالضم۔ بالفتح۔ بضمتین و بفتحتین۔ چاروں طرح آیا ہے۔ بالضم فصیح ہے۔ اشغال و شغول جمع ہے۔ اَشغال رائج ہے۔

شِفا۔ ع۔ مونث۔ (بالکسر) صحت۔ تندرستی۔ دوا۔ علاج۔ شَفا (بالفتح) غلط

امیر ؎
مسیحا کو دیکھا دوا ہو گئی — اشاروں میں مجھ کو شفا ہو گئی

سِفارِش۔ ف۔ مونث۔ سپردگی۔ شفاعت۔ نیر ؎
وساطت ذی ہے جامِ بادہ کو چشمِ مروّت نے
لگاوٹ نے سفارش دخترِ رز کی اٹھائی ہے

اگرچہ سُفارِش بالضم بھی آیا ہے۔ لیکن (سِفارِش) بالکسر فصیح ہے۔ اور فصحائے طہران کا تلفظ بھی یہی ہے۔

شَفاعت ۔ ع۔ مؤنث۔ (بالفتح) سفارش۔ گناہوں کی معافی کی سفارش بیچ بچاؤ۔ شِفاعت فارسی اردو میں جو بولا جاتا ہے درست نہیں۔ اسیرؔ

اسیرِ گنہگار پر رحم کرنا ٭ کہ یہ چاہتا ہے شَفاعت تمہاری

شُفعَہ ۔ ع۔ ہمسایگی۔ حقِ تقدُمِ بیع۔ گھر یا زمین کی ہمسایگی کا وہ حق جس سے ایک یا کئی اشخاص جائداد فروخت شدنی یا فروخت شدہ کو واجبی روپیہ دے کر خرید سکیں۔ شفیع۔ شفاعت کرنے والا۔ صاحبِ شُفعہ۔ شُفعا جمع۔ شِفعہ (بالکسر) غلط ہے۔

شکر رنجی ۔ وہ آزردگی جو دوستوں میں گاہے گاہے ہو جاتی ہے رُکاوٹ۔ انقباضِ خاطر۔ یہ لفظ اہلِ فارس کے کلام میں نہیں پایا گیا۔ اس کی جگہ شکر آب اور شکر آبی کہا ہے۔ اردو والوں نے فارسی سمجھ کر باضافت استعمال کیا ہے جیسے وزیرؔ

چومتا ہوں لبِ جاناں وہ خفا ہوتا ہے
کیا شکر رنجیِ جاناں میں مزا ہوتا ہے

شُکرِیَہ ۔ شکر۔ سپاس۔ بہ تشدید یا کہنا چاہئے۔ زندؔ

زباں قاصر ہے کیوں کر اس کا شکریّہ ادا ہوگا
عنایت کا، توجہ کی نظر کا، مہربانی کا

شکور ۔ ع۔ بڑا قدر شناس۔ اسمائے حسنے میں سے ایک نام۔ خدا تعالےٰ سے لیے بضم شین (شُکور) کہنا صحیح نہیں ہے۔

شُکوہ ۔ ف۔ مؤنث (بضم اول و ثانی و۔ او مجہول) مہابت۔ شان و شوکت

جلالت۔ بزرگی۔ بالکسر غلط ہے کیوں کہ کسرہ سے خوف۔ بیم کے معنی میں آیا ہے۔ انیس ؎

ہر جا فرس شکوہ دکھاتا تھا حور کی
تجلی قدم قدم پہ چمکتی تھی طور کی

صاحب فرہنگ آصفیہ نے مذکر لکھ دیا ہے۔

شکوئی۔ ع۔ بروزن دعوئے۔ گلہ۔ شکایت۔ فارسی والوں نے (شکوہ) بنالیا جو اردو میں بھی مستعمل ہے۔ امیر ؎

بوسہ کی لذت میں بھولے شکوۂ دشنامِ یار
عیب منعم پردۂ ہمت میں پنہاں رہ گیا

ظہوری ؎
نی تحمل گشت خشم و نی معطر شد دماغ
شکوۂ بیرحمیٔ بادِ صبا خواہم نوشت

عرفی ؎
چوں زخم تازہ دوختہ از خون لبالبم
ای وای گر بشکوہ شود آشنا لبم

آج کل فصحائے ایران کی زبان پر (شکایت) ہے۔

شکیب۔ ف۔ مذکر۔ صبر۔ تحمل۔

شکیل۔ ع۔ بمعنیٔ خوبرو نہیں آیا ہے اس لئے خوبرو کے معنی میں اس کا ترک اَولیٰ ہے اگرچہ ذوق نے لکھا ہے ؎

نورِ معنی ہے بہر شکل نتیجہ اس کا
اللہ اللہ زہے شکل شہنشاہِ شکیل

البتہ (شِکلہ) ازن غنج و دلال وعشوہ وناز کے معنی میں آیا ہے۔

شماتت۔ ع۔ مؤنث۔ (بالفتح) کسی کے نقصان یا رنج وغم پر خوشی

ہونا۔ بالکسر غلط ہے۔
شِمال ۔ع۔ (بالکسر) دستِ چپ۔ بایاں ہاتھ۔ اُتّر۔ جب کوئی اُس طرف منہ کرکے کھڑا ہو جدھر سے سورج نکلتا ہے تو اُس کے بائیں رُخ جو سمت پڑے وہ اُتّر ہے۔ اور شَمال بالفتح وہ ہوا جو اُتّر کی جانب سے آتی ہے۔ اُتّر ہری۔
شَمائل ۔ع۔ جمع مذکر۔ (شمیلہ اور شمال کی جمع) خصلتیں۔ عادتیں۔ سیرتیں۔ فضیلتیں۔ اردو میں صورت، روپ کے معنی میں شکل کے ساتھ واحد مؤنث مستعمل ہے۔ آسیر ؎

واہ کیا خوب جوانی میں نکالا جوبن
آپ کی شکل و شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی

شمشیر ۔ف۔ (مرکب شم بمعنی ناخن اور شیر سے) لہذا یائے مجہول سے ہے۔ عسجدی ؎

چوں شاہ بگیرد بکف اندر شمشیر
از بیم بیفگند زکف ہا شم ہا شیر

اہل ایران کی زبان پر یائے معروف ہی ہے اس لئے وہ اور ان کی تقلید سے اہل اردو بھی تیرو زنجیر کے قوافی کے ساتھ باندھتے ہیں۔ قاسم ؎

عشق در ویرانئ دل تا رِ تعمیر واشت
خانۂ با عنکبوت از جوہرِ شمشیر داشت

صائب ؎۔

سہل مشمر ہمتِ پیرانِ باتدبیر را ÷ گر کماں بی بال دیدپرو زباشد تیر را
عقل کامل میشود از گرم و سرد روزگار ÷ آب و آتش میکند صاحب جوہر شمشیر را

مولانا رومؒ ؎ شیر آن باشد کہ آدم می خورد
شیر آن باشد کہ آدم می خورد

رِندؔ ؎ واں پڑیں ابرو میں بل یاں ہوں تہِ شمشیر ہم
زلف الجھے اور پھانسی پائیں بے تقصیر ہم

ناسخؔ ؎ بر ہمش کب تیغ ابرو کی لی تیغ مہِ نو کو
کہاں شمشیر چاندی کی کہاں شمشیر جوہر کی

شَنبہ ۔ف۔ (بکسر با و ظہور ہا) ہفتہ کا پہلا دن ۔ نظامی (ہفت پیکر)
؎ از دگر روزِ ہفتہ آن بہ بود
نافِ ہفتہ مگر سہ شنبہ بود

ظہوری (ساقی نامہ) ؎
زعہدِ جسم ایامِ رندان بہ است
کہ سال و مہ و ہفتہ پر شنبہ است

اہلِ اردو نجھانے ہا و بفتح با کہتے ہیں جو درست نہیں کیوں کہ اس کے معنی ہیہلِ فرس (گھوڑے کی ہنہناہٹ) ہے۔

شَنوا ۔ف۔ (بفتح شین و نون) سننے والا۔ فریادرس۔ اور شنوائی (سنائی۔ فریادرسی۔ سماعت) بکسرِ شین و سکونِ نون غلط ہے۔ امیرؔ ؎
میں یہ کہتا ہوں میں دعوے میں ہوں اپنے صادق
ہیں دلائل جو ہوں گوشِ شنوا گوشِ اصم

شُنیدن ۔ف۔ سُننا۔ سونگھنا۔ بالضم (شُنیدن) کہنا غلط ہے
بمعنیٔ بوئیدن (سونگھنا) جیسے فغانی ؎

قدت بلند باد کہ بر نخل حسن تست
آن گل کزان شمیم وفامی توان شنید

شوقین ۔ا۔ عامۃ الناس نے شوق سے بنالیا ہے۔ صاحب شوق۔ خواہش مند۔ رنگیلا۔ لتیا۔ عیاش۔ اسی طرح فارسی میں (شوقی) کہتے ہیں۔

شوقیہ ۔ فارسی والوں نے بنالیا ہے اردو والے بھی کہتے ہیں۔ شوق سے بھرا ہوا جیسے شوقیۂ سلام یا خط یا رقعہ وغیرہ۔ صبا ؎

یار کے ہاتھ میں پہنچا ہو خط شوقیہ
قاصد ایسا نہ ہو پیغام اجل کا لائے

شہاب ۔ ع۔ بالکسر۔ ٹوٹا ستارہ۔ شُہب وشہبان۔ جمع ۔ فارسی میں شہاب (بالفتح) آبِ سُرخ۔ لال پانی جو گل کا جیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ جو لوگ (شہاب الدین) بالفتح کہتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ حضرت حافظ ؎

ز رقیب دیو سیرت بخدا ہمی پناہم
مگر آن شہاب ثاقب مددی کند سہا را

امیر ؎ مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیوں نہ طشت میں مثلِ شہاب سُرخ

(ص)

صاحب ۔ ع۔ (بکسر حائے حطی) یار۔ صحاب (بالکسر) صَحْب۔

(بالفتح) جمع اور اَصحاب جمع الجمع۔ اردو میں۔ یار۔ دوست۔ ساتھی مالک۔ آقا۔ حاکم۔ والا جیسے صاحب غیرت (غیرت والا) بمعنی کلمۂ تعظیم بجائے حضرت۔ جناب شوہر۔ معشوق۔ فارسی والے ترکیب میں صاحب پر کسرہ نہیں لگاتے اور بسکونِ با (صاحب دل۔ صاحب کمال) لکھتے ہیں۔ جیسے صائب ؎

صاحبِ کمال را لبِ اظہار خامشی ست
منت پزیر ماہِ تمام از ہلال نیست

اردو والے بسکونِ با (بفکِ اضافت) بطورِ شاذ اور بکسرِ با (بہ اضافت) اکثر لکھتے ہیں۔ داغ ؎

جمشید عصر کلب علی خاں، فلک جناب
ہوتا ہے جس کی ذات سے صاحبِ وقار عرش

درد ؎ مدرسہ یا دیر تھا کعبہ تھا یا بت خانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا

امیر ؎ امیر دل میں جو کچھ آگیا کیا موزوں
زباں بند نہیں صاحب اختیار ہوں میں

امیر ؎ فاقے سے ہوں تو صاحب غیرت نہ رخ کریں
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

منشی ؎ صاحبِ ذوق بھلا رہتے ہیں پابند کہیں
جی اگر ہے تو جہاں ہے یہ مثل جھوٹی نہیں

مرزا غالب نے بفتح حائے حطی (صاحَب) لب یکتب کے قوافی کے ساتھ باندھا ہے ؎

سہ دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے
عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے

صَبِر۔ ع۔ بفتح صاد و کسرِ با۔ ایلوا۔
صَبُور۔ ع۔ بفتحِ اول۔ بُردبار۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام۔
صِحّت۔ ع۔ مونث۔ تندرستی۔ بحر سہ
اللہ نہ دے روگ محبت کا کسی کو ÷ عیسےٰ بھی اگر آئیں تو صحت نہیں ہوتی
صِحت بلا تشدید کہنا اور لکھنا غلط ہے۔
صَدر۔ ع۔ بالفتح سینہ۔ بالانشیں۔ بفتحِ دال (صَدَر) کہنا غلطی ہے۔
صَدَقہ۔ ع۔ مذکر۔ خیرات۔ وہ چیز جو خدا کے نام پر دی جائے۔
رشک سہ صدقہ کون، دعا کیسی، کہاں کا تعویذ
نامۂ یار ہے مجھ کو خفقاں کا تعویذ
اکثر شعرائے بسکون ثانی (صدْقہ) کہا ہے۔ امیر سہ
اس طرف بھی نگاہِ لطف کبھی ÷ صَدْقہ اے نوجواں جوانی کا
نسیم دہلوی سہ بڑا ملتی ہے بخشش سے بہا اے چشمِ تر آنسو
لیے پھر دامنِ خالی کو صدقہ روئے غمگین کا
صَدَقہ بحرکات ثلاثہ کہنا ہی اولےٰ ہے۔
صُعُوبَت۔ ع۔ بالضم۔ دشواری۔ بفتحِ اول صحیح نہیں۔
صِفر۔ ع۔ بالکسر۔ تہی۔ خالی۔ وہ نقطہ جو عدد کی دائیں جانب ہونے سے دس گنا بڑھاتا ہے۔ ابتدا میں اس کی صورت پانچ کے ہندسے سے مشابہ یعنی دائرہ کوچک کی مانند درمیان سے خالی عربی اور فارسی میں لکھی جایا کرتی تھی۔ چنانچہ انگریزی اور ہندی میں اب بھی یہ (o)

صورت ہے اور عربی، فارسی، اردو والوں نے صرف نقطہ پر اکتفا کر لیا ہے۔ (بفتحِ فا) صِفَر کہنا غلط ہے۔

صَمْغ ۔ ع ۔ بالفتح ۔ ایک قسم کا گوند ۔ اور بہترین صمغ عربی ہے جو درخت قرظ سے ٹپکتا ہے۔

صُنْدُوق ۔ ع ۔ بالضم معروف ۔ صنادیق ۔ جمع ۔ بالفتح (صَندوق) بھی آیا ہے نیز زائے معجمہ اور سینِ مہملہ سے آیا ہے۔

صِنْف ۔ ع ۔ بالکسر ۔ نوع ۔ قسم ۔ اصناف و صُنُوف جمع ۔ بالفتح (صَنْف) بھی آیا ہے۔

صَوْمَعَہ ۔ ع ۔ بفتحِ صاد و میم ۔ عبادت خانۂ ترسایاں ۔ جمع صَوَامِع بکسرِ میم غلط ہے۔

(ض)

ضَحّاک ۔ ع ۔ (بالفتح) بہت ہنسنے والا ۔ راہِ فراخ ۔ ایک بادشاہ کا نام اس معنی میں (دہ آک) کا معرب ہے (دہ آک یعنی دس عیب) چونکہ ضحاک میں دس عیب تھے ۔ اس لئے اس لقب سے ملقّب ہوا ۔ بالضم (ضُحّاک) کہنا غلط ہے۔

ضَرُور ۔ قاموس صراح وغیرہ کسی عربی لغت میں اس کا وجود نہیں ہے ۔ حال آں کہ ہندوستان میں عام و خاص کا روزمرّہ ہے ۔ اس کو ضرور کہنا چاہئے۔

ضَرورت۔ ع۔ مؤنث (ضرورات جمع) حاجت۔ احتیاج۔ نسیم
ے کیا کہئے کہ صورت اور کچھ تھی ٭ وقت اور ضرورت اور کچھ تھی
بضمِ ضاد نہیں کہنا چاہئے۔
ضَروری۔ ع۔ (ضَرورِیات جمع) لازم۔ بضمِ ضاد نہیں کہنا چاہئے۔
ضِماد۔ ع۔ بالکسر۔ کسی چیز کا زخم پر باندھنا اور وہ چیز جو زخم پر باندھیں یا لگائیں لیپ۔ بالفتح ضَماد کہنا غلط ہے۔
ضِیقُ النَّفَس۔ ع۔ سانس کی تنگی۔ دَمَہ۔ یہاں نفْس بسکونِ فا کہتے ہیں حال آں کہ نفْس کے معنی جان۔ روح کے ہیں۔ اور نفَس (بفتحتین) کے معنی۔ سانس۔ تنفس۔ دم کشی۔ نظر برین ضِیقُ النفْس بسکونِ فا کہنا غلط ہے۔

(ط)

طَبل۔ ع۔ بالفتح۔ ایک قسم کا نقارہ۔ اَطبال و طُبُول جمع۔ بفتحِ با (طَبَل) غلط ہے۔
طَرح۔ ع۔ بالفتح۔ ڈالنا۔ دور کرنا۔ اردو میں بالفتح و بفتحتین وضع۔ طرز۔ طور۔ طریق۔ ڈھنگ۔ مومن ے
یہ تم نے نئی طَرح نکالی معشوقی ہے آپ کی نرالی
بعض شعرا نے (طرح) کی جگہ (طرح سے) لکھا ہے۔ اسیر ے
پھولے جو اپنے دستِ نگاریں سے وہ نگار ٭ یاقوت کی طرح سے ہو زرِ خوش آب سرخ

جناب نظم ؎ -
بشر میں تو نہیں یہ زور شاید تھا کمک کوئی
سپر کی طرح سے تھا ہاتھ میں جس کے درِ خیبر

طرز - ع - مختلف فیہ - ہیئت، طور، طریقہ، انداز - وضع - آسیر ؎
زلف کی مانند کنگھی نے ترے بیداد کی
طرز ہے شاگرد میں بھی ٹھیک ٹھیک استاد کی

ناسخ ؎ ہر نالے میں سو ٹکڑے جگر ہوتا ہے بلبل
آسان نہیں طرز اُڑانی مرے دل کی

بحر ؎ شل نے سینے میں پڑ جائیں گے چھید اے بلبل
نہ اُڑا طرز مری زمزمہ آرائی کا

داغ ؎ نہیں ملتا کسی مضموں میں ہمارا مضموں
طرز اپنا ہے جدا سب سے جدا کہتے ہیں

داغ ؎ داغ سحر بیاں ہے کیا کہنا ؛ طرز سب سے جدا نکالی ہے
طرفۃ العین - ع - آنکھ کے پلکارنے میں - پلک جھپکانے میں -
یعنی دم کے دم میں - بالضم (طُرفۃ العین) کہنا سخت غلطی ہے -
طرفین - ع - طرف کا تثنیہ - دو طرف - بفتحتین صحیح ہے اور بسکون
راء (طرْفین) غلط آسیر ؎
کچھ یہ سنتا نہیں انکار پہ باندھے ہے کمر
گفتگو سے طرفین آپ سخن ہو کے حسکم
طلسم - ی - مذکر - وہ جادو کا پتلا جو وہمی خیالات سے بنایا خواہ
پیدا کیا جائے - نیرنجات کا عجیب و غریب تماشا - سحر بندی - نثر -

جادو۔ ٹونا۔ عجیب و غریب بات۔ حیرت انگیز بات۔ وہ علم جو خیالاتِ موہومہ کو بشکلِ عجیب و غریب نظر میں لائے۔ آتش ؎

مرغِ چمن کے نالوں سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

اس کی جمع عربی و فارسی میں طِلِسمات وَطَلا اِسم مستعمل ہے۔ اور طلسمات اردو میں بطورِ واحد مستعمل ہوتا ہے۔ سودا ؎

پردے کو تعیّن کے درِ دل سے اٹھا دے
کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا

مصر و شام میں طَلسَم و طِلَّسم کہتے ہیں اور جمع طَلاَسِم۔ طِلَسمات و طِلَّسَمات۔

طُلَیطُلَہ۔ اسپین (اندلس) کا ایک مشہور شہر جو مجریط (مدرید) سے جانب جنوب غربی اکتالیس میل دریائے تاجہ (ٹیگیس) پر واقع ہے۔ آبادی اکیس ہزار نفوس۔ اس شہر کی تلوار مشہور ہے۔ علامہ یاقوت نے تصریح کی ہے کہ "طُلَیطُلَہ بہ ضمِ ہر دو طائے مہملہ و فتحہ ہر دو لام۔ بعض نے اس کو بالمد طُلَیطُلاء بھی لکھا ہے اندلس کا ایک معظم اور محمود الصّفات شہر جو وادی الحجارہ کے علاقہ سے متصل ہے۔ یہ شاہانِ قُرطُبہ کا مقرِ حکومت تھا۔ دریائے تاجہ پر ایک ایسا قنطرہ (پل) بنا ہوا ہے کہ اس کی تعریف سے زبان قاصر و عاجز ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں غلہ کھتوں میں ستّر ستّر برس صحیح و سالم رہتا ہے۔ انگریزی ٹولیڈو۔

طُمانِیَت۔ ع۔ بالضم و کسرِ نونِ اول و سکونِ یا۔ آرام۔ سکون۔ اطمینان۔ طمانیت کہنا سخت غلطی ہے۔ کیوں کہ اِطمِئنان (رباعی مجرد) کا اسمِ مصدر طُمانینہ ہے جیسے اِقشِعرار سے قُشَعرِیرَۃ۔ صاحبِ فرہنگِ آصفیہ

نے اگرچہ اطمانیت اکو غلط کہا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ "گو صراح سے ایک نون کے حذف کا جواز ہوتا ہے" یہ عجیب وغریب تحقیق ہی اس لئے کہ صراح نے طُمانینۃ بالضم آرامیدن لکھا ہے اور اس کے بعد طُمیئنۃ کے متعلق لکھا ہے۔ والطُمَیئِنَۃ تصغیر طُمانینۃ بحذف احدی النونین لانھا زائدۃ

طُنبُور ۔ب۔ بالضم ۔ (معرب ذنب برہ) ایک ساز کا نام۔

طُول عُمرہٗ ۔ اس جملہ کے کوئی معنی نہیں۔ اس کی جگہ (اَطَالَ اللّٰہُ عُمرَہٗ خدا اس کی عمر دراز کرے) (طُوِّلَ عُمرُہٗ ۔ اسکی عمر دراز کیجائے) کہنا اور لکھنا چاہئے

طَیّار ۔ ع ۔ بہت اڑنے والا۔ تیز فہم۔ (مستعد۔ آمادہ۔ مہیا۔ پورا کامل۔ پختہ۔ موٹا تازہ) فارسی والوں نے مہیّا کے معنی میں طائے حطی سے لکھا ہے۔ مرزا محمد رفیع قزوینی ؎

دارد چو مرغِ عمرت پرواز بس بسرعت
اسباب عیش و عشرت طَیّار گو نباشد

مرزا محمد سعید اشرف مازندرانی ؎

می پرد باز از ہوائے عشق او رنگ از رخم
گرچہ باز نجیرِ موجِ بادہ طیّارش کنم

اردو والے (ت) اور (ط) دونوں طرح لکھتے ہیں۔

(ع)

عاریت ۔ ع ۔ (بہ تشدید یا وبہ تخفیف یا) عارہ کی طرف منسوب۔ جس کا

طلب کرنا عار و عیب ہے۔ مانگے کو دینا یا لینا۔ عَواری جمع۔

عادی۔ عربی میں نہیں آیا ہے۔ بعض لغات میں خوگر کے معنی میں پایا گیا اولٰے یہ ہے کہ اس کی جگہ معتاد کہا جائے۔ اہل اردو خوگر کے معنی میں کہتے ہیں۔ وزیر ؎

تیغِ ابرو کی زباں عادی ہوئی
بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

عاشُورا۔ ع۔ دہم ماہِ محرم الحرام عَشُورا بھی آیا ہے۔ بعض شعرائے عاشورہ (ہ) کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ آفریں۔ ع

عاشورۂ ما باشی و عیدِ دگران چند

اور یہ غلط ہے۔

عَجَلت۔ ع۔ بالکسر شتاب۔ جلد۔ سُرعت۔ اس معنی میں عَجَلَت (بفتحتین) بھی آیا ہے۔

عَجز۔ ع۔ مذکر۔ ناتوانی۔ اس معنی میں بالکسر غلط ہے۔

وزیر ؎ فروتنی سے نہ دستِ دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدے میں کی عَجز یہ پسند ہو

عدمِ بلوغت۔ غلط محض ہے۔ بلوغ خود مصدر ہے بمعنی رسیدگی پھر اس پر تائے مصدری زیادہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

عَدُو۔ ع۔ دشمن۔ (اَعداء جمع) بالضم کہنا غلط ہے۔

عَرصہ۔ ع۔ میدان۔ بساطِ شطرنج۔ مدت۔ دیر۔ فاصلہ کے معنی میں اردو والے استعمال کرتے ہیں۔ رند ؎

کیوں اجل کیا تجھ کو بھی موت آ گئی ٭ اِس قدر آنے میں کیوں عرصہ کیا

ظفرؔ — دُور ہیں دل سے جو دیکھے تُو تو وہ نزدیک ہے
تجھ میں اُس میں ہے بظاہر ایک عرصہ دُور کا

عَرَق۔ ع۔ مذکر (بفتحتین) پسینا۔ اردو میں رَس۔ اَفْشُردہ۔ کسی چیز کا نچوڑ۔ ہوا پانی۔ شیرہ۔ بسکونِ را عَرْق غلط ہے۔ انیسؔ ۔

حسن علی کو دیکھ کے ایسا اڑا ہے رنگ
گویا عرق کھینچا ہے گلِ آفتاب کا

عِرْقُ النَّسا۔ ع۔ مذکر۔ بکسرِ عین و بفتحِ نون۔ ایک مرض کا نام۔ اس کو بفتحِ عین یا بکسرِ نون کہنا سخت غلطی ہے۔

عُرُوب۔ عب کی جمع عُرُوب۔ عِرْبان و اَعْرُب ہے اور صحیح ہے۔ لیکن جبشی کی نحبوش غلط محض ہے۔

عَرُوس۔ ع۔ دختر و پسرِ نو کتخدا۔ یہ لفظ محض دختر کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ صاحب صحاح کہتا ہے اَلْعَرُوْسُ نَعْتٌ یَسْتَوِیْ فِیْہِ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَۃُ۔ علامہ فیروز آبادی نے لکھا ہے۔ عَرُوس و عَرِیس (دُلہا) جس کی جمع عُرُس ہے اور عَرُوس و عَرُوسَہ (دُلہن) جس کی جمع عَرائِس ہے۔ اہلِ اردو عَرُوس کو محض دلہن کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

عَرُوض۔ ع۔ بالفتح۔ مونث وہ علم جس سے بحور اشعار کے اوزان معلوم ہوتے ہیں۔ مصرع اول کا جزءِ اخیر۔ مذکر۔ امیرؔ

تفکر امتیازِ جان و جاناں میں کیا حد کا
عروض اب تک نہ آیا تھا اس بیتِ معقد کا

عَرِیف۔ یہ لفظ انگریزی ERRIF کی غلط نقل ہے۔ دراصل ایف ہے۔ الف لام تعریفی کے ساتھ الرّیف .... بمصرِ منلی

(LOWER EGYPT) کو کہتے ہیں اس کا نام وجہ بحری بھی ہے کیونکہ بحر متوسط کی جانب ہے۔

عَزل و نَصَب۔ ع۔ مذکر (ہر دو بسکون ثانی) عَزل۔ بے کار کرنا۔ نَصَب برپا کرنا۔ قائم کرنا۔ موقوفی بحالی۔

عزیز۔ ع۔ کم یاب۔ ارجمند۔ آرزومند۔ قادر۔ غالب۔ اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام۔ اردو میں پیارا۔ محبوب۔ لاڈلا۔ مرغوب۔ عمدہ۔ بیش بہا صاحبِ رتبہ۔ رشتہ دار۔ قرابت دار۔ یار۔ دوست۔ امیر ؎

سودائے زلف میں میں عزیزِ جہاں ہوا
ایسا مزہ ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

عَسَل۔ ع۔ مذکر۔ شہد۔ آتش ؎

مال موذی سے متنفر آدمی کو چاہئے
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عَسَل زنبور کا

عُشر عَشِیر۔ ع۔ بضمِ اول۔ عُشر۔ دہم۔ دسواں عُشرِ عَشیر۔ دسویں حصہ کا دسواں حصہ۔ ۱/۱۰۰ سواں حِصہ یعنی ذرا سا۔ مقدارِ قلیل۔ بفتحِ اول غلط ہے۔

عِصمت۔ ع۔ مؤنث۔ گناہ سے باز رکھنا۔ پارسائی۔ پاکدامنی۔ بالفتح غلط ہے۔ امیر ؎

کہتے ہیں حُسن میں دیکھے کوئی عصمت میری
کہ نہیں ملتی ہے پریوں سے بھی نکہت میری

عُضو۔ ع۔ مذکر (بالضم) جزوِ بدن۔ بالکسر بھی آیا ہے۔ بالفتح غلط ہے۔ نیز (بفتحِ ضاد) عَضَو غلط ہے۔ امیر ؎

عکس ہر عضو کا ہر عضو میں کیوں کر نہ پڑے
کہیں آئینے سے بڑھ کر ہے صفائے تنِ دوست

عاشق ؎
جلا دیا یہ شبِ غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

عُطارِد۔ ع۔ بضمِ عین و کسرِ را۔ ایک سیارے کا نام۔ بفتحِ را (عطارَد)۔ غلط ہے۔

عِظام۔ ع۔ بالکسر۔ بزرگاں۔ (عظیم کی جمع اعظیم و عُظام (بضمِ عین) بمعنی بزرگ۔ بصورتِ جمع عُظام و عُظّام بجائے عِظام کہنا غلط ہے۔ عظیم کی جمع عظما بھی آئی ہے۔

عَفَا عَنہُ یا عُفِیَ عَنہُ۔ عَفَا بروزنِ جفا اور عَفِی بروزن پَری، دونوں غلط ہیں۔ صحیح عُفِیَ عَنہُ ہے کیوں کہ عُفِیَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے عَفُو (گناہ بخشنا۔ خطا معاف کرنا) سے جیسے دعا اور دعوت سے دُعِیَ لہٰذا عُفِیَ عَنہُ کے اصلی معنے ہیں (اس کا گناہ بخشا گیا) اور دعائیہ مضارع کے معنی میں (اس کا گناہ بخشا جائے) عربی میں کہتے ہیں عَفَا عَن فُلانٍ۔ اس نے اس سے درگزر کی اور عَفَالَہُ ذَنبَہُ۔ اس نے اس کا گناہ معاف کر دیا۔

عَفو۔ ع۔ مذکر۔ بالفتح۔ گناہ سے درگزر کرنا۔ کسی کے قصور سے اعراض کرنا سزا نہ دینا۔ خطا بخشنا۔ بفتحِ اول و ضمِ فا صحیح نہیں اور عَفُوّ بفتحِ اول و ضمِ فا و تشدیدِ واو۔ گناہ سے بہت درگزر کرنے والا۔ انیس ؎

رحمت کے تم محیط ہو میں پُر گناہ ہوں
کس منہ سے نامِ عفو کا لوں رو سیاہ ہوں

عُقولِ عشرہ۔ ع۔ مذکر۔ دسوں فرشتے۔ حکماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ

نے پہلے صرف ایک فرشتہ کو پیدا کیا۔ اس کے بعد دوسرے کو اسی طرح نو آسمان اور دس فرشتے پیدا کئے۔ دسویں فرشتے نے خدا کے حکم سے تمام جہان کو پیدا کیا۔ بعض شعرا نے عقول عشر (بلاہا) کے بھی لکھا ہے۔ امیر

عالم تمام بحث عقولِ عشر میں ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد

عَقِیل۔ ع۔ ابو طالب کے فرزند کا نام جو نہایت دانا تھے۔ عربی میں عقیل بمعنی عاقل نہیں آیا ہے۔

عَلاقہ۔ ع۔ (بالفتح) تعلق۔ لگاؤ۔ آویزش۔ خصوصیت۔ دوستی۔ رابطہ واسطہ۔ اردو میں سروکار نوکری۔ ملازمت۔ عہدہ۔ کام۔ ضلع۔ پرگنہ صوبہ۔ احاطہ۔ حلقہ۔ تعلقہ۔ ملکیت۔ قبضہ۔ زمینداری۔ جاگیر۔ جائداد۔ ریاست۔ قلمرو۔ عملداری۔ تحت۔ حکومت۔ حدود۔ سرحد۔

عَلالت۔ عربی میں علّت بمعنی بیماری ہے نیز بمعنی وجہ سبب۔ اردو والوں نے علّت سے علالت بنا لیا ہے۔ بیماری۔ دُکھ۔ روگ۔

عِلاوہ۔ ع۔ بالکسر۔ بالائے سر و گردن۔ ہر وہ چیز جو کسی چیز پر زیادہ کریں۔ اردو میں سوا۔ بجز۔ اور بھی زیادہ اوپر فالتو۔

علیٰ حِدَہ۔ حِدَۃ۔ یگانہ ہونا۔ یکتا ہونا۔ حِدَۃ در اصل وُحد ہے جس طرح صِفَۃ۔ صِلَۃ۔ زِنَۃ۔ وِثِقَۃ وغیرہ در اصل وصف۔ وصل۔ وزن اور وُثوق ہیں۔ اسی حِدَہ سے علےٰ حدہ ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے "علے حدہ در اصل علےٰ حُدِہٖ۔ اپنی احدیت" لکھا ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ حُدِہٖ سے حِدَہ کیونکر ہو گیا۔ چونکہ علےٰ حِدہ کا رسم الخط (علٰحدہ) ہے اس لئے اکثر لوگ اس کو مفرد خیال

کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے مرکب الفاظ ہیں کہ ان کو جدا جدا لکھنے سے اصلیت آشکار ہو جاتی ہے اور معنی میں کوئی فرق نہیں آتا مگر ملا کر لکھنے کا کچھ ایسا طریقہ مروج ہو گیا ہے کہ باغباں۔ بیباک۔ بینوا۔ دلچسپ۔ دلکش۔ دلخواہ۔ جانگداز۔ جانگسل۔ عنقریب۔ منجانب۔ انشاء اللہ۔ تنگدستی۔ چابکدستی۔ حاجتمند۔ دانشمند۔ خوشنما۔ خوشبو۔ بتکدہ۔ ہیچمداں۔ سیپارہ وغیرہ وغیرہ صدہا مرکب الفاظ ہیں جن کو کم سواد لوگ مفرد سمجھتے ہیں۔ گار۔ ور۔ مند کے ساتھ بہت سے الفاظ مرکب ہیں۔ اگر کوئی پرورگار۔ بہرہ ور۔ خردمند کے پہلو بہ پہلو کام گار۔ نام ور۔ ارج مند۔ عقل مند جدا جدا لکھے تو یا للعجاب کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو جائیں۔ اردو کے رسم الخط میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہماری مجلس تقدم المعارف کے عزائم میں سے اس کی جانب بھی عزم بالجزم ہے۔

عَلِیل۔ بیمار کے معنی میں کلام عرب میں البتہ آیا ہے۔ لیکن علالت بمعنی بیماری عربی میں نہیں ہے۔ عربی میں عِلت کے معنی ہیں بیماری۔ وجہ سبب۔

عِمَامہ۔ ع۔ (بالکسر) خود۔ مغفر۔ دستار۔ وہ جو سر پہ لپیٹیں۔ بالفتح (عَمامہ) غلط ہے۔

عَمْد۔ ع۔ بالفتح اول وسکون ثانی، ارادہ کرنا۔ قصد کرنا۔ (ضد خطا) ستون نصب کرنا۔ دبلا کرنا۔ ان معنوں میں بفتحتین (عَمَد) کہنا صحیح نہیں۔ (عَمَد) بفتحتین (جمع عمود) ستون ہا۔ بہت سے کھم۔

عُمْدہ۔ ع۔ (بالضم) وہ جس پر اعتماد کریں۔ مَا یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ۔ اردو میں اچھا بھلا۔ شریف۔ امیر۔ سردار۔ ذی رتبہ۔ نفیس۔ تحفہ۔ اول درجے کا۔ چوٹی کا۔

خالص۔ کھرا۔ خوش ذائقہ۔ لذیذ۔ قیمتی۔ بیش بہا۔ نیک۔ خلیق۔ خوبصورت
خوش وضع۔
عُمرو ۔ جہلہ عُمرُو اور اَمَر کہتے ہیں (ملاحظہ ہو ضمیمہ)۔
عُمرِ طَبیعی ۔ پوری عمر۔ ٹھیک عمر۔ ذوق ؎

اے شمع تیری عمرِ طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

غالب ؎
عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو
نہ ہوئی غالب اگر عمرِ طبیعی نہ سہی

عمرِ طبعی (بلا یائے اول) کہنا غلط ہے۔ ایک شرح دیوان غالب میں ارشاد
کیا گیا ہے کہ از روئے قاعدہ فعیلہ کے وزن پر جو لفظ ہو اس کا اسم منسوب
فَعَلی ہوتا ہے۔ جیسے حَنیفہ سے حَنَفی۔ اسی طرح طبیعۃ سے طَبَعی ہے۔ مگر فارسی گو
توالی حرکات کو ثقیل سمجھ کر (ب) کو ساکن کر دیتے ہیں۔ غرض طبیعی کو بعض
شعرا صحیح نہیں سمجھتے اس وجہ سے کہ نہ تو یہ مضاعف ہے جیسے حقیقی نہ اجوف
ہے جیسے طویلی پھر کیوں (ی) کو نہ گرائیں"۔
انتباہ ۔ یہ سچ ہے کہ از روئے قاعدہ فعیلہ کے وزن پر جو لفظ
ہو اس کا اسم منسوب (فَعَلی) ہوتا ہے جیسے مدینہ سے مَدَنی حنیفہ سے حَنَفی
فریضہ سے فَرَضی۔ لیکن طبیعۃ سے طبیعی اور سلیقہ سے سلیقی اور سلیمہ سے سلیمی
وغیرہ مستثنیٰ ہیں جن میں سے (ی) کا گرانا کسی طرح صحیح نہیں۔ کیوں کہ
تمام قواعد و قوانین عربیہ و مباحث علمیہ میں (طبیعی) ہی آیا ہے۔
عُمان ۔ ۓ۔ عرب کا جنوب مشرقی حصہ۔ یہاں کا حاکم امام کہلاتا اور شہر
مسقط میں رہتا ہے۔ اس حکومت کا سیاسی نام امامت مسقط ہے۔

حضرت شیخ سعدیؒ اور دوسرے شعرائے میم مشدد سے کہا ہے۔ لیکن صحیح بہ تخفیف میم عُمان بروزن حُسام بُخار ہے۔

عمّو۔ دراصل عمّ عربی۔ چچا۔ واو بڑھا کر (عمّو) کر لیا۔

عنایات۔ ع۔ (جمع عنایت) مہربانی۔ لطف۔ اردو میں بجائے واحد مونث بھی مستعمل ہے۔ رِند ؎

کیا تعجب ہے کہ جو دو جام ملے سب سے سوا
کب مرے حال پر ساقی کی عنایات نہ تھی

عندالپڑتال۔ اہل اردو نے بعض عجیب و غریب الفاظ بطور عربی گڑھ لئے ہیں۔ عند اور (ال) کو ملاحظہ فرمائیے جو عربی طور پر مرکب ہوتے ہیں (پڑتال) کے ساتھ مرکب کر دیا۔ قریب المرگ کی ترکیب پر غور نہیں کیا گیا جس کے پڑھنے سے دم گھٹتا ہے۔ عندالپڑتال کی ترکیب تو جانچ پڑتال کے قابل تھی۔ اور فوق البھڑک جدا اپنی جدت کی فوقیت پر نازاں اور تحریروں میں اپنی بھڑک دکھاتا ہے سنسنی خیز کی ترکیب سے تو سنسنی پڑ جاتی ہے۔ (بالتراست) غلطی کی کجی سے ٹیڑھی کھیر ہو گیا ہے۔ اردو میں ان کی جگہ صحیح الفاظ بکثرت مل سکتے ہیں۔ پھر ایسے غلط الفاظ کا تحریر کرنا اردو کی فصاحت پر دھبا لگاتا ہے۔

عَندَلیب۔ ع۔ مختلف فیہ۔ ہزار۔ ہزار داستان۔ بلبل۔ گُلدم (عنادِل جمع)۔ رِند ؎

کئی دن سے ہے گھات میں صیاد   عندلیب آج کل میں پھنستی ہے

اسیر ؎
طبع اپنی بلبل باغ معانی ہے اسیر
ہر چمن میں عندلیب خوش بیاں رہتا نہیں

عُنْصُر / **عُنْصَر** } ع۔ (بضم عین وصاد و فتح صاد) اصل۔ حسب۔ سختی۔ بلا۔ حاجت
ارادہ۔ آہنگ۔ ہیولیٰ۔ مادّہ۔ جسمِ بسیط۔ اطبا کے نزدیک
خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ (قدیم طبیعیات) وہ مادّہ جس کی تحلیل نہ ہو سکے
(علمِ کیمیا) عُنْصُر بلبل کے وزن پر افصح ہے۔

عَنْقَا۔ ع۔ (بالفتح) ایک طائر معروف الاسم ومجہول الجسم۔ بالضم غلط ہے
کیوں کہ عَنْقَا (دراز گردن۔ لمبی گردن والا) دراصل عُنُق (گردن) سے
صفت مُشَبَّہ کا صیغہ مونث ہے بروزن فَعْلا جیسے سَوْدا (کالی۔ سیاہ)
بَیضاء (گوری۔ سفید)۔ حَمراء (لال۔ سرخ)

عورت۔ ع۔ مونث۔ اندامِ شرم۔ وہ چیز جس کے دیکھنے اور دکھانے سے
شرم آئے (عورات جمع) اردو میں مجازاً زن۔ استری۔ ناری۔ لگائی۔

عِیال۔ ع۔ بالکسر۔ زن و فرزند۔ بال بچے۔ بالفتح (عَیال) غلط ہے۔

عِیاں۔ ع۔ بالکسر۔ دیدن بہ چشم۔ دیکھنا۔ فارسی اردو میں مجازاً ظاہر
علانیہ۔ نمودار۔

عید الضحیٰ۔ غلط ہے۔ صحیح عیدِ اضحیٰ۔ اضحیٰ اضحاۃ کی جمع اور اضحاۃ
وہ بکری وغیرہ جو ذبح کی جائے۔ اس لحاظ سے عیدِ اضحیٰ کہنا چاہیے
فارسی میں عیدِ قربان اور عربی میں یوم الاضحیٰ۔ یوم النحر اور عید النحر
بھی کہتے ہیں۔ اردو میں بقرعید۔ قاآنی ؎

خجستہ تہنیتی گوئی عید اضحیٰ را
کہ تا بگوش نیایش نوشی از احباب

عیوض۔ غلط ہے۔ صحیح (بلا یائے تحتانی) عِوَض۔ ع۔ مذکر۔ کسی چیز کا
بدل۔ بدلہ۔ معاوضہ۔ مومن ؎

درد ہے جاں کے عوض ہر رگ و پے میں ساری
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا

اسیر ؎
نیکی سے ہم نہ گزرے، کیسا عوض بدی کا
ہندو کے مردے پر بھی کلمہ پڑھا نجی کا

غ

غَبن۔ ع۔ مذکر۔ (بالفتح) خرید و فروخت وغیرہ میں نقصان دینا۔ زیاں پہنچانا۔ تغلب۔ خورد برد۔ ان معنوں میں بفتحتین (غَبَن) غلط۔

غُربَت۔ ع۔ مؤنث۔ وطن سے دُور ہونا۔ سفر۔ مسافرت۔ اردو میں مسکینی غریبی۔ فروتنی۔ انکسار۔ مفلسی۔ تنگدستی۔ امیر ؎

کیا وفادار ہے تا گور مرا ساتھ دیا
میرے گھر تک مجھے پہنچا گئی غُربت میری

غَرَض۔ ع۔ مؤنث۔ نشانۂ تیر۔ ارادہ۔ قصد۔ آرزومندی۔ خواہش بفتح غین و سکونِ را (غَرْض) غلط۔ نسیم ؎

گل کی وہ غرض جتائی اُس کو
رخصت کی طلب سنائی اُس کو

غَرِیب۔ ع۔ بیگانہ۔ مسافر۔ نادر۔ انوکھا۔ اردو میں مسکین۔ عاجز۔ بے کس۔ شریر کا نقیض۔ مفلس۔ نادار۔ ضدِّ امیر۔ بے مقدور۔ امیر ؎

پہلے تو مجھے کہا نکالو ۔ پھر بولے غریب ہے بلا لو

غزال۔ ع۔ مذکر (بالفتح) آہو برہ۔ ہرن کا بچہ۔ ہرنوٹا۔ آتش ؎

رتبے کو تیرے سن کے سبک ہوئے ہر غزال
دیوانہ ہو کے دشتِ ختن سے نکل گیا

غلبہ۔ ع۔ مذکر (بفتحتین) چیرہ دستی۔ زبردستی۔ اردو میں حملہ۔ زور۔ زیادتی۔ فراوانی فوقیت۔ ترجیح۔ اور بفتح غین و سکونِ لام کہتے ہیں۔

غلط۔ ع (بفتحتین) ضدِ صحیح۔ بات یا حساب وغیرہ کی چوک۔ بعض نے کہا ہے کہ (ط) سے غلط بات کی چوک اور (ت) سے غلت حساب کی چوک۔ چنانچہ صاحب صحاح کہتا ہے اَلْغَلَتُ فِی الْحِسَابِ وَالْغَلَط فِی الْقَوْل۔ صراح و منتخب وغیرہ بھی اس کے موئد ہیں۔ مستند لغات میں سے کسی لغت میں دیکھ کر کسی شاعر نے (گنتی مرے گناہوں کی اکثر غلت ہوئی) گنت صفت کے ساتھ باندھا تھا تو اس پر اعتراض ہوا تھا کہ غلط (ط) سے صحیح اور (ت) سے غلط ہے۔" اردو میں طائے حطی ہی سے لکھنے کا رواج ہو گیا ہے۔

غلطی۔ عربی میں (غلط) مصدر ہے فارسی والے بھی (غلط) ہی کہتے ہیں۔ اردو والوں نے (یائے مصدری) زیادہ کر دی ہے۔ بعض بحرکتِ لام (غلَطی) اور بعض بسکونِ لام (غلْطی) کہتے ہیں۔ لام کو متحرک پڑھنے والے غلط کے لام کی حرکت کو اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کرتے ہیں اور بسکونِ لام کہنے والے کہتے ہیں کہ (غلطی) اردو ہو گیا ہے تو بسکونِ لام کہنا فصیح ہے۔ اسی طرح کفنی بھی بسکونِ فا فصیح ہے۔ غالب کہتے ہیں۔ ؎

دل دیا جان کے کیوں اس کو وفادار اسد
غلطی کی جو کافر کو مسلماں سمجھا

اور غلطی کی جمع غلطی ہا بھی لکھ گئے ہیں ؎

غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

غلطی کو فارسی ترکیب میں لانا اور بطور فارسی جمع بنانا اور فارسی اضافت دینا غلطی ہے۔ لفظِ غلط میں فارسی تو کیا قدیم اردو میں بھی (یائے مصدری) نہیں لگائی گئی تھی۔ چنانچہ میر کہتے ہیں ؎

غلط اپنا کہ اس جفا جو کو
سادگی ہے ہم آشنا سمجھے

غمی: اردو والوں نے (غم۔ عربی سے) بنا لیا ہے عربی میں (غم) بہ تشدید میم اور غموم جمع ہے۔ اردو فارسی والے بالتخفیف استعمال کرتے ہیں متقدمین نے غمی لکھا ہے اب اس کی جگہ (غم) کہنا چاہئے۔

غور۔ ع۔ مختلف فیہ۔ عمق۔ گہراؤ۔ قعر۔ تہ۔ زمینِ پست۔ فارسی اردو میں فکر۔ تامل۔ سوچ۔ بچار۔ تحقیق۔ داغ ؎

کیا ناگہاں جفائیں تری یاد آگئیں
بھولے سے اپنے حال میں میں نے غور کی

رند ؎

ڈال دی پیپ کلیجوں میں غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگاروں کی

نسیم ؎

سوچا وہ کہ لیجے کس کسی طور
دشمن کا تھا سامنا کیا غور

غَیبَت۔ ع۔ مؤنث۔ ناپدید ہونا۔ غیر موجودگی۔
غِیبت۔ ع۔ مؤنث۔ کسی کو پیٹھ پیچھے برا بھلا کہنا۔

غَیر - ع - جزءِ دیگر - دوسرا - مغائر - اجنبی - اردو میں رقیب عدو ایک معشوق کے مختلف عاشق غیر کہلاتے ہیں - فارسی میں لفظ غیر کسی لفظ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے تو غیر پر کسرۂ اضافی دیا جاتا ہے - جیسے غیرِ انصاف غیرِ مشروط - غیرِ تحقیق - غیرِ مرتب - غیرِ مستعمل - غیرِ اختیاری ؎

غیرِ غم نیست کہ غم خوارِ دلِ غم خوار ست
بالیقین آہ ہوادارِ دلِ غم خوارست

اسی طرح (بدون) ؎

کسی بہ پرسش احوالِ ما نمی آید
بدونِ گریہ کہ آید بحالِ خویش مرا

اردو میں بلا اضافت مستعمل ہے - جیسے غیر حاضر - غیر آباد - بدون اجازت وغیرہ -

غَیُور - ع - (بالفتح) بہت غیرت والا - بضمِ غین (غُیور) کہنا غلط ہے کیونکہ اسمِ مبالغہ ہے جیسے شکور - جہول -

---

ف

فاتحہ - ع - مختلف فیہ - کسی چیز کا شروع - سورہ حمد - اردو میں کسی مردے کی روح کے واسطے قرآن شریف کی آیات، سورۂ فاتحہ اور درود وغیرہ پڑھنا تاکہ اس کو ثواب ملے - نیاز - نذر - داغ ؎

عدو پڑھتے ہیں سینے حضرتِ داغ ❊ پڑھو اب فاتحہ تم اپنے دم کی

رِندؔ ؎ چادرِ گل کی میں اُمید رکھوں تجھ سے کیا
فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میرے بعد

ولہ ؎ شگفتہ روح ہو اس کی جسے ثواب ملے
دلاؤں فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

امیرؔ ؎ ہو اُس سے بوسۂ لبِ شیریں کی کیا امید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو گلاب کا

استعمالاً مؤنث کو ترجیح ہے۔ لیکن اصولاً مذکر ہے کیونکہ ضابطہ۔ قاعدہ۔ سابقہ۔ خاتمہ۔ ذائقہ وغیرہ سب آخر میں (ہ) ہونے کی وجہ مذکر ہی مستعمل ہیں۔

فاش۔ ف۔ آشکارا۔ ظاہر۔ فاحش۔ بدی میں حد سے گزرنے والا و اسی کا مؤنث فاحشہ ہے۔ فاش کی جگہ فاحش نہیں کہنا چاہئے۔ جیسے فاحش غلطی۔ امیرؔ ؎

منحصر ہے مجرموں پر شانِ رحمت کا ظہور
ہے خطائے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر میں

فَتق۔ ع۔ ایک بیماری کا نام۔ بہ کسرِ اول و فتحِ ثانی (فِتَق) کہنا سخت غلطی ہے۔ کشادگی کے معنی بھی ہیں۔

فِرار۔ ع۔ مذکر۔ بھاگنا۔ ڈرنا۔ بالفتح غلط ہے۔

فَربِہ۔ ف۔ (بہ کسرِ با) (ضدِ لاغر) موٹا۔ سعدیؔ ؎

گفت روزی بہ ابلہِ فربہ	؛	آن شنیدی کہ لاغری دانا
ہمچنان از طویلۂ خرِ بہ	؛	اسب لاغر اگر ضعیف بود

بفتحِ (با) فربَہ نہیں کہنا چاہئے۔

فَرد۔ ع۔ مؤنث۔ تنہا۔ طاق۔ اَفراد و فُرادیٰ جمع۔ اردو میں فہرستِ حساب
چٹھا۔ چادر۔ شال۔ امیر ؎

کشتہ جو تھا میں ایک بتِ سُرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر میں مجھے فردِ حساب سرخ

فِرِشتَہ۔ ف (بکسر تین) در اصل فرستہ (بسین مہملہ) بمعنی فرستادہ
رسول۔ فرستہ سے فرشتہ مشہور ہوگیا۔ جیسے کُستی سے کشتی۔
فَرع۔ ع۔ مؤنث۔ شاخ۔ امیر ؎

ہمرنگِ اصل فَرع نہ ہوگی کسی طرح
گُل ہو ہزار سُرخ نہ ہوگا گلاب سُرخ

فرمان۔ ف۔ حکمِ بادشاہ۔ اس کی جمع بطور عربی فرامین بنالی ہے
فرمایشات۔ عربی الفاظ پر (الف تے) بڑھا کر جمع بنالی جاتی ہے جیسے
خیالات۔ سوالات۔ جوابات لیکن فارسی الفاظ فرمائش۔ خواہش۔ نوازش
وغیرہ پر الف تے بڑھا کر جمع بنالینا درست نہیں۔ جیسے فرمایشات خواہشات
نوازشات وغیرہ۔
فِروختہ۔ ف۔ (بالکسر) بیچا ہوا۔ اسی طرح فروخت۔ فروش وغیرہ۔
فرود۔ ف۔ (بروزن ورود) بمعنی زیر ضدِ بالا سیاوش کے بیٹے کا نام۔
فریب۔ ف (بہ کسرِ فا) مکر و حیلہ خدعت۔ اسی طرح فریفتہ۔ فریفتگی
فریش۔ فریفتار۔ نیز فروختار (فروشندہ) و فروختہ (بکسرِ فا) صحیح ہیں۔
فَساد۔ ع۔ مذکر (ضدِ صلاح) تباہی۔ خرابی۔ بگاڑ۔ جاہل بکسرِ فا (فِساد)
کہتے ہیں۔ برق ؎

غم کھاتے کھاتے جوشِ جنون مجھ کو ہوگیا ؛ ثابت ہوا فسادِ یہ سارے غذا کے ہیں

فَسان۔ ف۔ بفتح اول۔ مؤنث۔ وہ پتھر جس پر چھری وغیرہ تیز کرتے ہیں (سان) اس کا مخفف ہے۔ فسان کو افسان بھی کہتے ہیں۔ انوری ؎

بادام دو مغز ست کہ از خنجر الماس
نا دادہ ابش بوسہ سراپای فسان را

عثمان مختاری ؎

بسا کز بیم دشمن را ہمی نالید جان در تن
در آن ساعت کہ آہنگر ہمی نالید بر سانش

فَسَن بحذف الف بھی آیا ہے۔ سلمان ساوجی ؎

دمبدم غمزۂ تو بر دل ما تیز ترست
راست مانندۂ تیغی کہ زنی بر فسنی

فَضَا۔ ع۔ مؤنث۔ (بالفتح) فراخی۔ ساحت۔ ساحتِ خانہ۔ زمینِ فراخ۔ کھلا ہوا میدان۔ اردو میں بہار۔ جوبن۔ رونق۔ کیفیت۔ دلچسپی بالکسر (فِضا) غلط۔ مصحفی ؎

باغ سرسبز ہے اور آب و ہوا اچھی ہے
کیجئے سیر کوئی دم کہ فضا اچھی ہے

امیر ؎

ابر، دریا، سبزہ، ساقی، یار، مطرب، دختِ رز
ہو یہ سب سامان تو پھر دیکھیں فضا برسات کی

مصحفی ؎ آبادی فنا سے عدم ہم سے خاک ہو
کچھ سات لے گئے نہ جہانِ خراب سے

فِکر۔ ع مختلف فیہ (بالکسر) اندیشہ، اندیشہ کرنا۔ بفتحِ فا بھی آیا ہے

اہل لکھنؤ مؤنث اور اہل دہلی مذکر کہتے ہیں۔ ناسخ ؎
گر چھڑانا ہے تجھے پھاہا دلِ رنجور کا
پہلے کر لے فکر اے جراح آتشگیر کی
داغ ؎ گزر جائے گی ہر صورت کروں کیوں داغ اندیشہ
مرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گزارے کا

فُلاں۔ ع۔ (بالضم) کنایہ ہے آدمی سے۔ (فلانۃ) بھی آیا ہے۔ بالفتح (فَلاں) غلط ہے۔

فِلَسطِین۔ (بکسر الفاء و فتح اللام) تَخطِیطُ البُلدان کی تمام اُمّہات الکتب اً مثلاً مُعجَمُ البلدان، اَحسَنُ التقاسیم۔ مُرُوجُ الذّہَب۔ تقویم البُلدان میں یہی تصریح ہے۔ مستشرقین یورپ نے بھی یہی اعراب اختیار کر لیے ہیں ملک شام کا جنوبی خطہ جو فی زماننا انگریزی حمایت میں ہے۔ رقبہ گیارہ ہزار مربع میل۔ مستقر حکومت قدس شریف (بیتُ المقدِس یعنی اُورشلیم) خلیل۔ غزّہ۔ یافا وغیرہ مشہور شہر ہیں۔

فُوطہ (اصل فوتہ) ف۔ مذکر۔ پٹکا۔ کمر بند۔ حمام کی لنگی۔ وہ روپیہ جو رعایا سرکار میں داخل کرے۔ محصول۔ تھیلی۔ تھیلا۔ خصیہ۔ خایہ۔

فوقَ الادب۔ جیسے اَلاَمرُ فوقَ الاَدَب۔ (فوق) کے قاف کو مفتوح کہنا چاہئے۔ اس لئے کہ فوقَ تحتَ۔ وغیرہ مبنی بر فتحہ ہیں۔ فوقَ الادب کی طرح فوقَ العادۃ تحتَ السماء، تحتَ الثریٰ کہنا صحیح ہے۔

فوق البھڑک۔ اس کی ترکیب غلط اور بے معنی ہے۔ دیکھو (عبد الپرتال) فوق البھڑک دراصل فوق البرق ہے۔

فی۔ ع۔ حرفِ جر۔ میں۔ بیچ۔ اردو میں نقص۔ کمی۔ غلطی۔ بتا۔ دھبا

عیب۔ قصور۔ کھوٹ۔ سازش۔ دغا۔ فریب۔ داغ ؎

سمجھنے والے سمجھتے ہیں پیچ کی تقریر
کہ کچھ نہ کچھ تری باتوں میں فی نکلتی ہے

فی الواقعی غلط ہے۔ فی الواقع یا واقع میں کہنا چاہیئے۔ بعض (واقعی میں) کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ اردو میں اکثر واقعی لکھا کرتے ہیں۔ فی الحقیقہ۔ درحقیقت۔ واقع میں۔ اصل میں۔ امیر ؎

فی الحقیقہ ختم ہے اس پر رعایا پروری
واقعی ایسا شریفوں کا کہاں ہے قدرداں

ظفر ؎

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل میں
لب پہ آئی وہیں جس وقت کہ آئی دل میں

داغ ؎

غیر تو کیا تری تصویر بھی تجھ سے یہ کہے
واقعی مجھ سے ترا حسن و جمال اچھا ہے

ملاحظہ ہو۔ (واقعی)

فیثاغورس۔ (سنہ ۵۱۰ ق م۔ سنہ ۵۸۰ ق م)۔ ایک یونانی فیلسوف جو جزیرہ سامُوس کا باشندہ تھا۔ ہیئت و ہندسہ کا جیّد عالم تھا۔ نظام فیثاغورسی اسی کی طرف منسوب ہے۔ کوپرنیکس۔ پہستانی نے اسی نظام کی تجدید کی جو نظامِ شمسی کے نام سے فی زمانِنا مدارس میں متداول ہے۔ اس نظام کے بموجب آفتاب مرکز تسلیم کیا گیا ہے۔ جس کے اطراف سیّارات عُطارِد۔ زُہرہ۔ اَرض (زمین)۔ مرّیخ۔ مُشتری۔ زُحل۔ یورینس۔ اور نیپتون اور ہزاروں اقمار۔ ذوات الاذناب سب کے سب اپنے اپنے مدارات پر گردش کر رہے ہیں۔ بخلاف

نظام بطلیموسی جس میں زمین ساکن مانی گئی ہے اور سات سیارات قمر۔ عطارد۔ زہرہ۔ شمس۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل اس کے گرد حرکت کر رہے ہیں۔

فی زمانہ۔ اس کے معنی ہیں (زمانہ میں) لکھنے والے کی یہ مراد ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں یا ہمارے زمانہ میں اور (فی زمانہ) سے یہ مفہوم ادا نہیں ہوتا اس لئے (فی زمانہ) اس موقع پر غلط ہے اس کی جگہ (فی زمانا) ہمارے زمانے میں۔ کہنا اور لکھنا چاہیے۔ بعض اس کے بعد ہذا بھی بڑھا دیتے ہیں۔ یعنی (فی زمانا ہذا) ہمارے اس زمانے میں۔

ق

قابل۔ ع۔ قبول کرنے والا۔ سال آئندہ۔ سزاوار۔ پسندیدہ۔ ضامن۔ اردو میں خواندہ۔ پڑھا لکھا۔ تعلیم یافتہ۔ صابر ؎

ہوئے تم جو فقرے کہانے کے قابل
تو جاہل بنے سب زمانے کے قابل

تعجب ہے کہ حضرت امیر نے ترکیب فارسی و ہندی کے ساتھ استعمال کیا ہے ؎

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیوں قابلِ سیون تو نہیں ہم

قابلیت۔ (بہ تشدید یائے مفتوح) لیاقت۔ استعداد۔ شائستگی

حالیؔ ؎ گو نہ مطلق آدمیّت اُس میں تھی
پر جھلکتی قابلیّت اُس میں تھی

قارُورہ۔ ع۔ (قواریر) جمع۔ شیشہ۔ مجازاً پیشاب کا شیشہ۔ مصحفیؔ ؎
سُرخیِ رنگِ شفق سے صاف ہوتا ہے عیاں
آسماں گویا ہے قارورہ کسی محرور کا

قالَب۔ ع۔ (بفتح لام) کالبد۔ سانچا۔ بدن۔ جسم۔ بکسر لام بھی آیا ہے
دبیرؔ ؎ خالی ہے رکابوں کی طرح چلنے میں قالب
نقرہ ہے نہ سبزہ ہے نہ ابلق ہے نہ اشہب
بعض فارسی اور اردو کے شعراء نے قالب کا قافیہ غالب طالب کے ساتھ کیا ہے۔ سعدیؒ ؎
گر کجی زمین چہار شُد غالب
جان شیرین برآید از قالب

قَبُول۔ ع۔ (بفتح قاف) پذیرفتن۔ تسلیم۔ منظور۔ پسند (قُبول) بالضم غلط ہے۔ بالفتح چند ہی مصادر آئے ہیں جیسے رَغُوب (انتظار) طَہُور (طہارت) وَلُوع (حرص کردن) وَضُوء (وضو کردن)۔ رَجُوع (قذف کردن) وَزُوع (برانگیختن) وَقُود (آتش افروختن)۔ صاحب صحاح کہتا ہے (قَبُول) بفتح القاف مصدر شاذ یقال انہ لا نظیر لہ وقیلَ الوَلُوع والقَبُول مصدران شاذان وماسواھما من المصادر مضموم۔ وقیل ماسوی القبول من المصادر مضموم
قُبُولیّت اردو والوں نے (قبول) سے بنالیا ہے۔

قَدر۔ ع۔ مؤنث۔ (بالفتح) کسی چیز کا اندازہ۔ اندازہ کرنا قسمت

روزی۔ توانگری۔ بے نیازی۔ طاقت۔ بزرگی۔ عزت۔ مرتبہ۔ بحر؎

شراب ناب سے شیشے کی بالا قدر ہوتی ہے
پری کے کان میں گویا صراحی دار ہوتی ہے

قَدَر۔ ع۔ (بفتحتین) قضا۔ حکم۔ طاقت۔ بسکون دال بھی آیا ہے۔

قَدَّسَ سِرَّہٗ۔ اس صورت میں (بفتح را) غلط ہے (قَدَّسَ اللہُ سِرَّہٗ) اب بفتح را صحیح اور (قُدِّسَ سِرُّہٗ) بضم را بھی صحیح۔ قَدَّس (ماضی معروف) اور قُدِّسَ (ماضی مجہول) ہے۔ جملۂ دعائیہ میں ماضی کے معنی مضارع کے ہو جاتے ہیں مختصر یہ کہ فعل معروف (قَدَّسَ اللہُ سِرَّہٗ = خدا اس کا راز پاک کرے) میں فاعل (اللہ) کا اظہار ضروری ہے اور فعل مجہول (قُدِّسَ سِرُّہٗ اس کا راز پاک کیا جائے) میں لفظ (سِرُّہٗ) مفعول ما لم یسم فاعلہٗ ہے لہذا بضم را کہنا چاہیے نہ بفتح۔

قدمبوسی۔ اس میں (ی) زائد ہے۔ قدم بوس۔ حاصل مصدر ہے تو پھر اس پر یائے مصدری بڑھانے کی کیا ضرورت ہے اور پابوسی بھی اسی قبیل سے ہے۔ قدم بوس اور پابوس کہنا اور لکھنا چاہیے۔ غالب؎

کرتے ہو مجھ کو منع قدمبوس کس لئے
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں

قُدُوم۔ ع۔ مذکر (بضمتین) سفر سے واپس آنا۔ کسی جگہ سے آنا۔ جو لوگ قَدَم کی جمع (قُدُوم) سمجھتے اور لکھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ قَدَم کی جمع اقدام ہے۔ اختر؎

بجا ہے دل جو مرا فخر و ناز کرتا ہے
قدومِ یار مجھے سرفراز کرتا ہے

یعنی دوست کا آنا مجھے سرفراز کرتا ہے۔ نادر نے سخت غلطی کی کہ قُدُوم کو (قَدَم) کی جمع سمجھکر شعر میں استعمال کر دیا ؎

ہوں جس پہ نقشِ قدومِ رسول پاک عیاں
میں رکھ لوں جُھوم کے نادر وہ سنگ سینے پر

قَدِیمی۔ قدیم پر (ی) بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ قدیم کی ضد جدید ہے پھر قدیمی کی طرح جدیدی بھی کہیئے۔

قَرَاقِر۔ ع۔ (قرقرہ کی جمع) پیٹ کی گڑگڑاہٹ۔ کیوں کہ منتہے الجموع میں ماقبلِ آخر مکسور ہوتا ہے۔ جیسے تراجِم۔ مَعَابِد۔ مَقَابِر۔

قُرآن۔ ع۔ آسمانی کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی کلام اللہ۔ داغ ؎

جھوٹی ہمیشہ کھاتے ہو قرآں کی قسم
تم جانتے نہیں یہ خدا کا کلام ہے

ذوق ؎ جھوٹ ہی جانوں کلام اس رہزنِ ایمان کا
پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

اسیر ؎ واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جایئے
قُرآن میں طہور صفت ہے شراب کی

بجائے الفِ ممدودہ الفِ مقصورہ سے (قران) کہنا غلط ہے۔

قِرَائت۔ ع۔ مؤنث۔ (بروزنِ فراست) پڑھنا۔ ایک علم کا نام جس میں مخارج و تلفظِ حروفِ عربیہ سے بحث کی جاتی ہے۔ قِرأت (بروزن حرکت) عربی میں نہیں آیا ہے۔

قُرطُبہ۔ بہ ضمِ قاف و طاء۔ اُندلس کا ایک معظم شہر جو اسی سے منسوب

صوبہ کا مستقرِ حکومت ہے۔ یہ دریائے الوادی الکبیر کے دہنے کنارے
واقع ہے۔ اِبنِ رُشد۔ اِبنِ حزم وغیرہ کا مولد ہے۔ مسلمانوں نے اس
کو مُغیث الرُومی کی سرکردگی میں ۷۱۱ء میں فتح کیا۔ اُموی وُلاۃ
میں سے چھٹے والی (گورنر) سَمح مالک خولانی نے ۷۱۹ء میں اندلس
کی حکومت اِشبیلیہ سے قرطبہ میں منتقل کی۔ دولت بنی اُمیّہ کے
عہد میں قرطبہ اپنے اوج و عُروج۔ شان و شوکت۔ علوم معارف کے
لئے مشہور آفاق تھا۔ اُموی حکومت کے انقراض پر ۱۰۳۱ء میں
قُرطبہ بنی جہور پھر ۱۰۷۰ء میں بنی عباد کے قبض و تصرف میں آیا
حتیٰ کہ قشتالہ کے فردیننڈ ثالث نے ۱۲۳۶ء میں مسلمانوں سے
مُنتزع کر لیا۔

قریب المرگ۔ (ال) عربی الفاظ کی ترکیب کے ساتھ مختص ہے
قریب عربی اور (مرگ) فارسی اس کے ساتھ الف لام کیوں کر آسکتا ہے۔
لہذا قریب المرگ غلط ہے اور قریب مرگ درست!

قزّاق۔ ت۔ راہ زن۔ ڈاکو۔ صحیح قَزَق ہے جو ایک تاتاری
قوم ہے۔ علمائے علم الانسان نے سلائلِ بشری کی جو تقسیم کی ہے
اس کے بموجب ایشیا کی قوم یورال آلتائی کے چھ فروع مُغول۔ تاتار
جاپانی وغیرہ ہیں پھر فرع تاتار کے یہ سات فرقے ہیں (۱) قازاق
(۲) قرغز (۳) ترکمان (۴) اوزبک (۵) یاقوت (۶) ترک
(۷) ہون (ہیاطلہ)۔ قازاق ایک بہادر شاہ سوار اسلامی فرقہ ہے
جن میں سے بعض کو جابری حکومت (زار کی سلطنت) نے بہ جبر و اکراہ
مسیحی بنالیا۔ ان کی زبان تاتاری ہے۔ جو نہایت فصیح اور غریب

سمجھی جاتی ہے۔ قازاق بڑے مہمان نواز۔ راست باز اور صادق القول ہوتے ہیں۔ کارہاے ملی ودینی میں ان کا اخلاص وانہماک مشہور ہے۔ شریعت اسلام کے پابند ہیں البتہ بعض شامانی عادات و رسوم ہنوز باقی ہیں۔ قزاق اور قازاق دونوں طرح آیا ہے۔

قِزِل۔ ت (بہ کسر قاف وزاے معجمہ۔ قزیل بھی درست ہے) سرخ لال۔ جیسے قزل قم (لال ریت) قزل باش (لال سر) قزل صُو (لال ندی) قزل ارسلان وغیرہ۔

قُسْطَنْطِینِیَہ یورپی ترک کا پاے تخت اس کا قدیم نام بزنطیہ تھا۔ شہنشاہ قسطنطین نے بزنطیہ کو اپنی سلطنت شرقیہ کا پایۂ تخت مقرر کرکے اپنے نام سے موسوم کیا۔ یہ شہر عالی شان ابنیہ وعمارات و مساجد کے لئے مشہور ہے۔ قسطنطینیہ میں یاے نسبت ہے۔ بحذف یاے نسبت قسطنطینہ بھی کہتے ہیں۔ ابن ابی حفصہ ؎

اَطَفْتَ بِقُسْطَنْطِیْنَۃِ الرُّومِ مُسْنِداً

اِلَیْہَا الْقَنَا حَتّیٰ اکْتَسیٰ الذُّلَّ سُوْرُہَا

مگر ڈاکٹر اقبال نے قسطنطنیہ کو عجب طرح باندھا ہے کہ بجاے یاے نسبت کے حذف کے قسطنطین کی یاے اصلی گر گئی ؎

خطۂ قسطنطنیہ یعنی قیصر کا دیار

مہدیٔ امت کی سطوت کا نشانِ پایدار

تعجب ہے کہ مولٰنا شبلی وغیرہ قسطنطنیہ لکھتے رہے جس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

قَصَبَہ۔ ع۔ (بفتحتین) شہر۔ دِہ۔ نگری۔ کھیڑا۔ اردو میں (بسکون ثانی)

قصبہ کہتے ہیں۔

قِصَص۔ ع۔ (جمعِ قِصّہ) جیسے حِصَص (جمع حِصّہ) قَصَص بفتحتین مصدر ہے (قصہ کہنا)

قُضَات۔ ع۔ (جمع قاضی) جہلہ۔ بہ تشدیدِ ضادِ مفتوح (قضّات) کہتے ہیں۔ لہٰذا قاضی القُضَاۃ کہنا چاہیئے۔

قَضِیَّہ۔ ع۔ مذکر۔ (بفتح قاف و کسرِ ضاد و یائے مشدد و مفتوح) حکم۔ خبر قضایا جمع۔ اردو میں۔ مباحثہ۔ بحث۔ تکرار۔ جھگڑا۔ فساد۔ نالش۔ مقدمہ رند ؎

عشق کا قصہ کسی سے منفصل ہوتا نہیں
یہ قَضِیَّہ پیشِ قاضی منفصل کیوں کر ہوا

اردو میں اکثر (قَضْیہ) بفتح قاف و سکون ضاد کہتے اور لکھتے ہیں ظفر ؎

جائیں نکل ہم دشت جنوں کو چھوٹیں گھر کے قضیے سے
ناک میں دم اے ہوشِ خرد ہے آٹھ پہر کے قضیے سے

اسی طرح قَلْیَہ۔ بَقِیَّہ۔

قِطَار۔ ع۔ مؤنث (بالکسر) شترانِ قطار شدہ۔ اونٹوں کی لار۔ اردو میں بالفتح (قَطار) صف۔ پرا۔ ٹکڑی۔ سلسلہ۔ ترتیب۔

قُطْب۔ ع۔ (بالضم) سردارِ قوم۔ سپہ سالار جس پر کام کا مدار ہو۔ مدار اصلِ ہر چیز۔ ایک ستارے کا نام۔ زمین کا ہر سرا نیز قطب و غوث وہ ولی اللہ جن پر دنیا کے انتظام اور نگہبانی کا مدار ہو۔ بضمتین (قُطُب) کہنا غلطی ہے جہلہ (قُطَب) کہتے ہیں۔

قُفْل۔ ع۔ معروف۔ تالا۔ بالضم صحیح۔ عوام (بضمتین) (قُفُل) اور جہلہ (قُلُف) کہتے ہیں۔ آسیر ؎

کیوں کر نہ مثل قفل کھلے گا دہان یار
اک دن کرے گی کام یہ بیشک کلید کا

قلعہ۔ ع۔ (بالفتح) دِژ۔ حِصن۔ کوٹ۔ گڑھ۔ جمع قِلاع بالکسر۔ بکسر قاف و فتح لام (قِلعہ) غلط ہے۔ صباؔ
نہ جائے امن مرے دل کو سمجھے لشکرِ غم
شکست کھائیگی جو فوج قلعہ بند ہوئی

قلیہ۔ ع۔ (بفتح قاف وکسر لام وتشدید یائے مفتوح) اس سے (قَلْیَہ بفتح قاف وسکون لام ویائے مفتوح بلا تشدید) بنا لیا۔

قماش۔ ع۔ (بالضم) متاع ورختِ خانہ۔ گھر کا اسباب۔ کمینہ۔ سفلہ۔ چیز ہائے زبون۔ نکمی چیز۔ اردو میں بکسر قاف۔ طرح وضع ڈھنگ۔ طور۔ طریق۔ انداز۔ رنگ۔ قسم۔ جنس۔ نوع۔ گنجفے کے ایک پتے کا نام جسے تاج بھی کہتے ہیں۔

قناعت۔ ع۔ مؤنث (بالفتح) تھوڑی چیز پر راضی رہنا۔ بکسر قاف (قِناعت) غلط ہے۔

قندیل۔ ع۔ (بالکسر) معروف۔ قَنادِیل جمع۔ اردو والے بالفتح کہتے ہیں۔

قورمہ۔ ت۔ اس سے قورمہ بنا لیا۔

ک

کاٹ۔ ہ (مختلف فیہ) کاٹنے کا حاصلِ مصدر۔ بُرِش۔ کٹاؤ۔ زخم۔

تراشش۔ تیزی۔ برائی۔ بدگوئی۔ عداوت + آتش ؎
اس ترک سا ہے کونسا خونریز دوسرا
کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ
اسیر ؎ بے یار چمن میں صفت گل ہوں جگر چاک
شبنم میں مگر کاٹ ہے ہیرے کی کنی کا
سودا ؎ عالم کو مار رکھا ہے تیں باقد دوتا
زاہد یہ کاٹ ہے تری تیغ دوسیم کا
اکبر ؎ توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری مژگاں نے دل کی
توڑ اس میں اکبر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا
امانت ؎ ابرو کی کاٹ کا جو امانت لکھا ہے وصف
خامہ کی ہے زباں دم تحریر بار‌ٔ وار
ناظم ؎ زخمی عشق پہ اتنا بھی ستم خوب نہیں
کاٹ اچھی نہیں ہردم کی یہ دم خوب نہیں
جلال ؎ میری ترقیوں نے بھی پیری ہی کاٹ کی
تلوار بن گیا جو مقدر جھک گیا

کافر۔ ع۔ حق کو چھپانے والا۔ منکرِ خدا۔ مُرتد۔ ملحد۔ بے دین معشوق
شوخ۔ بے رحم۔ سنگدل۔ ظالم۔ شعرا بفتح فا لکھتے ہیں۔ چنانچہ
ذوق اور غالب اور داغ نے معتبر۔ برابر وغیرہ قوافی کے ساتھ باندھا
ہے ؎ اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
غالب ؎ حد چاہیئے سزا میں عقوبت کیواسطے ؛ آخر گنہگار ہوں کافر نہیں ہوں میں

داغ ؎ مارنا دل کا سمجھتا ہوں جہادِ اکبر
وہی غازی ہے بڑا جس نے یہ کافر مارا

کاغذ۔ ف۔ (بہ دالِ مہملہ) کاغد۔ قرطاس۔ مولوی معنوی ؒ ؎
گر نویسم شرحِ آن بیحد شود ؛ مثنوی ہفتاد تا کاغد شود

مسعود ؎ آن زاغ نگر کہ بر ہوای کاغد
یک نیمہ اش از مداد و نیمی کاغد

عبد الواسع ؎
ایا مکانِ لطافت ایا جہانِ خرد ؛ سمر بخصلتِ نیک و بری ز عادتِ بد
دلم چو کاغدِ آماجگاہ مجروحست ؛ ز رنج آن کہ مرا نیست یک طبق کاغد
چو در مدیحِ تو زین پس قصیدہ گویم ؛ مگر سواد کنم بر بیاضِ دیدۂ خود

اس کا معرب (کاغذ) ہے۔

کالبد۔ ف۔ (بفتحِ با) قالب۔ فردوسی ؎
بماں تا جدا گردد از کالبد ؛ بہ پیشِ تو آرمش بسکال بد

نظامی ؒ ؎
مردہ را کہ حال بد باشد ؛ میلِ جان سوی کالبد باشد

کتبہ۔ کتابہ کے معنی میں صحیح نہیں۔ کتابہ۔ وہ عبارت جو بخطِ جلی یا طغرا یا نسخ وغیرہ مقابر و مساجد یا محل۔ کاخ۔ سرا کے دروازے پر لکھواتے یا بہ پتھر پر کندہ کرا کے نصب کرتے ہیں۔ امیر ؎
ملایا خاک میں ان کو جہاں کی بے وفائی نے
کتابہ خطِ کوفی میں لکھو گورِ غریباں کا

تسلیم نے کتبہ لکھا ہے جو درست نہیں ؎

دی جان جس نے اس لبِ لعلیں کے عشق میں ؎ خونِ جگر سے قبر پہ کتبہ لکھا گیا

کِرام - ع - (بالکسر) جمع کریم اور کُرَما بھی ہے۔ کُرام (بالضم) بمعنی کریم۔

کرامات - ع - (جمع کرامت) اردو میں واحد مونث بھی استعمال کیا ہے۔ زند

؎ فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اس کی کرامات نہ تھی

کُرتہ - ف - پیراہن - اس کا معرب (قرطہ) ہے۔ اردو میں بھی کرتہ کہتے ہیں اور کرتی ایک قسم کا بن آستینوں کا اونچا کرتہ جس کو عورتیں انگیا کے اوپر پہنتی ہیں۔ فوجی وردی کی جاکٹ۔ وردی کا کوٹ۔ جیسے لال کرتی کی پلٹن۔

کِردگار - ف (بکسر کاف) نام خدائے تعالی۔ اس کے معنی ترکیبی (خدا ذوالکرم) ہیں۔ بفتح دال (کرد گار) نہیں کہنا چاہیئے۔

کِرِشمہ - (بکسرتین) ف - ناز - انداز - ادا - بعض (بفتحتین) اگر شمہ کو ترجیح اس وجہ سے دیتے ہیں کہ چشمہ کے ساتھ اس کو قافیہ میں لایا جاتا ہے۔ ؎

کند عشق اریکارت ایک کرشمہ ؎ تہ بچشمت خون تراود چشمہ چشمہ

کُرَما
کِرام } - ع - (جمع کریم)

کروڑ - ا - سو لاکھ کی تعداد - بعض کرور لکھتے ہیں - ظفر ؎

بات سن پائیں گر مروڑ کی ایک ؎ کہہ دیں لاکھوں میں ہم کروڑ کی ایک

امانت ؎ اب ہی پتنگ بازی قاتل یہ زور پر ؎ عاشق کے دل کے شیشہ کا مانجھا ہے ڈور پر

اک برگِ گل جو جنبشِ منقار سے گرا ؎ صیاد نے ہزار کے نوچے کرور پر

کُرہ - ع - (بضم کاف عربی و رائے مہملہ) ہر گول چیز - اس کی جمع

(کُرئی و کُرات و کُرین ہے بحالتِ نسبت (کُرَوِتی دکُرِی)۔ بہ تشدید را (کُرَّہ) غلط ہے۔ اسی طرح اُکرَہ کی جمع اُکَر ہے جیسے صِنَاعت اُکر یہ کہ صناعت اُکرجس طرح مولنا حالی نے لکھا ہے۔

کَسب۔ ع۔ (بالفتح) جمع کرنا۔ روزی طلب کرنا۔ حاصل کرنا۔ مجازاً پیشہ۔ ہنر۔

کُستی۔ ف۔ بمعنی کشتی۔ کُستی کوفتن سے ہے کیونکہ کشتی میں دو آدمی ایک دوسرے سے لپٹ جاتے ہیں جو قوی اور غالب ہوتا ہے دوسرے کو زمین پر کوٹتا یعنی دے مارتا ہے۔ پس کوفتن سے کوفتی پھر کفتی۔ پھر کُستی (بہ سین مہملہ) پھر کُشتی (بہ شین معجمہ ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو کُشتی) واضح ہو کہ (کستن) بمعنی (کوفتن) و (بکوس) بمعنی (بکوب) آیا ہے۔

کَسَل۔ ع۔ (بفتحتین) کاہلی۔ اردو میں ناسازیٔ طبع۔ کمزوری ناتوانی

کُستی۔ ف۔ (دراصل کُستی بہ سین مہملہ بروزن چستی) بہ تغیر السنہ سین مہملہ شین معجمہ سے بدل گیا۔ متقدین نے کُستی کا قافیہ سُستی چستی کے ساتھ کیا ہے۔ کمال الدین اصفہانی ؎

گردون کہ دائم آرد ہرسختی برویم ؎ آوردہ از طرف ہا در کار بند سُستی
از روی لاف گفتم آرم بخاک پستش ؎ ہرچند این حکایت خود بود محض سستی
دستم گرفت و افگند ناگہ بزیر پایم ؎ پس گفت خیز وبنما این چابکی و چستی
فریاد من رس اکنون کز دستہای بستہ ؎ باچون فلک حریفی باید گرفت کُستی

مسعود سعد اپنی مثنوی میں کہتے ہیں ؎

پیل روزی کہ چون کند کُستی ؎ بند از پیل را دہد سُستی

اور کُستی زنار کے معنی میں دراصل کشتی شین معجمہ سے ہے برخلاف کُستی۔

حکیم خاقانی ؎
ریسمان سبحہ گسستند و کُستی بافتند ٭ گوہر قندیل شکستند و ساغر ساختند

نیز ملاحظہ ہو کشتی۔

کَعْبَتَیْن۔ ع۔ مذکر۔ کعبۃ کا تثنیہ۔ کعبۃ۔ مربع ہڈی کا۔ پانسا جس سے جُوا کھیلا جاتا ہے۔ کعبۃ (کعبہ) ہر مربع گھر۔ بیت اللہ۔ ذوق ؎

جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

کَفَالت۔ ع۔ (بالفتح) ضامن ہونا۔ ذمہ داری۔

کَفنی۔ وہ کپڑا جو مردے کے گلے میں تکفین کے وقت ڈالتے ہیں۔ وہ کپڑا جس کو درمیان سے پھاڑ کر فقرا گلے میں ڈالے رہتے ہیں۔ وہ کپڑا جو بچے کے پیدا ہوتے ہی اُس کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ اسیر ؎
کہدو نہ اتنا جامے سے باہر ہوں بادشاہ ٭ ظلعت کا لطف ہے کفنی میں فقیر کو

عارف ؎ یہ اس کی قبر ہے کہ جو آخر شدنی ہے
ہوتے ہی تولد جو گلے میں کفنی ہے

رشک ؎ کاسہ ہے گدائی کا یہاں کاسۂ خورشید
ہے چاکِ سحر جیب ہماری کفنی کا

بعضوں نے بسکون فا بھی کہا ہے۔

کَلِمَہ۔ ع۔ مذکر۔ لفظ۔ بات۔ قول۔ دین اسلام کے رسول کا عقیدہ۔

آتش ؎ خوش بیاں لائے ہیں ایمان کلامِ اقدس
کلمہ پڑھتے ہیں جو سنتے ہیں قرآں تیرا

اکثر بسکون لام (کلْمہ) مستعمل ہے۔ اسیر ؎

نیکی سے ہم نہ گزرے کیسا عوض میں کی ہندو کے مردے پر بھی کلمہ پڑھا بی کا

جرأت ؎ کلمہ بھرے ترا جسے دیکھے تو بھر نظر

کافر اثر ہے یہ تری کافر نگاہ کا

کُلیچہ۔ ف۔ میدے کی خمیری روٹی۔ اہل اردو کلچہ کہتے ہیں ہیا نظر ؎

وہ جو آپ کھاتے ہیں باقر خانی، کلچہ، شیرمال

ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذی الجلال

کِلید۔ ف۔ مؤنث۔ (بکسر کاف) کنجی۔ آسیر ؎

دہان یار کے مضمون چھپیں گے کیا ہم سے

زبان کلید ہے قفلِ درِ معانی کی

کلیسا۔ ف۔ (بکسر کاف) معبدِ ترسایاں۔ گرجا۔

کَلیلہ دِمنہ۔ ع۔ بہ کسر دال۔ ہتوپدیش اور پنچ تنتر کا فارسی ترجمہ جو انوارِ سہیلی کے نام سے مشہور ہے۔

کُلیّہ۔ ع۔ قاعدہ عامہ۔ عام دستور، ضابطہ۔

کمر۔ ف۔ پٹکہ۔ میان کو کمرگاہ کہتے ہیں۔ فردوسی ؎

گرفتم کمرگاہ و پوسپید

فرخی کہتا ہے ؎

آن کمر باز کن تبا ز میان زین غم و سوسہ را برہان

من دران اندہم کہ رنج رسد بر میانِ تو از کشیدنِ آن

ہست بر نیست چون توانی بست کمر ست ہست و نیست میان

کمر بند بمعنی کمر (یعنی پٹکہ) ہیں اور کمر بند کنایہ ہے غلام، تابع اور شاہی خدمتگار سے جس کو (کمردار) بھی کہتے ہیں۔ نیز کمر۔ وسط۔ میانہ۔ بیچ کا حصہ۔ اردو میں

میان جسم کا درمیانی حصہ۔ ناسخ ؎

اس قدر پتلی کمر ہے اس پری رخسار کی
کہتے ہیں پھبتی سب اس پر میرے جسم زار کی

مجازاً ہمت۔ ڈھارس۔ امید۔ عارف ؎

بے اثر آہ کو پایا تو کمر ٹوٹ گئی ٭ آس ملنے کی ترے رنج کمر ٹوٹ گئی

کمانک۔ ت۔ فارسی اور اردو والے (بفتح میم) کمک کہتے اور لکھتے ہیں۔ مسیح کاشی ؎

با چشم تو ہم کہ فتنہ ہا را کمک ست ٭ شوریست کہ در سیاہی مردمک ست
اگر بخت کسی سفید مطلق نشود ٭ در بخت ہم اندکی سفیدی نمک ست

کنار۔ ف۔ مختلف فیہ (بروزن چنار) ضد میان۔ کراں بھی کہتے ہیں۔ بر۔ بغل۔ کنارہ۔ دوری۔ مومن ؎

خفقان الفتوں سے ہمدم کی
طوق گردن کنار اب و عم کی

بحر ؎

ہلال ماہ محرم سمجھئے روتا ہوں
کبھی جو یار سے خالی کنار ہوتا ہے

کنار۔ ف۔ بضم اول۔ ایک میوے کا نام سرخ رنگ عناب کی قسم کا ہے۔

کنارہ۔ ف۔ (بروزن نظارہ) کنار۔ دوری۔

کنجشک۔ ف۔ در اصل گنجشک بضم کاف فارسی و کسر جیم عربی۔ عصفور۔ چڑا۔

کنشت۔ ف۔ پارسیوں کا آتشکدہ۔

کُنگُرَہ۔ ف۔ (بضم کافِ عربی و کافِ فارسی) اردو میں کنگورہ کہتے ہیں۔ ظفرؔ ؎

وہ دل کہ جس سے نقشہ ملے پورا عرش کا
کہتے ہیں کیوں غلط اسے کنگورہ عرش کا

امیرؔ ؎

رتبہ دیکھا ہمارے نالوں کا ٭ کنگرے ہیں قصورِ جنت کے

کُنہ۔ ع۔ مؤنث۔ بالضم۔ جوہرِ شئے۔ حقیقت۔ غایت۔ امیرؔ ؎

کُنہِ باری کو پہنچ جائے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہیں

بضمِ کافِ عربی و فتحِ نون (کُنَہ) غلط ہے جیسے سوداؔ کے اس شعر میں ؎

ہے مجھے فیضِ سخن اسکی ہی مدّاحی کا
ذات پر جس کی منزّہ ہَیں کُنَہِ عزّ و جل

کُنْیَت۔ ع۔ وہ نام جس کے پہلے اَب یا اُمّ یا اِبن۔ یا بِنْت۔ ہو۔ جیسے ابو المعالی۔ اُمّ کلثوم۔ ابن حاجب۔ لقب۔ خاندانی نام۔ ماں باپ کا رکھا ہوا نام۔ کُنیت۔ اُکنُوَہ۔ کُنوَہ بھی آیا ہے۔ قاآنیؔ ؎

بگفتم ار بشناسید نام و کُنیت من ٭ بجاکہ مقدم من برنہید روی نیاز

بہ تشدید نون مکسور (کُنِّیَت) کہنا غلط ہے۔

کَنیسَہ۔ ع۔ معبدِ نصاریٰ۔ معبدِ یہود۔ گرجا۔ کَنائِس جمع۔

کَوائِف۔ غلط۔ کیفیت کی جمع کیفیات ہے۔

کوفت۔ ف۔ مؤنث۔ آسیب۔ آزار۔ پتھر یا لکڑی کی ضرب اردو میں درد۔ دکھ۔ سختی۔ مصیبت۔ غم۔ ملال۔ آزردگی۔ تھکن۔

تمکان۔ تیر ؎
خاطر کے ملاقے کے سبب جان کھپائی ❊ اس دل کے دھڑکنے سے عجب کوفت اٹھائی

کونچہ۔ کہنا اور لکھنا غلط ہے گوچہ صحیح ہے (کو گلی اور چہ تصغیر کا یعنی چھوٹی گلی۔ اگر کونچہ کی ترکیب پر غور کیا جاے تو رکاکت سے خالی نہیں۔ ذم کا پہلو لئے ہوے ہے۔

کیسے۔ ہ۔ مذکر۔ کیسا کی جمع۔ کس قسم کے۔ کس وضع کے۔ استفہام کیوں۔ کیوں کر۔ کس سبب سے۔ کس طرح۔ کس حالت میں۔ کس قدر۔ کتنے۔ کس طرح کے معنے میں (کیسے) کی جگہ (کیوں کر) فصیح ہے۔ شہیدی ؎

آنے میں تو سو طرح کی حجت تھی شبِ وصل
دیکھیں گے پر اب اٹھ کے سحر جاتے ہیں کیسے

مومن ؎ خدایا ہاتھ اٹھاؤں عرضِ مطلب سے بھلا کیوں کر
کہ ہے دستِ دعا میں گوشۂ دامن اجابت کا

کیفیّت۔ ع۔ مؤنث۔ حالت۔ چگونگی۔ رنگ ڈھنگ۔ اردو میں توضیح۔ شرح۔ تفسیر۔ تفصیل۔ جوبن۔ بہار۔ رونق۔ لطف مزہ۔ اس کی جمع کیفیّات ہے۔ سودا ؎

کیفیتِ چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

داغ ؎ دعواے عشق اور تنک ظرف بھی کریں
کیفیتِ شرابِ محبت نہیں رہی

گ

گرِفت۔ ف۔ مؤنث۔ (بکسرِ رائے مہملہ)۔ مواخذہ۔ اعتراض۔
نیز بمعنی سرزنش۔ اردو میں مزاحمت۔ ٹوک۔ مولوی معنوی رح

یک بیک را حاجبہ جستن گرفت
تا پدید آید گہر بشگر شگفت

فردوسی ؎ سبک دشتبانان گوش ہا بر گرفت
غریوان ازو ماندند اندر شگفت

(بکسر رائے مہملہ) کی نظائر بہ کثرت ملتی ہیں۔ لیکن فردوسی نے (فتحِ
رائے مہملہ) کے ساتھ بھی لکھا ہے ؎

سر و دل پُر از کینہ کرد و برفت
تو گوئی کہ عہدِ فریدوں گرفت

گرَو۔ ف۔ مذکر۔ رہن۔ گروی۔ مقید۔ گرفتار۔ مبتلا۔ سعدی رح ؎
نماند بعصیان کسی در گرو
کہ دارد چنین سیّدِ پیشرو

گُروہ۔ ف۔ مذکر (بالضم اول) جماعتِ مردم۔ آدمیوں کا جتھا
بکسرِ اول (گِروہ) غلط ہے۔

گرِہ۔ ف۔ مؤنث۔ گانٹھ۔ جیب۔ کیسہ۔ اردو میں بند۔ جوڑ۔
رنج و ملال۔ کدورت۔ مشکل۔ شدہ۔ گلٹی۔ ہلدی وغیرہ کی جڑ۔
عیب کا شعرا کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ صحیح (بکسر کاف فارسی و رائے

مہملہ) گِرہ ہے بعض نے (بکسرِ کاف فارسی و فتح رے مہملہ) گِرَہ لکھا ہے جو غلط ہے۔ سعدیؒ ؎

بزندانِ قاضی گرفتار بہ
کہ درخانہ دیدن بہ ابرو گِرہ

نظامیؒ (مخزن اسرار) ؎

خندہ کہ بیوقت کشاید گِرہ
گریہ ازان خندۂ بیوقت بہ

نیز ؎

جوانی پاؤں گابوسے تمہارے ہاتھ کے لے کر پٹنے گی چوب چینی ہر گِرہ شاخ امال کی

گریباں۔ ف۔ (بکسرِ کاف فارسی) یہ لفظ (گِرے) بمعنی گردن اور (بان) کلمۂ محافظت سے مرکب ہے یعنی محافظِ گردن۔ کپڑے یا جامے کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔

گُزاف۔ ف۔ بے ہودہ۔ ہرزہ۔ بضمِ اول بھی آیا ہے۔ بفتح اول صحیح نہیں۔

گُسَستَن۔ ف (بضم اول و فتح ثانی) ٹوٹنا۔ توڑنا۔

نظامیؒ (لیلیٰ مجنوں) ؎

آن سلسلہ را کہ بند بگُسست
چون حلقۂ کعبہ دید در دست

گِشنیز۔ ف۔ (بکسرِ کاف فارسی) ایک نبات۔ مجازاً اس کے تخم کو کہتے ہیں یعنی دھنیا۔

گفتگو۔ ف۔ مؤنث۔ بات چیت۔ بول چال۔ بیان۔ تقریر۔

آتشؔ ؎

پڑھا ہے ہم نے بھی قرآں قسم ہے قرآں کی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

انتباہ - گفتگو - جستجو - روبرو - تندخو - آبرو - آرزو - رنگ و بو - چارسو - خوبرو - وضو - سبو - گلو - وغیرہ (بواوِ معروف) اور اس کے ساتھ - تُو - لہُو - لُو - لکھنؤ وغیرہ ہم قافیہ ہیں - ان کے ساتھ کہو - ہو - دو - کو - وغیرہ قافیوں سے احتراز اولیٰ ہے - جناب غالب نے گفتگو - خو - دیدار جو کے ساتھ ہو - کو - دو - وغیرہ کو استعمال کیا ہے - ؎

گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو
کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو تو کیوں کر ہو

یہاں تک کہ (وہ) کی (ہ) کو قافیے کے لیے واو بنالیا ہے - ؎

ہمیں پھر اُن سے اُمید اور انہیں ہماری قدر
ہماری بات ہی پُوچھیں نہ وہ تو کیوں کر ہو

وہ کی (ہ) تلفظ میں نہیں ہے - بلکہ اظہار حرکتِ ماقبل کے لئے ہے - دوسرا واو محض اشباع حرکت سے پیدا ہوا ہے اور وہی یہاں حرف روی ہے - جس طرح (دریا) کا قافیہ (لالہ) - (لالا) کریں اور حرکتِ لام کے اشباع سے جو الف پیدا ہوا اسی کو حرفِ روی قرار دیں - اور حضرت میر تقی نے تو (وہ) کے تلفظ کو فتح واو اور ہائے ملفوظ کیسا تھ استعمال کیا ہے

کہتا ہے کون تجھ کو یاں یہ نہ کر تو وہ کر
پر ہو سکے تو پیارے دل میں بھی ٹک جگہ کر

یَہ (بفتح یا) اور وَہ (بفتح واو) ہنود کا لہجہ ہے - ہندی زبان میں کہہ سکتے ہیں -

گُلخَن۔ ف (گل بمعنی آتش اور خَن مخففِ خانہ سے مرکب) یعنی آتش خانہ بھاڑ۔ مجازاً وہ جگہ جہاں کوڑا کرکٹ ڈالیں۔

اِگلیم۔ ف (بکسرِ اول) اُگَل۔ مذکر

گُنجشک۔ ف۔ (بضمِ کافِ فارسی وکسرِ جیمِ عربی) چڑا۔ عصفور۔

گُوارا۔ ف۔ (بضمِ اول) وہ چیز جو ذائقہ کو اچھی معلوم ہو اور جس کی طرف طبیعت رغبت کرے اور زود ہضم ہو اس کو خوش گُوار کہتے ہیں۔

گُواہ۔ ف۔ (بالضم) شاہد۔

گوشمال۔ ف۔ کان اینٹھنے کی سزا۔ سزا۔ اردو میں (گوشمالی) کہتے ہیں۔

گھایل۔ ہ۔ زخمی۔ مجروح۔ (بکسرِ یا) غلط ہے۔ نسیم لکھنوی ؎

نہ زخمی بدن ہیں نہ گھایل ہوئی ہیں ٭ نہ خونیں کفن ہیں نہ بسمل ہوئی ہیں
ہوس کر کے کشتوں میں داخل ہوئی ہیں ٭ تمہارے شہیدوں میں شامل ہوئی ہیں
گل ولالہ وارغواں کیسے کیسے

تسلیم نے بالفتح باندھا ہے اور یہی صحیح ہے ؎

گماں کیوں کر نہ ہو خلدِ بریں کا صحنِ مقتل پر
تصدق ہوئی ہیں حوریں ترے خنجر کے گھایل پر

ل

لااُبالی۔ ع۔ باب مفاعلہ۔ مُبالاۃ کے مضارع کا صیغہ واحد متکلم (اُبالی) ہے

لا اُبالی کے معنی ہیں (مجھے خوف نہیں) فارسی اردو میں بے باک۔ بے خوف۔ نڈر۔ بے فکر۔ غافل۔ بے پروا۔ بے رحم۔ سنگدل۔ آزاد منش۔ آزاد رند مشرب دین و دنیا سے آزاد۔ لا مذہب۔ منکر خدا و رسول۔ شوخ۔ گستاخ۔ بے شرم۔ چالاک۔ ناسخ ؎

واعظا ہو نہ در پے ناسخ عاشق و رند لا اُبالی ہے

ظفر ؎ اس نے غرفہ سے جب نکالی آنکھ
دیکھ لی ہم نے لا اُبالی آنکھ

نیز اردو میں (اسم مؤنث) بے باکی۔ بے پروائی۔ آزادی۔ آزاد منشی بے رحمی۔ سنگدلی۔ شوخی۔ مومن ؎

رحم آیا نہ خستہ حالی پر ضد رہی اپنی لا اُبالی پر

میر تقی ؎ کلاہ کج سے ہر غنچے کی پیدا ہے گلستاں میں
کہ کیا کیا اس چمن میں دلبروں کی لا اُبالی تھی

لاؤبالی (واو) کے ساتھ لکھنا یا کہنا غلط ہے۔

لا بُد۔ ع۔ (لا نہیں) بُدّ (چارہ۔ عوض۔ مناص۔ مہرب) ناگزیر۔

لا بُدّی۔ ع۔ (بہ تشدید دال) ضروری۔

لاپروا۔ غلط۔ لا عربی ہے اور پروا فارسی۔ لا کے ساتھ فارسی کی ترکیب درست نہیں (لاپروا) کی جگہ (بے پروا) صحیح ہے۔

لاجَرَم۔ ع۔ (لا۔ نہیں۔ جَرَم بفتحتین۔ گزیر) ناگزیر۔ ناچار۔ جہلہ لاجرم۔ لاجُرم) کہتے ہیں۔

لاچار۔ غلط (ملاحظہ ہو لاپروا) اس کی جگہ (ناچار) صحیح ہے۔ لاعلاج۔ ناگزیر۔

لاحِق۔ (بکسرِ حائے حطی) کسی کے پیچھے سے پہنچنے والا۔ پیچھے سے آکر ملنے والا (بفتحِ حائے حطی) لاحَق کہنا جہل ہے۔

لاطائِل۔ ع۔ (بکسرِ ہمزہ) ۔لا۔ نہیں۔ طائل۔ فائدہ۔ افزونی۔ مزیت۔ توانائی۔ غنا۔ توانگری۔ فراخی) بے فائدہ۔ یقال ھذا امرٌ لا طائلَ فیہ اذا لم یکن فیہ غناء و مزیۃ (لاطائَل)۔ بفتح یا کہنا غلطی ہے۔

لاغَر۔ ف (بفتح غین معجمہ) دُبلا۔ بکسرِ غین (لاغِر) صحیح نہیں۔

لامَحالہ۔ ع۔ (لا۔ نہیں۔ مَحالہ۔ بفتحِ میم۔ چارہ۔ گزیر) ناچار۔ ناگزیر بضمِ میم (لامُحالہ) کہنا غلطی ہے۔

لبِ سڑک۔ اس میں کسرۂ اضافی درست نہیں۔ اس لئے کہ ایک فارسی لفظ ہے ایک اردو۔ لبِ بام کے طریقہ پر لبِ سڑک بنایا مگر غلط بنایا۔ اس کی جگہ لبِ راہ کہنا چاہیے۔

لَحد۔ ع۔ مؤنث (بالفتح) شگاف کرانۂ گور۔ اردو میں (لَحَد) بفتحتین مجازاً گور۔ قبر۔ مزار۔ ذوق ؎

لحد میں بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا

امیر ؎
گرمِ خرام رات کو ہوگا لحد پہ یار
ہر نقشِ پا بنے گا چراغِ مزار آج

امیر ؎
کمال احباب سے ہے شکوہ کیا نہ عرس ایک دن ہمارا
سرِ لحد ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینانِ مہ جبیں کا

صباؔ کبھی نہ قدر ہوئی یہ ملال لے کے چلے
لحد میں ساتھ ہم اپنا کمال لے کے چلے

لَعْب } بالفتح (لَعْب) و (بفتح لام و کسرِ عین لَعِب ۔ بازی ۔ کھیل (لَعَب) بفتحتین کہنا غلطی ہے ۔
لَعِب }

لَعُوق ۔ ع ۔ (بفتح لام) چاٹنے کی دوا ۔ لُعوق (بضمِ لام) کہنا غلطی ہے ۔

لِغَایَت ۔ ع ۔ انتہا تک ۔ اس کی جگہ لَغَایت کہنا غلط ہے ۔

لُغَت ۔ ع ۔ مذکر ۔ وہ اصوات و کلمات جن سے لوگ اپنے اغراض و مطالب کو بیان کریں ۔ کسی قوم کی زبان ۔ ڈکشنری ۔ فرہنگ ۔ منیرؔ
توحید گرد کار کی فرہنگ ڈھونڈ دیکھ
ہرگز لغت نہیں ہے عدیل و سہیم کا
اکثر اہلِ دہلی لغت کو مؤنث کہتے ہیں لیکن تذکیر کو ترجیح ہے ۔

لَغْو ۔ ع ۔ (بالفتح) بیہودہ گوئی ۔ سخنِ باطل ۔

لَفْظ ۔ ع ۔ (مختلف فیہ) ۔ (لغوی) منہ سے باہر پھینکنا ۔ بات کہنا (اصطلاحی) بات ۔ کلمہ ۔ لغت ۔ ظفرؔ
اُس زلفِ پریشاں کا جب باندھتا ہوں مضموں
جو لفظ کہ آتا ہے اُلجھا ہوا آتا ہے

آتشؔ وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہیں نہیں
سچ سچ بتا یہ لفظ انہیں کی زباں کے ہیں

رشکؔ وصل کی رات بنا نامۂ شوقِ گیسو
شام لفظیں ہیں سپیدی ہے سحر کاغذ کی

دِلّی میں مذکر اور لکھنؤ میں دونوں طرح کہتے ہیں ۔

لہو۔ (لُو ہُو کا مخفف) جیسے دردؔ کہتے ہیں ؎
پی گئی کتنوں کا لُو ہُو تیری یاد ٭ غم ترا کتنے کلیجے کھا گیا
لُو ہُو اب متروک ہے۔ لَہُو بفتح لام نہیں کہنا چاہیئے۔
لیاقت۔ عربی میں علمیت کے معنی میں نہیں ہے۔ اردو والوں کے ہاں لیاقت۔ قابلیت۔ علمیت۔ استعداد۔ مترادف الفاظ ہیں۔
لئیق۔ غلط ہے۔ اور لائق کے معنی ہیں سزاوار۔ اہل اردو کے ہاں ذی استعداد۔ لائق۔ قابل۔ مرادف الفاظ ہیں۔



مابعد۔ اردو میں ما کا لفظ بعد کے ساتھ بمشکل اپنے معنی بتا سکتا ہے اس لئے بعد کی جگہ مابعد نہیں کہنا چاہیئے۔
ماتحت۔ دفتری اصطلاح میں (ماتحت) عمال دفتر کہلاتے ہیں جو کسی افسر کے تحت ہوتے ہیں۔ اس حد تک جائز رکھا جا سکتا ہے حال آں کہ ما اسم موصول غیر ذی روح کے لئے آتا ہے۔ لیکن کسی کی نسبت یہ کہنا کہ "یہ فلاں افسر کے ماتحت کام کرتے ہیں" درست نہ ہوگا۔ یہاں تحت ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ اور (تحت میں) بھی کہا جاتا ہے۔
ماحضر۔ در اصل (مَا حَضَرَ) ہے ما موصول کا (جو) حَضَرَ ماضی کا صیغہ (حاضر ہوا) اہل اردو اشیائے خوردنی میں جو حاضر ہو اس کے متعلق کہتے اور لکھتے ہیں جیسے طعام ماحضر تناول فرمائیں یعنی جو کھانا حاضر ہے۔

تناول فرمائیں۔ اِس صورت میں (ماحضر) بسکون حاے حطی کہنا غلطی ہے۔ کیوں کہ حَضَر ماضی کا صیغہ ہے۔ اِسی طرح حفظ ما تقدُّم (بہ ضمہ دال) کہنا غلط ہے صحیح حفظ ما تقدَّم (بہ فتح دال) ہے۔

ماخُولیا۔ ف۔ ایک سوداوی دماغی مرض۔ ماخول وہ شخص جو اس مرض میں مبتلا ہو۔ یونانی میں (مَلَنخُولیَا) ہے۔ وحشی ؎

ماخُولیا گر نیستم جو یم چرا خونخوارہ را
کو قصدِ جان من کند من جان برای او دہم

اسیری لاہجی ؎

کی بود جز شاہد ومی رند را دیگر خیال ٭ زاہدِ ماخول ہر دم در خیال دیگر ست

مادِیان۔ ف۔ مادہ اسپ۔ گھوڑی (اس میں الف نون اصلی ہے)

مَاسَلَف۔ اس کی جگہ سَلَف کہنا چاہئے جیسے شاہانِ ماسَلَف کے مرقع دیکھیے یہاں (ما) بے معنی ہے۔ اس لیے شاہانِ سلف الخ ہی کہنا صحیح ہوگا۔

ماسوا۔ سوا کی جگہ ماسوا کہنا یا لکھنا درست نہیں ملاحظہ ہو (سوا)۔

ماشہ۔ ف۔ آٹھ رتی کا وزن۔ (قدیم فارسی میں ماسہ)۔

ماکیان۔ ف۔ مرغی۔ خُروس۔ ف۔ مرغا۔ (ماکیاں میں الف نون جمع کا نہیں بلکہ اصلی ہے)

مالا۔ ہ۔ (مختلف فیہ) پھولوں کا ہار۔ سونے یا موتی وغیرہ کا ہار تسبیح۔ سُمرن۔ نسیم ؎

ابرِ نیساں کی پڑیں بوندیں جو تیری زلف پر
موتیوں کا گردنِ افعی میں مالا ہو گیا

میرحسن ؎ وہ موتی کے بالے لٹکتے ہوئے
رہیں دل جہاں سر پٹکتے ہوئے

شہادت ؎ اے شہادت میں نہیں طالب جڑاؤ ہار کا
چاہیئے زیور میں مالا تیغ جوہر دار کا

اب دلّی میں مالا (اور پوجا) مؤنث بولا جاتا ہے۔

مالیخولیا۔ دراصل (مَلَنخُولِیا) یونانی لفظ ہے۔ فارسی والوں نے (ماخولیا) اور اردو والوں نے (مالیخولیا) بنا لیا ہے۔ مومن ؎

نہ سمجھیں سبب نے کچھ علامت سے مرض پائیں
سڑی ہیں آپ مالیخولیا مجھکو بتایا ہے

مامور شدہ۔ غلط۔ مامور (صیغۂ مفعول ہے) پھر شدہ زیادہ کرنے کی کیا ضرورت ہے (مامور شدہ شخص ہٹایا گیا) کی جگہ (مامور شخص الخ) صحیح ہے

مانَند۔ ف۔ (بفتح نونِ اول) مُشابہ۔ مثل۔ بکسرِ نونِ اوّل (مانِند) کہنا غلطی ہے۔

نظامیؔ ؎ تعالی اللہ یکی بی‌مثل و مانند
کہ خوانندش خداوندان خداوند

جامیؔ ؎ میانش را کہ بودی موی مانند
ز پشمین ریسمان داوند پیوند

مایوس۔ بمعنی نو مید عربی میں نہیں آیا ہے بلکہ اس معنی میں (آئس) آیا ہے۔ اور مایوس (وہ جس سے امید منقطع ہو گئی ہو)

مُبالَغہ۔ ع۔ مغالطہ کے وزن پر سارے الفاظ بفتح حرف چہارم صحیح ہیں

جیسے محاربہ۔ محاسبہ۔ مراقبہ۔ مطایبہ۔ مباحثہ۔ معالجہ۔ مصافحہ
مجاہدہ۔ مشاہدہ۔ محاصرہ۔ معاہدہ۔ مشاہرہ۔ مشاعرہ۔ مناظرہ۔ موازنہ
مطالعہ۔ مناقشہ۔ معارضہ۔ مغالطہ۔ ملاحظہ۔ مرافعہ۔ معانقہ۔ مضایقہ
مبادلہ۔ مباہلہ۔ مجادلہ۔ مراسلہ۔ مقابلہ۔ مکالمہ۔ مشافہہ۔ مواجہہ وغیرہ
اسی طرح باظہارِ (تا) مخاطبت۔ مصاحبت۔ مقاربت۔ معاتبت۔
معاقبت۔ مکاتبت۔ مناسبت۔ مواظبت۔ ممازجت۔ مرابحت۔
مسامحت۔ مصالحت۔ مناکحت۔ مساعدت۔ معاودت۔ معاضدت
مبادرت۔ مباشرت۔ مسافرت۔ مشاورت۔ معاشرت۔ مفاخرت۔
منافرت۔ مہاجرت۔ موانست۔ مجانست۔ مجالست۔ ممارست۔
مخالطت۔ محافظت۔ متابعت۔ مجامعت۔ مدافعت۔ مراجعت۔ مسارعت
مشایعت۔ مطاوعت۔ ممانعت۔ منازعت۔ مخالفت۔ مناصفت۔ مرافقت
مصادقت۔ مطابقت۔ مفارقت۔ منافقت۔ موافقت۔ مشارکت۔ مداخلت۔
مراسلت۔ مواصلت۔ مخاصمت۔ مزاحمت۔ مکالمت۔ ملائمت۔
مباینت۔ مداہنت۔ مداینت۔ مراہنت۔ مقارنت۔ وغیرہ۔ جو فارسی
اردو میں مستعمل ہیں۔

مُبَرہَن۔ ع۔ (بضمِ میم و فتحِ با و سکونِ را) ثابت کیا گیا۔ معتبر۔ مستند
ظاہر۔ روشن۔ بسکونِ با و فتحِ را غلط ہے اس لئے کہ یہ بَرہَنَہ بروزنِ
تَرجَمہ و دَحرَجہ سے اسم مفعول رباعی مجرد (مُبَعثَر) کے وزن پر ہے۔

عرفی ؎ یک عذر با کسی بغلط گریبان کنم
صد لاف در میانہ مُبَرہَن در آورم

متدعویہ۔ گڑھا ہوا لفظ ہے۔ اکثر اصحاب جائدادِ متدعویہ و جائدادِ مقروقہ

اصطلاحاً استعمال کرتے ہیں۔
مُتَرجِم ۔ ع۔ ترجمہ کرنے والا۔ اور مُتَرجَم ترجمہ کیا ہوا جیسے مُتَرجَم قرآن مجید۔ مُتَرجَم گلستان۔ جہلا (مُتَرجّم و مُتَرجَم) کہتے ہیں۔
مُتَلاشی ۔ تلاش ترکی لفظ ہے جو فارسی اردو میں مستعمل ہے۔ اس سے اہل اردو نے بطور عربی متلاشی (بمعنی تلاش کنندہ) اسم فاعل بنا لیا ہے جو غلطِ محض ہے۔ عربی میں (تلاشی) نیست و نابود ہونا۔ فنا ہونا۔ ہلاک ہونا ہے (متلاشی) فانی کے معنی میں آیا ہے۔
مَتْن ۔ ع۔ مذکر۔ (بالفتح) پیٹھ پر مارنا۔ پیٹھ۔ کتاب (خلافِ شرح وحاشیہ) محسنؔ ؎

تیری صورت سے کھلے معنی یاقل و دل ٭ انبیا شرح مفصّل ہیں تو متنِ مجمل

مُتَوَفّٰی ۔ ع۔ وفات پایا ہوا۔ مرا ہوا۔ مُردہ۔ مُتَوَفّٰی کی جگہ (مُتَوَفِّی) کہنا سخت غلطی ہے۔ کیوں کہ (مُتَوَفِّی) کے معنی ہیں وفات دینے والا۔ مارنے والا۔ فَاللّٰہُ الْمُتَوَفِّیْ وَالْعَبْدُ الْمُتَوَفّٰی۔
مَجاز ۔ ع۔ (بفتح میم) راہ۔ راستہ۔ رہگزر۔ وہ کلمہ جو معنی حقیقی میں مستعمل نہ ہو (حقیقت کی ضد)۔
مُجاز ۔ ع۔ (بضمِ میم) اجازت دیا گیا۔ اجازت یافتہ۔ مثلاً حاکمِ مُجاز۔ عدالتِ مُجاز۔ اس معنی میں (بفتح میم) مجاز کہنا غلط ہے۔ (ملاحظہ ہو لفظ مَجاز)۔
مُجاوِر ۔ ع۔ ہمسایہ۔ پڑوسی۔ اردو میں۔ درگاہ کا محافظ مقدس مقامات کا خدمتی۔ جاروب کش۔ جاہل بفتحِ واو کہتے ہیں۔ قلق (مثنوی طلسم الفت) ؎

مرقدِ قیس کا مجاور تھا
تربتِ کوہ کن کا زائر تھا

مجسطی۔ صاحب برہان قاطع نے لکھا ہے کہ ایک کتاب کا نام ہے جو اقلیدس حکیم یونانی کی تصنیف ہے۔ لیکن یہ غلط محض ہے۔ کیونکہ مجسطی حکیم بطلیموس قلوذی کی تصنیف ہے نہ کہ اقلیدس کی۔ صاحب فرہنگ ناصری نے برہان پر اعتراض کیا ہے۔ لیکن خود اس کے اعراب غلط لکھے ہیں یعنی (بکسر اول و فتح ثانی) صحیح نام اور اعراب وغیرہ حسب ذیل ہیں۔ مَجِسطی (بفتح میم و کسر جیم) و مِجِسطی (بکسر میم و جیم) ایک کتاب کا نام جس کو بطلیموس قلوذی نے ۱۴۰ء میں تالیف کیا۔ اس میں علم ہئیت وریاضی کے دقیق مباحث مندرج ہیں۔ یونانی میں (میجالی سنتاکسیس) نام تھا۔ عربوں نے (میجاکسیس) بنایا بعد ازاں (مجسطی) ہو گیا۔ خلیفہ مامون کے عہد (۸۲۷ء) میں حنین بن اسحاق نے اس کا عربی ترجمہ کیا۔ حجاج بن یوسف و ثابت بن قُرّہ نے اس کی تجرید کی۔ بعد میں محقق طوسی نے ترجمہ کی اصلاح کی۔ المفضل بن حاتم تبریزی نے شرح لکھی اور محمد بن جابر البتّانی نے اختصار کیا۔

مَجَلّہ۔ ع۔ (بالفتح و تشدید لام) نامہ۔ کتاب۔ رسالہ۔ موقت رسالہ بضم میم (مُجَلّہ) یا بہ کسر میم مِجَلّہ کہنا غلطی ہے۔ جمع مَجَلّات

مُحَاذِی۔ ع۔ (بضم میم) روبرو ہونے والا۔ روبرو۔ مقابل۔ بفتح میم (مَحاذِی) غلط ہے۔ جہلا محاذ بھی لکھتے ہیں۔

مُحَاصَرہ۔ عوام بفتح میم و کسر صاد کہتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے الفاظ جو (مُفَاعَلَہ) کے وزن پر ہیں۔ بفتح اول یا بکسر چہارم استعمال

کرتے ہیں۔ اس وزن کے سارے الفاظ بضمِ اول و فتحِ چہارم صحیح ہیں ملاحظہ ہو (مُبالغہ)

مخاطِب - ع۔ (بکسرِ طا) خطاب کرنے والا۔ بات کرنے والا۔ روبرو گفتگو کرنے والا۔ اور (بفتحِ طا) وہ شخص جس کی طرف خطاب کیا جائے۔ جس سے بات کی جائے۔ مخاطِب کی جگہ (مُخاطَب) یا اس کے بالعکس کہنا نہ چاہئے۔ البتہ ہیں طلبہ سے مُخاطِب (بہ کسرِ طا) ہوا۔ میں نے معتمد کو مخاطَب (بفتحِ طا) کر کے کہا۔ میں آپ سے مُخاطِب نہیں ہوں۔ میرے مُخاطَب آپ نہیں ہیں کہنا صحیح ہے ۱۲

مُختلُ الحواس - ع۔ (بہ تشدیدِ لام) وہ شخص جس کے حواس میں خلل پڑ گیا ہو۔ بہ ترکیب عربی اگر بلا تشدیدِ لام کہا جائے تو غلطی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مُختصُ المقام و مُختصُ الوقت۔

مُخطی - ع۔ وہ شخص جس کا ارادہ صواب کا ہو لیکن بلا ارادہ اُس سے خطا ہو جائے اور خاطی وہ شخص جو بالارادہ خطا کرے۔

مَدار - ع۔ جائے دَور و گردش۔ مجازاً جس پر کوئی بات ٹھہری ہو۔ قیام ٹھہراؤ مجروح۔ ؎

اس میں طول اَمل ہزار ہزار زندگی کا مَدار ایک نفس

مُدارا - فارسی والوں نے (مُدارات) سے (ت) کو گرا کر (مُدارا) کر لیا ہے۔

حافظ ؎ آسائشِ دو گیتی تفسیر این دو حرفست

با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

آتشی صلح۔ (خاطر تواضع)۔ مُدارا کی طرح مُحابا۔ مواسا کر لیا ہے۔ عربی میں مُحابات۔ مُواسات ہا کے ساتھ مستعمل ہے اور اردو میں (خاطر مُدارا)۔ (بے محابا)

کہتے اور لکھتے ہیں۔

مِدحت۔ (بالکسر) مدح۔ ثنا۔

مَدرَسہ۔ ع۔ (بفتح را) جائے درس۔ پڑھانے کی جگہ۔ مکتب۔ دبستاں۔ اسکول۔ بکسر را (مَدرِسہ) غلط۔ جہلا (مَدرَسہ) بھی کہتے ہیں۔

مَدَّظِلُّہُ العالی بفتح میم وضم لام غلط۔ مَدَّ اللہُ ظِلَّہُ العالی (بفتح میم و فتح لام) دراز کرے خدا اس کے سایۂ بلند کو صحیح۔ نیز مُدَّ ظِلُّہُ العالی (بضم میم و ضم لام) دراز کیا جائے اس کا سایۂ بلند صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو قُدِّسَ سِرُّہٗ۔

مُدَّعا۔ ع۔ مذکر (بضم میم و تشدید دال مفتوح) اِدّعا کے معنی ہیں۔ دعویٰ کرنا۔ آرزو کرنا۔ مُدَّعیٰ۔ ادّعا سے اسم مفعول دعویٰ کیا گیا (مطلب۔ مقصد خواہش) ناظم ؎

سنتے ہیں مٹ گیا ہے کوئی نقش\
وہ ہمارا ہی مُدّعا ہو گا

داغ ؎

مُدّعا یہ تھا کہ ہم دیکھیں تجھے\
ورنہ کیوں نورِ نظر پیدا کیا

بضم دال (مُدُعا) کہنا سخت غلطی ہے۔

مَدَّ دِماغ۔ یا مُدَّ دِماغ۔ دونوں طرح اردو والوں نے بنا لیا ہے بمعنی مغرور متکبر عربی میں نہیں آیا ہے لہٰذا غلط ہے۔

مُدَّعیٰ عَلَیہ۔ ع۔ جس پر دعویٰ کیا گیا اور مُدَّعِی۔ دعویٰ کرنے والا۔ مُدَّعِی عَلَیہ کہنا غلط ہے۔

مدہوش۔ ع۔ متحیر۔ سرگشتہ۔ حیران۔ فارسی والے مست و بے ہوش کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور اہلِ اردو اُن کا اِتّباع کرتے ہیں۔

مَذاق۔ ع۔ چکھنا۔ محلِ ذائقہ۔ چاٹ۔ مزہ۔ سواد چسکا۔ لذت۔ قوتِ

ذائقہ۔ مولانا روم رحمہ ؎

نہ من بیہودہ گردِ کوچہ و بازار می گردم
مذاقِ عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

اردو والے باہمی اختلاط آپس کی چہل۔ رغبت۔ میلان۔ رجحان۔ سلیقہ۔ لطف۔ ہنسی۔ ٹھٹا۔ ظرافت۔ تمسخر۔ مزاح۔ دل لگی۔ کھلی کے معنوں میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

مذکور۔ ع۔ ذکر کیا گیا۔ اردو میں ذکر۔ چرچا۔ شہرہ۔ امیر ؎

تیری تعریف کے ہیں کان ہمارے مشتاق ذکرِ لیلیٰ کا نہ شیریں کا ہے مذکور پسند

ذوق ؎

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا

میر ؎

گلیوں میں اب تلک بھی مذکور ہے ہمارا
افسانۂ محبت مشہور ہے ہمارا

مُرافع۔ غلط۔ مُرافعہ۔ ع (بوزنِ مقابلہ) قضیہ حاکم کے پاس لے جانا۔ اپیل کرنا۔ ایک حاکم کی عدالت سے مقدمہ ہار کر دوسرے بالادست حاکم کے پاس دادخواہی کرنا۔ عربی استئناف۔ انگریزی اپیل۔ البتہ مُرافَع (بہ صیغۂ اسم مفعول) وہ جس کے مقابل اپیل کیا گیا ہو اور مُرافِع (بہ صیغہ اسم فاعل) اپیل کرنے والا۔ کہنا صحیح ہو گا۔

مَرّاکش۔ مغربِ اقصیٰ کا مشہور شہر جس کے انتساب سے سلطنت مراکش موسوم ہوئی۔ بلادِ بربر کی ایک اسلامی سلطنت جو نی زماننا فرانسی نفوذ و حمایت میں ہے۔ اس کے دو دارالحکومت مرّاکش و فاس ہیں۔ صاحب فرہنگِ ناصری نے بجسر کاف عربی (مَرّاکِش) لکھا ہے جو غلط ہے۔ صحیح

(مُرَّ گُش) بالفتح ثم التشدید وضم الکاف وشین معجمہ جیسا کہ علامہ یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم البلدان میں لکھا ہے۔ نیز دیگر مستند کتب اور ریسی، بحری میں تصریح کی گئی ہے شیخو صاحب مجانی الادب نے اس کے اعراب میں غلطی کی ہے

مُرَبّٰی } ع۔ تربیۃ (مادہ۔ رَبو) سے اسم مفعول جمع مُرَبَّیات۔ فارسی اردو میں مُرَبّا کہتے مُرَبّہ لکھنا سخت غلطی ہے۔

مُرَبَّب } ع۔ ترتیب (مادہ۔ رَبّ) سے اسم مفعول۔

مُرتَشی۔ اس کے معنی ہیں رشوت لینے والا۔ راشی رشوت دینے والا۔ مُرتَشی کی جگہ راشی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

مُرتَضٰی۔ ع۔ ارتضا سے (بروزن مُصطَفٰی) پسندیدہ۔ مقبول۔ جہلہ۔ (بضم تا مُرتُضٰے) کہتے ہیں۔

مَرطُوب۔ عربی میں نہیں آیا ہے۔ فارسی والوں نے بنا لیا ہے۔ صاحب منتخب نے مرطوب (رطوبت ناک) لکھا ہے اس کی جگہ (رَطب) صحیح ہے معتبر و مستند اہل لغات نے (رَطب) ہی لکھا ہے اور قرآن مجید میں بھی (رَطب و یابس) آیا ہے (رَطب کے معنی ہیں ترا ور یابس کے معنی خشک)

مَرَض۔ ع۔ مذکر (بفتحتین) بیماری۔ اسیر ؎

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا — شاید مَرَض سے ساز مجھے اے حکیم تھا

مومن ؎

ظاہر آزار کچھ غرض نہ رہا
لاغری کے سوا مَرَض نہ رہا

مُرَضاء۔ مریض کی جمع (بطور وُرثا۔ طُلبا) بنا لی گئی ہے جو غلط محض ہے۔ عربی میں مریض کی جمع (مَرضٰی) آئی ہے۔

مُرغ۔ ف۔ پرندہ۔ اردو میں مُرغا (خروس) اور مرغی (ماکیان) کو کہتے ہیں

مُرغن۔ غلط ہے۔ روغن سے گڑھ لیا ہے۔ جس میں روغن زیادہ ہو اس کو مُرغن کہا جاتا ہے۔

مُرُوّت / مُرُوَت } ع۔ (بضمتین و بضمتین و تشدیدِ واؤ) مَرء (مرد۔ انسان) سے ماخوذ ہے۔ مردمی۔ اردو میں لحاظ۔ پاسِ خاطر۔ خُلق۔ انسانیّت۔

مُزاح۔ ع۔ خوش طبعی۔ ظرافت۔ چُہل۔ ٹھٹّا۔ باب مفاعلہ سے مِزاح بھی آیا ہے۔

مُزَخرَفات۔ ع۔ (مُزَخرَف کی جمع) دروغ ہائی کہ شکل راست آراستہ باشد۔ مُزَخرَف صیغہ اسم مفعول ہے۔ رباعی مجرد۔ خرفت سے (مُزَخرَفات) کہنا غلطی ہے۔

مُزدُور۔ (دراصل مُزد اور وَر سے مرکب ہے) جیسے گنجوَر (گنج اور وَر سے) حرفِ ثالث کو ضمہ دے کر واؤ کو ساکن کر لیا۔ مَزدُور بفتحِ میم عامۃ الناس اور جہلا مُزدُور کہتے ہیں)۔

مُزَیّب۔ غلط ہے۔ زیب (فارسی) سے مُزَیّب بنا لیا ہے۔ جیسے روغن سے مرغن۔ لبالب سے مُلَبّب۔ افسوس ہے کہ صاحب احسانی نے (زیب) کو عربی لکھا ہے اور آتش نے غلط لفظ (مُزَیّب) کو استعمال کیا ہے۔ ؎

کلفتِ ایام سے پروا نہیں کچھ حسن کو　　خوبرویوں کو مُزَیّب ململی پوشاک ہے

مُزَیّب کی جگہ (زیبا) کہنا چاہیئے۔

مِساحت۔ ع۔ مونث (بالکسر) زمین کو ناپنا۔ پیمائش زمین۔ بالفتح (مَساحت) غلط ہے

مَسألہ / مَسئلہ } ع۔ پوچھنا۔ وہ امر جس کے متعلق پوچھا جائے۔ جہلا (مسلہ) کہتے ہیں۔

جمع مَسائِل۔ رِنْد ؎

کیا ندکو راس کے سامنے جب خط و کاکل کا
بھلا یا منطقی کو مسئلہ دَور و تسلسل کا

مُساوِی۔ ع۔ (بالضم) برابر۔ مُساوِی کی جگہ اکثر لوگ مَساوی (بالفتح) کہتے ہیں۔ لیکن مَساوِیٔ مَسَاءَة کی جمع ہے جس کے معنی ہیں۔ برائیاں یاد رہے کہ مُساوِی (برابر) کا مادّہ (س و ی) ہے لیکن مَساوِیٔ جمع مَسَاءَة (بدکاریاں) کا مادّہ (س و ء) ہے۔ اس کے متعلق یہاں یہ روایت دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ایک دن ہارون اور زبیدہ میں یہ مسئلہ چھڑ گیا کہ امین و مامون میں کون طباع و فہیم ہے۔ دونوں طلب کئے گئے۔ ہارون کے سامنے چند مسواکیں رکھی ہوئی تھیں اُن کو ہاتھ میں لے کر امین سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں۔ جواب دیا مَساوِیٔک۔ یعنی مسواکیں۔ مَساوِیٔک کے دوسرے معنی ہیں (تیری برائیاں) یعنی تیری برائیاں ہیں۔

پھر مامون سے پوچھا تو کہا ضِدُّ مَحَاسِنِکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنی اے امیر المومنین تیرے محاسن (خوبیوں) کی ضد ہیں۔ یہ سنکر ہارون نے آفرین کہی اور زبیدہ منفعل ہوگئی۔

مُستمند۔ ف۔ (سُست بمعنی غم اور مند سے مرکب ہے) غمگین فردوسی ؎

چنین است کارِ سپہرِ بلند
گہی شاد گردد گہی مستمند

مجازاً بمعنی داد خواہ۔ حاجت مند۔ مُسْتَمَنَد بفتح تا کہنا غلط ہے۔

مَسَرَّت۔ ع۔ مؤنث۔ خوشی۔ شادمانی۔ بضم میم (مُسَرَّت) کہنا غلط ہے۔ کیونکہ مصدر میمی ہے جو بالفتح ہوتا ہے جیسے مَحَبَّت۔ مَرَمَّت۔ مَذَلَّت۔ مَشَقَّت۔

مُسَلْسَل۔ ع۔ (بفتح سین دوم) مجازاً پے در پے۔ پیہم یکے بعد دیگرے پا بہ زنجیر۔ بیڑی پہنا ہوا (بکسر سین دوم) مُسَلْسِل کہنا غلط ہے۔ کیونکہ رباعی

مجرد سُلسَلہ سے اسم مفعول ہے ۱۲۔
مُستمّی۔ ع۔ نام رکھا گیا۔ مُسَمّی بجائے مُسَمّے کہنا غلط ہے۔
مُسَوَّدَہ۔ ع۔ بعض کہتے ہیں کہ جس مصدر میں لون (رنگ) کے معنی ہوں وہ افعلال سے آتا ہے جیسے اِحمرار۔ اِخضرار۔ اِصفرار۔ اسوداد۔ اسی سے مُسَوَّدہ ہے۔ لیکن مستند لغات میں اسوداد سرسری تحریر کے معنی میں نہیں آیا۔ البتہ تسوید کے معنی۔ سردار بنانا۔ سیاہ کرنا۔ سرسری لکھنا ہیں پس اسی سے مُسَوَّدہ ہے یعنی وہ نوشتہ جو پہلے سرسری لکھا جائے اس کا مقابل تبییض سے مُبَیَّضہ ہے۔ اَلْمُسَوَّدَۃُ عِنْدَ الْکُتَّابِ مَا یُکْتَبُ اِبْتِدَاءً یَقْصِدُ الْمُرَاجَعَۃِ وَ یُقَابِلُھَا الْمُبَیَّضَۃُ ــــ

جامیؔ ؎
مادر سوادِ طُرّہ کہ کردم مُسَوَّدَہ
اعلام کرد در ہمہ عالم سحر مرا

مَشَّاطَہ۔ ع۔ (بالفتح و تشدید شین) وہ عورت جو کسی کے سر میں کنگھی چوٹی کرے۔ وہ عورت جو دلہن کو سنوارے۔ اردو میں وہ عورت جو شادی بیاہ کرانے کا پیشہ رکھے۔ دلالہ۔ النّخ ۔

ہے تلاش ان روزوں کس نورِ مجسّم کی اُسے
صورتِ مشّاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب

عوام (بفتحِ میم و بہ تخفیف تشدید) مُشاطہ کہتے ہیں۔ حال آں کہ عربی میں اس کے معنی آہیں (وہ بال جو کنگھی کرنے سے گر پڑا ہو) واضح ہو کہ عربی میں کنگھی چوٹی کرنے والے اور سنوارنے والے مرد کو ماشط اور کنگھی چوٹی کرنے والی وغیرہ عورت کو ماشطہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں لفظ مَشط (کنگھی چوٹی کرنا) سے اسم فاعل ہیں۔ حالیؔ ؎

یاد ایامِ کہ بیرنگ تھی تصویرِ جہاں
دستِ مشّاطہ نہ تھا محرمِ زلفِ دوراں

میر؎

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لئے
دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

مَشائِخ۔ ع۔ جمع شَیخ و مَشیَخَہ۔ پیراں۔ خواجگاں۔ واحد پر اس کا استعمال درست نہیں۔ اور (مشائخین) کہنا غلط ہے۔ جدید عربی میں مَشیَخَہ جمہوری ریاست کو بھی کہتے ہیں۔

مُتَشَدِّر۔ فارسی والوں نے تشدر سے بنا لیا ہے اردو میں مستعمل نہیں اور نہ ہونا ہی اولی ہے۔ کیوں کہ غلط محض ہے۔

مَشکُور۔ ع۔ ستودہ۔ پسندیدہ جیسے جَعَلَ اللّٰہُ سَعیَکُم مَشکُوراً۔ مشکور بمعنی ممنون نہیں آیا ہے۔ اکثر اصحاب مشکور بمعنی ممنون کہتے اور لکھتے ہیں تعجب ہے کہ ایک واقف شخص بھی مشکور لکھ گیا۔ مرحوم شبلی؎

آپ کے لطف و کرم سے مجھے انکار نہیں
حلقہ در گوش ہوں ممنون ہوں مشکور ہوں میں
گر اب میں وہ نہیں ہوں کہ پڑا پھرتا تھا
اب تو اللہ کے اقبال سے تیمور ہوں میں

مشکور ممنوں کی جگہ نہیں کہنا چاہئے ۱۲۔

مَشوَرَہ } **مَشُورَہ** } ع۔ (بہ سکونِ شین وضمِ شین)۔ صلاح۔ جمع مَشُورات۔ جہلا بکسرِ واؤ مشوِرہ کہتے ہیں۔

مُشِیر۔ ع۔ (بضمِ میم) مشورہ دینے والا۔ اشارہ سے اسمِ فاعل ہے۔ جہلا (بفتحِ میم) مَشیر کہتے ہیں۔ داغ؎

کیوں بناتے ہو رقیبوں کو مُشیر
تم کو مجھ سے مجھ سے تم کو کام ہے

مَشیَخَت۔ ع۔ (بفتح المیم والیاء بوزن مَتربَہ) نیز شُیوخ و اشیاخ وغیرہ (شیخ بمعنی مُسِن) کی جمع ہے۔ اسی طرح مَشیَخَت بروزنِ غَنیمَت بھی شیخ کی جمع

آئی ہے۔ لیکن اردو میں (مَشِیخَت) کے معنی ہیں بزرگی۔ شیخی۔ گھمنڈ۔ غرور
اور اردو والوں نے (مشیخت مآب) بھی بنالیا ہے۔
انتباہ:۔ صاحب منتخب کہتا ہے کہ (مَشْیَخَت) شیخ کی جمع ہے اور مشائخ جمع الجمع
اور صاحب قاموس کہتا ہے کہ مشائخ بھی شیخ کی جمع ہے اور صاحب صحاح
کہتا ہے کہ شیخ کی جمع شیوخ و مَشْیَخَۃ و مشائخ وغیرہ ہے۔ قول راجح صاحب منتخب
کا ہے کہ شیخ کی جمع مَشْیَخَۃ اور مشیخہ کی جمع (مشائخ) ہے۔
مَشِیْئَت۔ ع۔ ارادہ۔ شاء یشاءُ سے (مَشِیْئَۃ) صحیح ہے اور (مَشِیْئَۃ)
اخص ہے (ارادہ) سے۔
مُشِیرِ تعلیمات۔ مشیرِ قانونی وغیرہ کے معنے ہیں تعلیمی اور قانونی امور میں مشورہ
دینے والا۔ لیکن جس سے کسی امر میں مشورہ لیا جائے اس کو مُستَشار کہتے ہیں
جیسے اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَن۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مشیرِ تعلیمی مشیرِ قانونی کی جگہ
مُستَشارِ معارف مُستَشارِ قانونی وغیرہ استعمال کریں۔
مِصْر۔ افریقیہ کا شمال مشرقی ملک جو وادی النیل سے سیراب ہوتا ہے۔
آج کل مقامی (مِصْرِی) تلفظ مَصْر (بالفتح) ہے جو قابلِ احتراز ہے۔ اسی
طرح حَضْرَمَوت کو حضر مُوت بہ فتح میم کی جگہ بہ ضمِ میم کہتے ہیں اور اس کو
علما نے اختیار کرلیا ہے ۱۲۔
مُصْطَکی۔ مَصْطَکی۔ مَصْطَکا۔ تینوں طرح آیا ہے۔ ایک درخت جو
جزیرۂ مُصطکی میں ہوتا ہے۔ یہ درخت اور اس کا گوند مُصطکی ہی کے نام
سے موسوم ہوگیا۔ جزیرۂ مُصطکی جزائر رومی میں سے ایک جزیرہ ہے
جو قُسطَنطِینِیَہ کے جنوب کی طرف خلیج قسطنطینی (باسفورس) کے دہانے پر
واقع ہے۔ جو لوگ (رومی مَصطَکی) بفتح میم و کسرِ کافِ تازی یا مَصطَگی کہتے

ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ جزیرہ مُصطگی کا ترکی نام ساقِز ہے۔

مَصُون ۔ع۔ (صَانَ یَصُوْنُ سے) اسم مفعول۔ حفاظت کیا گیا۔ محفوظ۔ اس پر ہمزہ زیادہ کرکے (مَصْئُون بروزنِ مفعول) کہنا غلط ہے۔ جیسے نسیم نے لکھا ہے

مصئون وہ قضا سے اس قدر ہے — اُس بستی کا نام امر نگر ہے

صَوْن وصِیَانۃ، اَجوفِ واوی ہونے سے اس کا اسم مفعول مَقول کی طرح مَصُون ہونا چاہئے لیکن عربی میں مَصُون کے ساتھ مَصْوُون (بروزن مفعول) بھی آیا ہے اور یہ شاذ ہے۔ آزاد مرحوم سخن دانِ پارس میں لکھتے ہیں کہ اہلِ ایران عربی لفظ میں سے بعض حروف کو حذف کرکے مُواسات سے مُواسا۔ مُحاکات سے مُحاکا۔ تمییز سے تمیز اور تغییر سے تغیر کر دیتے ہیں اسی طرح مصئون کو مَصُون بوزن زبون کر دیا۔ ظہوری نے کہا ہے

خدا ایمنیہ بخشد از قبولش — مَصُون دارد ز رَقم فضولش

آزاد صَوْن کو مہموز العین سمجھے لیکن غلط سمجھے۔ ظہوری پر اعتراض کر دیا ایک تو چوری اور اس پر سینہ زوری۔ مولانا ظہوری نے مَصُون صحیح کہا ہے۔

مُضَایَقَہ ۔ع۔ (بوزن مُفَاعَلَہ) تنگ کرنا۔ اردو میں پروا۔ ڈر۔ خوف اسی طرح مُعَایَنَہ (بفتح یا) اور مُغَایَرت نیز مُشَایَعَت وغیرہ میں (یا) کی جگہ ہمزہ لکھنا غلط ہے کیوں کہ ان کی (یا) اصلی ہے بعض اصحاب ہمزۂ مکسور سے لکھتے ہیں۔ اس طرح (مُعَائِنَہ۔ مغائِرت۔ مُشائِعت وغیرہ) وہ ڈبل غلطی کرتے ہیں۔

مَعَایِش ۔ع۔ مَعَاش ومعیشت کی جمع۔ اسبابِ زندگانی۔ معائش (ہمزہ سے) کہنا سخت غلطی ہے دیکھو مُضایقہ۔

مَعْتُوب ۔ گڑھا ہوا لفظ ہے۔ جس پر عتاب یعنی ملامت اور غصہ

کیا جائے اس کی نسبت مُعاتَب کہنا چاہیے جو مُعاتبہ و عتاب کا اسم مفعُول ہے۔
مَعِدَہ۔ ع۔ مذکر (بالکسر۔ بالفتح و کسر عین) پیٹ میں کھانا رہنے اور ہضم ہونے کی جگہ۔ مِعْدَہ (بالکسر) بھی آیا ہے اور یہی فارسی اردو میں مستعمل ہے۔
مَعرِکہ۔ بکسر را غلط۔ مَعْرَکَہ و مَعْرُکَہ (بفتح را و بضم را) صحیح۔ رزم گاہ۔
معلومات۔ واقفیت۔ علمی لیاقت۔ تجربہ کے معنوں میں بعض اہل مونث۔ بعض جمع مذکر استعمال کرتے ہیں۔ اصول زبان کے لحاظ سے جمع مذکر درست ہے کیوں کہ معلومات مَعلُومَہ کی جمع ہے۔ جو معروضہ منصوبہ کی طرح مذکر ہے جب معروضات منصوبات (جو معروضہ و منصوبہ کی جمع ہیں) جمع مذکر مستعمل ہوتے ہیں تو معلومات بھی جمع مذکر ہے ان کی معلومات وسیع تھی۔ غیر فصیح۔ ان کے معلومات وسیع تھے۔ صحیح۔
مُعَمّٰے۔ ع۔ پوشیدہ۔ مخفی۔ فارسی اردو میں چیستاں۔ وہ کلام جس میں کسی کا نام بطور ابہام بیان کریں۔ پیچیدہ بات۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ (معمہ) اور (تقاضہ) لکھنے لگے ہیں۔
مَعنُون۔ ع۔ (بوزن مُبَرہن۔ مُذَبذَب) عنوان (بالکسر و بالضم) کے معنی ہیں دیباچہ کتاب۔ ہر چیز کا اوّل۔ فارسی اردو میں طور۔ طریق۔ عِنوان دراصل عَنوَنَہ کا اسم ہے جس طرح دَحرَجہ کا دِحراج۔ چوں کہ عَنوَنَہ تَرجَمَہ دَحرَجہ وغیرہ رباعی مجرد ہیں اس لئے ان سے اسم مفعول مُعَنوَن مُتَرجَم مُدَحرَج آتا ہے پس مُعَنوَن کے معنے ہوئے۔ عنوان کیا گیا۔ ظاہر کیا گیا۔ مَعنُون کی جگہ مُعَنوَن کہنا سخت غلطی ہے۔ البتہ مَعنُون (بوزن

مجنون اکے معنی عربی میں مجنون و دیوانہ ہیں۔ اور یہ عن و عنون سے اسم مفعول ہے
مَعَہ۔ غلط۔ مَعَ و مَعْ (بلا ہائے ہوز) صحیح (بمعنی با) ساتھ۔ ہمراہ۔
سمیت۔ جو لوگ (مع) کو ہندی لفظ کی طرف اضافت دے کر
مضاف الیہ میں (کے) لگاتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ تعجب ہے
کہ مرزا غالب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں (بیڑی کو زاویۂ زنداں میں
چھوڑ مع دونوں ہتکڑیوں کے بھاگا اور اپنے نام کا خط مع اُن اشعار
کے یوسف علی کے حوالہ کیا) مع کو ہندی لفظ کی طرف اضافت نہ دینی چاہیے
یا فارسی عربی لفظ کی طرف اضافت دی جائے تو مضاف الیہ میں (کے) نہ
لگایا جائے۔ یعنی مع زن و فرزند روانہ ہوا۔ یا۔ مع عیال روانہ ہوا۔
صحیح ہے اور مع زن و فرزند کے روانہ ہوا یا مع عیال کے روانہ ہوا غلط۔
مَعْیُوب۔ اور مدیون اور معیون مستثنیٰ ہیں۔ اور لغاتِ مستند
میں (معیب و معیوب) و (معین و معیون) دونوں طرح آئے ہیں
البتہ (معتوب) غلط ہے۔
مُغَالَطہ۔ ع۔ غلطی میں ڈالنا۔
مُغتَنَم۔ ع۔ بہ فتح نون غنیمت لیا ہوا غنیمت سمجھا گیا۔
مَفرور۔ غلط ہے۔ اسامی مفرور کہنا درست نہیں۔ عربی میں مفرور کی
جگہ (فر و فار) آتا ہے جو فارسی اردو میں مستعمل نہیں ہے اس کا مصدر
(فِرار) بالکسر ہے (بالفتح) فَرار کہنا غلط ہے۔ مفرور کی جگہ فرار شدہ کہہ
سکتے ہیں۔
مَقدَرَت۔ عربی میں قُدرَت اور مَقدَرَت (بہ ہر سہ حرکات دال)
آیا ہے جس کے معنے ہیں توانائی۔ طاقت و توانگری۔ اردو میں مقدرت

(بفتح و کسرِ دال) مستعمل ہے۔

مُقَدَّمُ الذِّکر۔ ع۔ کسی تحریر میں دو اشخاص کا نام آتا ہے اور بعد کو ہر ایک کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے تو جس کا نام آگے ہو اس کی نسبت (مُقَدَّمُ الذِّکر) اور جس کا نام پیچھے ہو اس کی نسبت (مُؤَخَّرُ الذکر) لکھتے ہیں (متقدّم الذکر) ذکر آگے کیا گیا۔ اور مُؤخّرُ الذکر (پیچھے ذکر کیا گیا) اس کی جگہ (اول الذکر) اور (آخر الذکر) نہیں لکھنا چاہئے (اول الذکر۔ ذکر کا اول) اور (آخر الذکر۔ ذکر کا آخر) یہ الفاظ معنےٰ ادائے مفاہیم سے قاصر ہیں۔

مَقروض۔ عربی میں نہیں آیا ہے۔ البتہ مدیون بطورِ استثناء آیا ہے۔

مَقروقہ۔ قُرق (ت) سے بنا لیا گیا ہے اور متدعو یہ بھی گڑھا ہوا لفظ ہے۔ اصطلاحاً جائدادِ مقروقہ و جائداد متدعویہ کہا اور لکھا کرتے ہیں۔

مَقناطیس۔ لوہا کھینچنے والا پتھر۔ چُمَک۔ غیاث اللغات میں مِقناطیس (بالکسر) اور بحر الجواہر میں مَغناطیس بہ فتح میم و غین مُعجمہ لکھا ہے دراصل مَغنیسیا اور مَغنیسیہ ایشیائے کوچک کا ایک قدیم شہر اور صوبہ بصار و حال کا مستقر حکومت تھا اسی کی طرف چمک پتھر منسوب ہوکر عربی میں مَغناطیس یا مَغنطیس کہلاتا ہے جو دراصل مُعرّب ہے یونانی ہے۔ فارسی و اردو میں مَقناطیس (بہ قاف) کہتے ہیں بالفتح اقرب صحت ہے۔

مِقنَع و مِقنَعہ۔ ع۔ عورتوں کا گھونگٹ۔ نقاب۔ ایک عرض کی باریک چادر۔

مکتب خانہ۔ عربی میں مکتب (چھوٹا مدرسہ) کے معنی میں آیا ہے اس پر فارسی والوں نے (خانہ) کا لفظ بڑھا دیا ہے۔ ظہوری ۔

کنم در عشق مکتب خانۂ خود کوہ و ہاموں را بیاموزم طریق عاشقی فرہاد و مجنوں را

مُکَرَّر ۔ مُکَرَّر (دوبارہ۔ تبارہ) اردو میں لکھتے ہیں۔ مُکَرَّر اسم مفعول ہے تکرار و تکرار کا اور صحیح ہے۔ لیکن سکرر جہلا کی گڑھت ہے۔ مکرر سکرر کی جگہ تکرار اگر کہیں تو مفہوم ادا ہو سکتا ہے ۱۲

مکرمی بندہ ۔ یہ مہمل سا لقب ہے۔ اس کے معنی بلا اضافت گڑھے جائیں تو (میرے مکرم بندے۔ میرے قابل تعظیم بندے) ہوں گے کیا اپنے قابلِ تعظیم دوست یا مربی کو اس طرح کہنا جائز ہو سکتا ہے۔ کیا وہ اس لقب کے معنی سے خوش ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اس کی جگہ صرف مکرمی لکھنا چاہیئے یا مکرم بندہ۔

مُلَبَّب ۔ لباب سے بنا لیا گیا جیسے جام مُلَبَّب جو غلط ہے۔ اسی طرح زُلفِ مُتَرَش۔ لباسِ مُزَیَّب۔ مَعجونِ مُنَہّی۔ لوحِ مُطلا۔ مُوئے مُزَلَّف جامۂ مُزَرکش۔ مَردِ مُفلوک (فلک زدہ) فلاکت۔ نزاکت۔ بادشاہت تحشم و (کشمیری بنتا) وغیرہ سب غلط ہیں کیوں کہ فارسی الفاظ سے عربی اوزان پر گڑھ لیے گئے ہیں۔

مُلزَم ۔ ع۔ الزام لگایا گیا۔ قصوروار۔ بجائے مُلزَم (مُلزِم) کہنا غلطی ہے کیوں کہ مُلزِم الزام کا اسم فاعل ہے۔ جس کے معنے ہیں کسی کے ذمہ کوئی کام کر دینے والا۔ لازم و اجب کر دینے والا۔ الزام لگانے والا ۔ ۱۲

مَلَکہ ۔ ع۔ (بفتح میم و لام) جو بات طبیعت میں راسخ و متمکن ہو۔ (مہارت) بکسر لام (مَلِکہ) اس معنی میں غلط ہے۔

مَلِکہ ۔ ع۔ (مَلِک کی تانیث) سلطانہ۔ بادشاہ بیگم۔ وہ عورت جو حکمرانی کرے بہ سکون لام (مَلکہ) کہنے سے احتراز چاہیئے کیوں کہ یہ غلط ہے۔

مُملَکت و **مَملُکت** و **مَملِکت** بہ ہر سہ حرکاتِ لام۔ بادشاہی۔ ملک اہل ہند

مُلکَت بہ ضمِّ لام اور اہلِ شام و مصر عموماً مُلکَت کہتے ہیں۔ بہ کسرِ لام غیر فصیح ہے۔

مُمہور۔ مُہر سے اسم مفعول بنالیا گیا ہے یعنی مہر زدہ۔ لیکن غلط ہے کیوں کہ مُہر فارسی اور اسم ہے اگرچہ اِستعمالاً عربی میں بھی رائج ہو گیا ہے۔ مِصر میں ممہور کی جگہ اسٹامپیٹ کاغذ کو وَرَقِ مختوم کہتے ہیں۔ لہٰذا کاغذ مختوم صحیح ہے۔

مَنَارہ / مَنَارَہ } ع۔ نور کی جگہ۔ روشن مقام۔ وہ ستون جو راستوں پر فاصلہ ظاہر کرنے کے لئے بنائے جاتے تھے۔ وہ ستون جس پر رات کو مسافروں کے لئے چراغ روشن کیا جائے۔ وہ مقام بلند جو مُوذّن کے اذان کہنے کا ہوتا ہے اردو والوں نے مَنار سے مِینار بنالیا ہے۔ جدید عربی میں مَنَارہ روشنی کے گھر کو کہتے ہیں اور مَنَارہ کی جمع مَنَائِر و مَنَاوِر ہے۔

مُنَافِع۔ غلط ہے۔ نَفْع کی جگہ مُنَافِع کہنا غلط ہے اور مَنَافِع منفعت کی جمع ہے

مِنّت۔ ع۔ مؤنث۔ احسان۔ بھلائی۔ نعمت۔ اردو میں عاجزی خوشامد کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ داغ ؎

پیر گردوں ہے مگر پیرِ مغاں اے ساقی — نہ سفارش تری مقبول نہ مِنّت میری

احسان۔ میرؔ ؎ پائے گل اس چمن میں چھوڑا گیا نہ ہم سے

سر پر ہمارے اب کی مِنّت ہے بے پری کی

اور مَنَّت۔ ہ۔ (بفتح میم) مونث۔ نذر۔ نیاز۔ بھینٹ۔ نیت۔ عہد۔ امیرؔ ؎

امیرؔ سخت جاں بھی ہو گیا قتل — چلو مَنَّت ہوئی پوری قضا کی

مُنتَخَب شُدہ۔ مُنتخب خود اسم مفعول ہے پھر شدہ زیادہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اس کی جگہ انتخاب شدہ صحیح ہے۔

مَنْد ۔ ف ۔ مند کسی کلمہ سے مرکب ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں صاحب ۔ خداوند جیسے دانشمند ۔ دردمند ۔ آرزومند ۔ بحالتِ مفرد ۔ خاقانی

گرچہ ہنرآموزند اہل ہنر از مندان ۔ مندان زتو آموزند اسرار جہانداری

رودکی ؎ ترا بداد خدا این جہان و نیکو داد
بزرگ کرد ترا زانکہ ہست روزی مند

مَنْزِل ۔ ع ۔ مؤنث ۔ جائے نزول ۔ سرائے ۔ مسکن ۔ مقام ۔ زند ؎

رہِ عشق میں اس کے گھبرا نہ اے دل ۔ کڑی سی کڑی منزل آگے پڑی ہے

فارسی اردو والے اس پر (گاہ یا گہ) بھی زیادہ کر دیتے ہیں ۔ جیسے حافظ رحمہ

کس ندانست کہ منزلگہِ معشوق کجاست ۔ این قدر ہست کہ بانگِ جرسی می آید

ذوق ؎ مرا گھر تیرا منزلگاہ ہو ایسے کہاں طالع
خدا جانے کدھر کا چاند آج اے ماہ رو نکلا

مَنْصَب ۔ ع (بکسرِ صاد) مقام ۔ رتبہ ۔ حکومت ۔ (اردو میں مجال ۔ طاقت قدرت) وہ مشاہرہ جو سرکار سے نسلاً بعد نسلٍ جاری رہتا ہے ۔ اردو اور فارسی والوں نے لب اور رتبہ کے قوانی کے ساتھ استعمال کیا ہے ۔ صائب ؎

مکن در بند احسان کوتہی گر منصبی داری
کہ بانگ بادوستی لنگر آرام منصب را

مَنَصَّہ } ع (بفتح میم و تشدید صاد) حجلۂ عروس ۔ اور بکسر میم و تشدید
مِنَصَّہ
صاد) وہ چوکی جس پر جلوہ کے وقت دلہن کو بٹھاتے ہیں ۔

مَنْظُور ۔ ع ۔ نظر کیا گیا ۔ دیکھا گیا ۔ اردو میں پسند ۔ پسندیدہ ۔ مقبول مانا گیا ۔ اجازت دیا گیا ۔ غالب ؎

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

مُنعَدِم۔ معدوم صحیح ہے اس کی جگہ منعدم کہنا غلط ہے کیوں کہ (اِنعِدَام) نہیں آیا ہے۔

مُنَقّیٰ۔ ع۔ پاک کیا گیا۔ خالص کیا گیا۔ مَویزِ مُنَقّٰے۔ بیج نکال کر صاف کی ہوئی داکھ۔ مویز ایک قسم کی کشمش ہے عوام مویز کی جگہ (مُنَقّٰے) کہتے ہیں۔

مُنکَر۔ ع۔ اُن دو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کا نام جو قبر میں مُردوں سے سوال کریں گے۔ اس معنی میں مِنکِر بکسر کاف تازی غلط ہے۔ دوسرے فرشتہ کا نام نکیر ہے۔ قاآنی نے بستر، خنجر کے قافیوں کے ساتھ باندھا ہے ؎

وان گُرزۂ آتش کہ زند بر سرِ عاصی آن لحظہ کہ در قبر نکیر آید و مُنکَر

اسیر ؎

لحد میں آکے جو مجھ سے غریب کو پوچھا
کرم نکیر نے مُنکَر نے مہربانی کی

مَوَاشی۔ ع۔ (جمع ماشیہ) ستور، چہارپایہ۔ (مَویشی) مواشی کا اِمالہ ہے اگرچہ مواشی یا مَویشی جمع کا صیغہ ہے اس پر بھی اردو میں واو و نون علامت جمع بڑھا کے کہتے ہیں "مویشیوں سے جنگل بھرا ہوا ہے"۔

مَوَانِعات۔ غلط ہے اس کی جگہ (مَوَانع) کافی اور صحیح ہے۔ عربی جمع الجمع کا استعمال اردو ادبا و فصحائے نے (خاص خاص الفاظ کے سوا) ناجائز قرار دیا ہے۔

مَواہیر۔ مہر کی جمع بنائی گئی ہے جو درست نہیں۔

مَورِد۔ ع۔ چشمہ۔ اُترنے کی جگہ۔ وارد ہونے کی جگہ۔ تالاب۔ مشرب۔ مَورَد۔ بفتح را کہنا غلط ہے۔ کیوں کہ مثال سے اِسم ظرف مَفعِل (بہ کسرِ عین) کے وزن پر آتا ہے جیسے مَولِد۔ مَوطِن۔ مَوضِع۔ مَوصِل۔ (الجزیرہ کا مشہور شہر)

مَوْقع۔ موسِم وغیرہ۔

مَوسِم ۔ ع ۔ (بفتحِ میم و کسرِ سین) کسی چیز کا ہنگام ۔ جمع ہونے کی جگہ۔ مُوسَم غلط ہے۔ فارسی اور اردو کے شعرا نے موسَم ۔ (بفتحِ سین) نَم ۔ خُرّم وغیرہ قوافی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ ذوق ؎

بے یار روزِ عید محرّم سے کم نہیں　　　جامِ شراب دیدۂ پُرنم سے کم نہیں

زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گوں　　　اپنی خزاں بہار کے موسَم سے کم نہیں

عجیب مازندرانی ؎

نوروزِ خوش و بہارِ خرّم　　　آمد ز بہشت عدن باہم

ساقی فاسقنی براح　　　بر موجبِ اقتضاے موسَم

مُلتقیٰ ۔ ع ۔ ملنے کی جگہ ۔ سنگم ۔ مُلتقے ۔ اسم ظرف ہے ۔ میسوپوتامیہ (الجزیرہ) کا ایک شہر جو دریاے دِجلہ کے غربی کنارے پر واقع ہے ۔ ساسانی عہد میں اس کا نام بوز اَرْدَشیر تھا ۔ مُوصل کے مقابل دِجلہ (بالکسر) کے شرقی ساحل پر شہر نینویٰ کے خرابات ہیں جہاں حضرت یونس پیغمبر آسودہ ہیں۔

مَوْقِع مَوْقَع ۔ مَفْعِل کے وزن پر (مَوْقِعْ) آتا ہے ۔ موقِع ۔ واقع ہونے کی جگہ ۔ وقتِ مناسب ۔ خاص وقت ۔ مَوقعہ میں (ہ) زیادہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اہلِ اردو مَوْقِع کو بفتحِ قاف کہیں تو مَوْقَع کہیں جیسے مَوْضَع ۔ اور مَوْقِعَۃ الطائر بمعنیٰ جائے نشست مختص ہے۔

مَوْقُوعہ ۔ غلط ہے اس کی جگہ (واقع) کہنا اور لکھنا چاہیئے ۔ کیوں کہ وُقوع (ہونا ۔ ظہور میں آنا) فعل لازم ہے اور فعل لازم سے اسم مفعول نہیں آتا صرف اسم فاعل آتا ہے اِس لیے واقع صحیح اور موقوع یا موقوعہ غلطِ محض ہے۔

مُومیٰ اِلیہ ۔ مرع ۔ بمعنیٰ مُشارٌ الیہ ۔ مُومِیُ الیہ غلط ہے ۔ کیوں کہ ایما کا مفعول

مُومی بروزن مُکرم ہے۔

مِہار } ف۔ مَہار (بروزن بہار) اونٹ کی نکیل۔ اردو والے بضم میم بھی
مُہار } بولتے ہیں۔

مُہتمم۔ عربی میں اہتمام سے اسم فاعل اور اسم مفعول مُہتَم ہے۔ اہتمام کا صیغہ اسم مفعول مُہتَمّ بالشان تو مستعمل ہے لیکن اسم فاعل مُہتِمّ جو دراصل مہتم تھا اسی کو اہل اردو استعمال کرتے ہیں۔ حال آں کہ مضاعف ہونے کے سبب مُہتِمّ ہونا چاہیئے جیسے اضطرار سے مُضطَرّ اور اعتزاز سے مُعتَزّ۔

مہربانگی۔ غلط ہے اسی طرح ناراضگی اور ادائگی۔ جس لفظ کے اخیر میں (ہ) ہو اگر اس پر یاے مصدری لگائی جائے تو (ہ) (گ) سے بدل جاتی ہے۔ جیسے آزردہ رنجیدہ سے آزردگی۔ رنجیدگی۔ مہربان۔ ناراض۔ ادا کے اخیر میں تو (ہ) نہیں ہے اُن پر یاے مصدری لگائیں تو مہربانی۔ ناراضی۔ ادائی کہیں گے نہ کہ مہربانگی۔ ناراضگی۔ ادائگی۔ ان میں (گ) کہاں سے آگیا۔ اور آزادگی اس لئے صحیح ہے کہ آزادہ سے ہے۔ جو لوگ آزاد سے آزادگی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اسیطرح درستگی (بجائے دُرستی) کہنا غلط ہے۔

مِہمیز۔ مِہماز (بالکسر) کا اِمالہ مِہمیز (بکسر میم) صحیح ہے۔ اس کی تصریح یہ ہے کہ عربی میں ہَمز (بوزن اَمز) (بمعنی رکاب زدن ایڑ مارنا۔ نچوڑنا۔ غیبت وغیرہ) سے اسم آلہ مِہمَز جمع مَہامِز اور مِہماز جمع مَہامیز آیا ہے۔ مِہمَز و مِہماز کے معنے ہیں نیشِ رکاب۔ رکاب کا کانٹا اہل ایران نے مِہماز سے اِمالتہً مِہمیز کر لیا۔ اسم آلہ کا میم مکسور ہوتا ہے اس لئے مِہماز خواہ مِہمیز دونوں بالکسر صحیح اور بالفتح غلط۔۱۲۔

مُہوِس۔ غلط ہے۔ ہَوس سے بنالیا ہے جیسے روغن سے مُرغن۔

مُہیب ۔ ع ۔ (بالفتح) بھیانک ۔ جس کے چہرے سے رُعب اور ہیبت برسے مردِ خوفناک جس سے لوگ ڈریں ۔ (بضمِ میم) مُہیب نہیں آیا ہے ۔ اس لفظ کے اشتقاق میں پیچیدگی واقع ہوئی ہے اس لئے بحث کو تفصیلاً لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے صاحبِ غیاث شارح فاضل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مُہیب بہ ضمِ میم جو مشہور ہے غلط ہے اِس لئے کہ باب افعال اس مادہ سے مستعمل نہیں ہوا ہے مولفینِ این اوراق کا قول ہے کہ ہیبت سے باب افعال اہابتہ تو البتہ آیا ہے لیکن اس کے معنے ڈرانا یا ڈرنا نہیں آئے بلکہ اونٹوں کو بلانا ۔ پکارنا ہیں ۔ اِس لئے مُہیب بھیانک کے معنے میں صحیح نہیں اگر اس کو ہَیبت و مَہابتہ سے اسم مفعول قرار دیں (جس طرح بَیع سے مَبِیع) تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ہَیبت و مَہابتہ (ترسیدن ڈرنا) مصدر لازم ہے جس سے اسم مفعول مَہیب نہیں آسکتا ہے لیکن مستند عربی لغات قاموس، تاج العروس، منتہی الارب وغیرہ میں مَہیب مَہُوب و مَہُوب ہر سہ بالفتح ہیبت ناک، پُر رُعب کے معنوں میں صفات کے صِیَغ آئے ہیں ۔ اس کی اصل یہ ہے کہ مَہیب دراصل مَہیب منہ ہے کیوں کہ حرف جر کے صلہ سے لازم متعدی ہو جاتا ہے ۔

ہِیں ۔ جلال مرحوم کہتے ہیں کہ "تحتانی معروف اور اخفائے نون کے ساتھ ایک کلمہ ہے کہ فائدہ اپنی ذات کے حصر کے معنی کا دیتا ہے اور جو اس کو (میں ہی) پڑھتے یا لکھتے ہیں راقم کے عندیہ میں غلط ہے ۔" اُنہیں کا شعر ہے ؎

جلایا گئے وہ شبِ وصل بھی ہِیں رات بھر شمعِ محفل رہا

تم ہی اور ہم ہی، اُس ہی اور اُن ہی کو تمہیں، اور ہمیں اُسی اور اُنہیں کہتے اور لکھتے ہیں ۔ لیکن (ہِیں) جلال مرحوم اور اُن کے اتباع سے مختص ہے ۔ رند ؎

اک فقط میں ہی نہیں چاہنے والا تیرا جس نے پیدا کیا وہ بھی تو ہے شیدا تیرا

مَیّت۔ ع۔ (بفتح میم و کسر یاے مشدد) مُردہ۔ وہ جو قریبِ مرگ ہو۔ جنازہ، لاش۔ اردو والے بفتح یاے مشدد کہتے ہیں، جو درست نہیں۔ اسی طرح جیّد سیّد۔ طیّب وغیرہ بہ کسر یا، صحیح لیکن بفتح یا، غلط ہیں۔

مُیَسّر۔ ع۔ (بضم میم و تشدید سینِ مفتوح) آسان کیا گیا۔ (اردو میں دستیاب حاصل۔ حاضر۔ موجود) بفتح میم کہنا غلط ہے کیونکہ تیسیر سے اسمِ مفعول ہے۔

ن

ناخدا۔ ف۔ (مخفف ناؤ خدا) ناؤ بمعنی کشتی و جہاز کوچک، و خدا بمعنی خداوند صاحب۔ یعنی خداوندِ ناو۔ سعدیؒ ؎

سیاہان براند کشتی چو دود — کہ آن ناخدا ناخدا ترس بود

ناخن۔ ف۔ دراصل (ناخون) کیونکہ اس میں اصلاً خون نہیں ہوتا ؎

توچنانی مرا بجان و بدل — ای نگارین کہ گوشت با ناخون

امیر خسرو رحہ۔ پہیلی۔

بیسوں کا سر کاٹ لیا — نا مارا نا خون کیا

ناراضگی۔ دیکھو (مہربانگی)

ناز و نخرا۔ ناز فارسی، اور نخرا اُردو۔ ان کے درمیان بطور فارسی واو عطف کا لانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ناز اور نخرا کہنا چاہیئے۔

نام بُردہ۔ ف۔ نام دار۔ نام آور۔ فردوسی ؎

بہ لشکر نام بردہ بجنگ — بُر آن جہان دیدہ تیز چنگ

نامحروم۔ محروم کو نا کے ساتھ نامحروم کہنا ایسا ہے جیسے فضول کو (بے کے ساتھ بے فضول) اور خالص کو (ناخالص) کہنا جاہل کہتے ہیں۔

نُبُوَّت - ع - بالضم - خبر دینا - پیغمبری - دراصل نُبُوءَت ہے کیوں کہ مادہ (ن ب ء) ہے لیکن فارسی اور عربی میں بھی نُبُوَّت بضمتین و تشدید واو آیا ہے
نَجات - ع - بالفتح - مخلصی - رہائی - بالکسر غلط ہے۔
نَذر - ع - مونث - (بالفتح) عہد و پیمان (نیاز - فاتحہ - تحفہ - پیشکش) عوام (نَذَر) بفتحتین کہتے ہیں - انیس ؎

پوشاک کو مانندِ کفن چاک کئے تھے
دربار میں سر نَذر کو ہاتھوں پہ لئے تھے

رشک ؎

پاؤں تصویر اُس کی تو از رنگ تک صدقے کرد
میں تو کیا بہزاد کی یہ نذر تھی مانی ہوئی

نزاکت - اہل اُردو نے نازک سے بنالیا ہے - مومن ؎

اب اغیار سے ہاتھا پائی ہو کیوں
نزاکت بس اے نازنیں ہو چکی

بعض نے نزاکت کو اضافت کے ساتھ بھی استعمال کیا ہے - امیر ؎

اللہ ری نزاکتِ جاناں کہ شعر میں
مضمون بنا رہا کمر کا تو دردِ کمر ہوا

داغ ؎

کب یہ دلِ وابستہ ہوا بارِ نزاکت
ہاں ایک گرہ اور بڑھی زلفِ دوتا میں

مومن ؎

وردِ شانہ سے ترا محوِ نزاکت خوش ہے
کہ میں ہمدوش ہوں گو غیر بھی ہمدوش ہوا

فارسی والے نازک پر (یائے مصدری) لگا کر (نازکی) لکھتے ہیں - اردو والوں نے بھی (نازکی) لکھا ہے - داغ ؎

یہ بات بات میں کیا نازکی نکلتی ہے
دبی دبی ترے لب سے ہنسی نکلتی ہے

نَزد - ف - (مخفف نزدیک) پاس قریب - بالکسر (نِزد) کہنا غلط ہے۔
نُزہَت - ع - (بالضم) پاکی - نیکوئی - فرحت - کسی چیز کے حصول کا وقت

اردو میں فرحت۔ انبساط۔ خوشی۔ خرمی۔ عیش ونشاط۔ حظِ نفسانی۔ تروتازگی۔

نَسَق ۔ ع۔ (بفتحتین) دانتوں کی لڑی وغیرہ۔ جو برابر اور ہموار ہو۔ مزین۔ مرتب۔ اردو میں نظم ونسق مستعمل ہے۔ انیس ؎

بزمِ جہاں میں دفترِ نظم ونسق کھلا ظلمت نہاں ہوئی دربلاغِ شفق کھلا

امیر ؎

کب خار اُلجھ سکتے ہیں دامانِ صبا سے گلشن کی قلمرو میں ہے نظم ونسقِ گل

نَسلاً بعدَ نَسل ۔ اس کی جگہ۔ (نسلِ بعدِ نسلٍ) کہنا یا لکھنا غلطی ہے کیوں کہ نسلاً کی تنوین نصبی بر نزعِ الخافض ہے۔

نَشا ۔ ا۔ مذکر۔ خمار۔ کیف شراب۔ سُکر۔ مدہوشی۔ مستی۔ گھمنڈ۔ غرور۔ نخوت۔ جوش ولولہ۔ دراصل عربی نَشأۃ (نَشْئَۃ) اور نَشْأ ہے۔ پیدا ہونا۔ بڑھنا۔ پیدا کرنا وغیرہ بحرکت دُوم بلا تشدید۔ اُردو میں شعرانے استعمال کیا ہے۔ ذوق ؎

رات میخانے میں ساقی جو نشے میں بہکا خم شیشہ کو لگا کہنے خم جامِ شراب

رند ؎

مئے حسن کی کیا ہوئیں وہ نرگسیں نشے رند نے کیا اُتارے تمہارے

نَشَّہ ۔ (بروزنِ پَشّہ) فارسی ہے۔ اُردو شعرانے بہ تشدید شین بھی استعمال کیا ہے۔ ناصر علی ؎

نشّہ این می جنون دارد جنون ہشیار باش ہست صد چشمِ پری یک خوشہ انگورِ ما

قدر ؎

مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھ نشّہ ہے تم کو حسن کا، زہر کا، شراب کا

برق ؎

مرگئے پی کر مئے الفت فراقِ یار میں نیند آنکھیں ہو گئیں نشّہ جو اپنا بڑھ گیا

غالب ؎ تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے
تریاکیٔ قدیم ہوں دودِ چراغ کا

امیر ؎ اُترے جو نشہ توبہ کریں ہم شراب سے
لغزش نہ تا زباں کو ہو عذرِ گناہ میں

نَشاستہ - ف - بالفتح مستعمل ہے اگرچہ نِشاستن (بٹھلانا) بالکسر سے مشتق ہے کیوں کہ اس کے بنانے میں گیہوں کے مغز کی گاد پانی میں بٹھلائی جاتی ہے۔

نَشاط - ع - سونث - (بالفتح) خوشی۔ شادمانی۔ بالکسر (نِشاط) غلط ہے۔

نَشاندن - بالفتح - نشستن کا متعدی بٹھلانا۔

نِشتر - ف - بالکسر - فصد کھولنے کا آلہ - زخم چیرنے کا آلہ - نشتر نیشتر کا مخفف ہے

عربی ؎ اقبالِ کرم میگزد اربابِ ہمم را
ہمت نخورد نیشترِ لا و نعم را

ناسخ ؎ بلبلیں کیا گل بھی دیوانے ہیں تیرے عشق میں
خار ہے ہر رگِ گل نیشتر فصاد کا

صبا ؎ غضب کی ہیں تری مژگاں نکیلی
نہ کیوں کر نوک کی لیں نیشتر سے

اسی طرح برون بیرون کا مخفف ہے - بُرون بضم با کہنا غلطی ہے۔

نَشو و نَما - ع - (مختلف فیہ) بالیدگی - نَما (بالفتح) صحیح ہے اور (بالضم) نُما غلط

صبا ؎ چشمِ پُر آب سے ہے نَشو و نَما ساون کی
نفسِ سرد نے باندھی ہے ہَوا ساون کی

ناسخ ؎
خط کو روے یار پر نُشو و نمَا ہوتا نہیں
سَبزۂ بیگانہ گُل سے آشنا ہوتا نہیں

مونث کو ترجیح ہے۔ واضح ہو کہ نَشو عربی میں نَشَأ (ہمزہ سے) ہے فارسی میں نَشو لکھا جاتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ واو پر ایک ہمزہ لکھ دیا جائے۔

نَصَفَت۔ ع۔ مونث۔ (بفتحتین) انصاف۔ داد۔ عدل۔

نِعمَ البَدَل۔ (بفتح میم) اچھا بدلہ۔ وہ بدلہ جو کسی چیز کے عوض حاصل ہو۔ پہلے سے بڑھ کر صلہ۔ امیر ؎
نِعمَ البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگیں سخن ہوا

جب کسی کا بچّہ یا بیوی مر جائے تو کہتے ہیں کہ خدا تم کو اس کا نعمَ البدل دے۔ یہاں یہ لطیفہ لطف سے خالی نہ ہوگا کہ کسی نے ایک شخص کی بیوی کے مرنے پر یہ جملہ کہا کہ خدا آپ کو اس کا نعمَ البدل دے۔ کوئی کم فہم جاہل اس کو سن کر موقع کا منتظر رہا۔ ایک معزز صاحب کے والد مر گئے تو اُن سے یہی جملہ کہا۔ اُن کی والدہ زندہ تھیں اس فقرے کو سُن کر بہت بگڑے۔ لوگوں نے اُس جاہل کو سمجھایا کہ اس جملہ کا محلِ استعمال غلط ہے۔

نَعُوذًا باللہ۔ نَعُوذ عُوذ (پناہ مانگنا) سے مضارع جمع متکلم ہے۔ نَعُوذ باللہ کے معنے ہیں ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ نعوذاً غلط محض ہے اِس لئے کہ فعل پر تنوین داخل نہیں ہو سکتی۔ نعوذ باللہ کی جگہ مَعَاذ اللہ بفتح میم اور عِیاذاً باللہ بہ کسر عین جملہ بھی کہتے ہیں مَعاذَ اللہ کی تقدیر اَعُوذ مَعَاذ اللہ (میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں) ہے مَعاذ مفعولِ مطلق واقع ہوا ہے اور عِیاذاً باللہ کی تقدیر بھی اَعُوذ (یا نَعُوذ) عِیاذاً باللہ ہے (یا ہم) خدا کی پناہ مانگتا ہوں یا (مانگتے ہیں) اور عِیاذاً مفعول واقع ہوا ہے

نِفرِیں۔ ف۔ مونث۔ لعنت۔ ملامت۔ دعاے بد۔ مصحفی ؎

بسکہ نازک ہوگئی حالت دلِ بے تاب کی　　اب اُٹھا سکتا نہیں نفریں عزیز احباب کی

اگرچہ غیاث، برہان وغیرہ لغات میں نِفریں بالکسر لکھا ہے لیکن تحلیلاً نَفریں صحیح ہے کیوں کہ نَفریں دراصل (نہ - آفریں) ہے نہ حرف نفی اور آفریں۔ دُعا (یعنی - بددعا) آفریں کو پازند میں (آفریں) ژند میں (مَری مَیتی) اور ویدک میں (پَری ناتے) لکھا ہے۔ (۱۴۳)

نَفَس - ع - مذکر - دم - سانس - ضیق النفس (سانس کی تنگی) نفس کی جمع - (اَنفاس) ہی ہے۔ میر ؎

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لئے لیکن　　ہونٹوں پہ مرے جب نفس باز پسیں تھا

نَفس - ع - مذکر - جان - روح - ذات - ہستی - اس کی جمع (نفوس) ہے۔ صبا ؎

دل ہو مزے سے نفس کُشی کے جو آشنا　　تشنہ لبی کا غم لبِ دریا اٹھایئے

تسلیم ؎

مار ڈالا ہم کو اِس کم بخت نے
نفسِ امّارہ مگر مرتا نہیں

نَفع - ع - مذکر - (بالفتح) - (ضدِ ضرّ) فائدہ - میر ؎

تدبیر تھی تسکیں کے لئے لوگوں کی ورنہ　　معلوم تھا مدت سے ہمیں نفع دوا کا

نَفل - ع - (بالفتح) وہ عبادت جو واجب نہ ہو۔

نَفور - ع - (بالفتح) نفرت کرنے والا۔ سخت نافر۔ اس معنی میں (بالضم) غلط ہے۔

نِقاب - ع - بالکسر - منہ پر ڈالنے کا پردہ - گھونگھٹ - نَقاب بالفتح غلط ہے۔ مونث کا استعمال ہے - داغ ؎

غیر کے سامنے بے پردہ ہوئے تھے اِک بار　　پھر نقاب ان سے کبھی چہرے پر ڈالی نہ گئی

نَقّاب - بوزن جلّاد نقب لگانے والے کو کہتے ہیں۔

نِقاط - ع - (بالکسر) جمعِ نُقطہ - اسی طرح (نِکات) بالکسر جمعِ نکتہ - (بالضم) نُقاط یا نُکات کہنا غلط ہے۔

نَقاہت - کمزوراً در ضعف و ناتوانی کے معنی میں نقہ سے بنا لیا ہے۔ قاآنی ؎

چون مہِ چاردہ رخشان زصباحت فربہ   لیک تنِ شان زنقاہت چو مہِ نو لاغر

سالک ؎ کچھ مجھ کو فکرِ ضعف و نقاہت نہیں رہی
خوش ہوں کہ اضطراب کی طاقت نہیں رہی

نِقرِس ۔ع ۔ بہ کسر نون و را ۔ ایک شدید درد جو پیروں کی انگلیوں اور ٹخنے میں ہوتا ہے ۔ نقرس اور نقریس حاذق و تجربہ کار طبیب کو بھی کہتے ہیں ۔

نَقش ۔ ع ۔ مذکر ۔ (بالفتح) لکھنا ۔ پانوں سے کانٹا نکالنا ۔ نگار ۔ تصویر ۔ سالک ؎
اس در پہ لاغری سے نہ آیا نظر تو کیا   یہ نقش پسلیوں کا مٹایا نہ جائے گا

انوری ؎ نقشِ طبیعی سترد روزگار
نقشِ الٰہی نتواند سترد

نَقش کَالحجر ۔ اس کی جگہ کالنَّقشِ فِی الحجَر صحیح ہے یعنی (جیسے پتھر میں نقش) ؎
بات اس کی میرے دل میں ہی کالنقش فی الحجر   پتھر کی ہے لکیر نہیں ہے یہ نقش آب

نقشہ ۔ عربی لغات میں نہیں آیا ہے ۔ شعرائے فارسی گو نے نقش باندھا ہے ۔ شعرائے اردو نے نقش اور نقشہ دونوں طرح باندھا ہے مگر نقشہ کو اضافت نہیں دی ہے لہٰذا اہل اردو نے بنا لیا ہے ۔ امیر ؎
امیر آیا نظر جب چودھویں کا چاند سمجھے ہم   کسی نقاش نے کھینچا ہے نقشہ ان کے جوبن کا

نَقص ۔ ع ۔ مذکر ۔ (بالفتح) کمی ۔ اردو میں عیب ۔ دھبا ۔ برائی ۔ کھوٹ ۔ بالضم (نُقص) غلط ہے ۔ جامیؒ (سلسلۃ الذہب) ؎
رقص ناقص ز روی نَقص بود   جنبشِ کاملاں نہ رقص بود

مونس ؎ نسبت ہے کیا کہ ماہ میں ہے نَقص داغ کا
عالم ہے آفتاب میں دن کے چراغ کا

نِکات ۔ ع ۔ (بالکسر) ۔ (جمعِ نکتہ) سخن ہائے باریک ۔ سخن ہائے لطیف ۔ بالضم

(نُکات) کہنا غلطی ہے۔
نَکوہش ۔ ف ۔ مونث ۔ (بفتح اول) عیب ۔ سرزنش ۔ ملامت ۔ بالکسر (نِکوہش) غلط
نَکہت ۔ ع ۔ مونث ۔ (بالفتح) بوئے خوش ۔ (بکاف فارسی) نگہت کہنا یا لکھنا سخت غلطی ہے ۔ کیوں کہ عربی میں گاف فارسی نہیں ہے ۔ امیر ؎

ہے ترے پیرہن پاک کی حسرت اُس کو ۔۔۔ ورنہ کیوں نکہتِ گل جامہ سے باہر ہوتی

نِگَراں ۔ ف ۔ (بکسرِ نون و فتح کافِ فارسی) دیکھنے والا ۔ منتظر ۔ بسکونِ کافِ فارسی نِگْراں کہنا غلطی ہے ۔ صائب ؎

در دست چہ دارند بجز کاسہ خالی ۔۔۔ آن ہا کہ درین باغ چو نرگس نگرانند

مومن ؎
منتظر ہے کسی بت کا تو نہیں تو کیوں ہے
مجلس وعظ میں ہر سو نگراں ہے واعظ

حافظ ؎
آن یار کہ گفتا بتو ام دل نگران است
گو می رسم اکنوں بسلامت نگران باش

صبا ؎
رات دن محوِ تماشائے بتاں رہتا ہے
آئنہ صورتِ چشمِ نگراں رہتا ہے

نَم ۔ ف ۔ مذکر ۔ تری (نَم بمعنی تری و رطوبت آمدہ ع زبحرِ عشق عالم را نمی دان فرہنگ ناصری) مومن ؎

چھوڑا نہ دل میں کچھ بھی تپ ہجر نے کہ رات ۔۔۔ روتے تھے زار زار اور آنکھوں میں نم نہ تھا

بعض شعرا جلال وغیرہ نَم کو تر کے معنی میں لینا یعنی چشمِ تر و دیدۂ تر کے مقام پر چشمِ نم و دیدۂ نم درست نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ نم بمعنیٔ تر نہیں آیا ہے ۔ جناب نظم ادب الکاتب والشاعر کے ایک مضمون میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ ”جس طرح کپڑا رنگین کہنا صحیح نہیں اُسی طرح محرمِ رنگین اور چشم نم کہنا بھی ناجائز ہے کیوں کہ کسرۂ توصیفی

ترکیب فارسی کے لئے مخصوص ہے...... میں نے مرزا بیدل کے کلام میں دیکھا ہے ع
فارغ از جوشِ غبارست زمینیکہ نم ست ؎ اور فیضی سا شخص بھی دھوکا کھا ہی گیا۔
مجھے اس وقت وہ شعر یاد نہیں آتا پھر لکھوں گا...... اہل زبان کبھی چشم نم نہیں
کہتے جب کہیں گے نمِ چشم کہیں گے۔"

عیش امروہوی رسالہ اردوئے معلیٰ نمبر (۴) جلد (۵) میں لکھتے ہیں کہ "میں نے
اپنے استاد حضرت شمشاد لکھنوی سے (نم) کی بابت دریافت کیا تو آپ نے تحریر
فرمایا کہ نم بمعنیٔ تر بھی اہلِ زبان نے استعمال کیا ہے جیسے سید علاؤالدین وصالی
(ماسقیاں) ؎

گر بدریا در او فتند بوَجد رشتۂ دلقِ شان نگردد نم (تر)

محسن تاثیر ؎ نیست پیکانِ ترا در دلِ خون گشتہ قرار
بگزرد آب بسرعت از زمینی کہ نم ست (تر)"

اُردو میں (نم) بمعنیٰ تر کی اور مثالیں۔ ذوق ؎

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے
جوں حرف سرِ کاغذِ نم اُٹھ نہیں سکتا (تر)

مُحسن کاکوروی ؎ سرِ اقدس ہے حبابِ لبِ دریائے قِدم
دُرّۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم (تر)

داغ ؎ رلا کر آنکھ سے آج گریاں کر دیا کس نے
کہ اپنی آنکھ نم کی قطرۂ شبنم سے نرگس نے

سوز ؎ اشک کے قطرے نہیں ہیں چشمۂ آبِ حیات
جی اٹھوں گا جان، مت آنکھوں کو اپنی نم کرو

اُردو میں نم (بمعنی تری) کی اور مثالیں۔ مصحفی ؎

نہیں آتے جواب پلکوں پر آنسو　　نہیں ہے نام کو آنکھوں میں نم کیا

مومن سے
ہوں آب آب اُف ری نگہ ہائے گرم گرم
اُس مہروش کے سامنے آنکھوں میں نم نہیں

نُمرُود۔ فرہنگ انجمن آرائے ناصری وغیرہ میں بالفتح لکھا ہے۔ نمرود کی اصل نہ مُرد (نہیں مرا۔ لم یمت) بیان کی جاتی ہے۔ عبرانی میں نمرود (بالکسر واو مجہول بمعنی سرکش و باغی) ہے جیسا کہ سفر تکوین اصحاح (۱۰) اور آیت (۱۰) میں مذکور ہے۔ عربی میں نمرود بالضم کہتے ہیں جسکی جمع نمارِدَہ ہے نمرود (بن کوش بن حام بن نوح) بابل اور اور اَشّور (اسیریا) کا بادشاہ تھا جسنے شہر بابل۔ نینوی وغیرہ کی بنیاد ڈالی حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور نمرود کا قصہ مشہور ہے۔

نمکیں۔ ف۔ نمک دار۔ اردو میں چٹ پٹا۔ سلونا۔ سانولا۔ ملیح۔ بسکون میم نہیں کہنا چاہیئے۔ مومن سے

ہے آپ کے بھی حُسن سے کتنا نمکیں یہ　　کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو

نُمُود۔ ف۔ دکھاوا۔ نشان۔ ہستی۔ وجود۔ شان و شوکت۔ شہرت۔ دھاک۔ صورت۔ شکل۔ فروغ۔ عزت۔ شیخی۔ تعلّی وغیرہ عموماً بالفتح مستعمل ہے۔۱۲

نُمُونَہ۔ ف۔ نمونہ بہ ضمتین در اصل نمودن (بالضم)۔ (دکھائی دینا۔ دیکھنا۔ دکھلانا) سے نمودہ۔ بعض کا قول ہے کہ نمونہ مرکب ہے نُمون (حاصل مصدر نمودن) اور ہائے نسبت سے۔ مثال۔ نظیر۔ بانگی۔ جو چیز دکھلائی جائے۔ نقل۔ نقشہ وغیرہ چونکہ فارسی لفظ ہے اس لیئے نُمونَۃً عربی تنوین کے ساتھ کہنا غلط محض ہے عربی الفاظ نُموذج اور انموذج فارسی نمودہ (نمونہ) کا معرب ہیں صاحب قاموس زیادتی ہمزہ اول میں لانا غلط سمجھتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں اتماماً یہ کہ نمونہ اور نموذج کو بالعموم بالفتح اور انموذج کو بالضم کہتے ہیں۔

نوّاب۔ ع۔ بہ تشدیدِ واو صحیح ہے: داغ ؎ رباعی

نوّاب مے کی جو قدر دانی میری — اے داغ گزر گئی جوانی میری
لیکن یہ خبر نہ تھی کہ وقتِ پیری — مر مر کے کٹے گی زندگانی میری

نورچشمی۔ (دیکھو برخورداری)

نُوید } بہ ضم نون و یائے مجہول۔ اور بہ نون مفتوح و یائے مجہول۔ خوش خبری۔
نَوید } مژدہ۔ بشارت۔

نہار۔ ف۔ (دراصل ناہار کا مخفف ہے اور (ناہار) اصل میں (ناآہار) یعنی وہ بھوکا جو دیر سے کچھ نہ کھایا ہوا ہو بن کھائے ہوئے صبح سے نہ کھائے ہوئے یعنی نہ حرف نفی اور آہار۔ خورش۔ کھانا فرخی ؎

من دوش بکف داشتم آں زلف شبہ — وز و ولب او کردہ ام امروز نہاری

آہار بمعنی خورش۔ رنگین ؎

تجکو ہے جُوع البقر لیل و نہار — یعنی جب دیکھا تجھے تو ہے نہار

نہار کے دوسرے معنی ہیں ناشتا۔ صبح کا کھانا۔ نہاری۔ مخلص کاشی ؎

گرہمچو صبح صاف بود اشتہائے تو — باقرصِ آفتاب توانی نہار کرد

نَہنگ۔ ف۔ بالفتح۔ مگرمچھ۔ شیر دریا۔

نیّر۔ ع۔ (بفتح نون و کسرۂ یائے مشدد) منیر۔ بہت روشنی دینے والا۔ نیّر اکبر۔ آفتاب اور نیّر اصغر۔ قمر۔ چاند۔ اختر و اخگر کے وزن اور قافیہ کے ساتھ صحیح نہیں۔ عربی بداں کے کلام میں (نیّر)۔ (اختر) آبھی گیا ہو تو قابل استناد نہیں اس لئے کہ عربی لفظ میں عجم کا تصرف نا مقبول ہے سوا چند محاوروں کے کہ وہاں حکم عجمہ پیدا ہو گیا ہے جیسے کافر۔ غالب ؎

نامہ بنازد بخویش، کز اثرِ فیضِ مدح ... نقطۂ زبس روشنی تابش نیر گرفت (شرح اللہ سونظم)

نیرو۔ ف۔ بہ یائے مجہول۔ زور۔ قوت ۱۲۔

نیک۔ ف۔ خوب۔ نیکو۔ اچھا۔ بمعنی بسیار (بہت) فخر ؎

یکی زن چون بود با دو برادر ... نباشد در جہان زین نیک بدتر

سعدیؒ ؎ سرو سیمینا بصحرا می روی ... نیک بد عہدی کہ بی ما می روی

نَیل۔ ع (بالفتح بوزن سَیل) پانا مثلاً نیلِ مَرام۔ انجاحِ کار۔ مقصد پانا۔

و

واردات۔ مونث۔ اردو میں سرگزشت۔ حالات۔ حادثہ۔ سانحہ۔ واقعہ۔ ماجرا۔ دنگا۔ فساد۔ ہنگامہ۔ مارکٹائی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ داغ ؎

یہ عشق کا ہے گھر کوئی دارالاماں نہیں ... ہر روز واردات محبت میں چاہیے

رندؔ ؎ بیان کیجیے کیا واردات اتنی ہے ... وہ بولتے نہیں کچھ منہ سے بات اتنی ہے

وارَستہ۔ ف۔ (بفتح را) آزاد۔ مطلق العنان۔ فارغ البال۔ (بضم را) وارُستہ نہیں کہنا چاہیے۔

واقعی۔ اُردو والوں نے (واقع) پر یائے نسبت لگاکر (واقعی) بنالیا ہے۔ فی الحقیقۃ فی الواقع۔ درحقیقت۔ واقع میں۔ ٹھیک۔ درست۔ داغ ؎

میرے مرنے کی خبر سُن کر کہا ... واقعی کچھ بھی نہیں انسان میں

ذوقؔ ؎ سُن کے مجنوں نے مرے شورِ جنوں کو یوں کہا ... واقعی مجھ سے بھی یہ شوریدہ سر اچھا رہا

واقفیّت۔ ع۔ جان پہچان۔ شناسائی علم۔ آگاہی تجربہ۔ واقفیّت کی جگہ وُقُفیت کہنا محض غلط ہے

وَالِہ۔ ع۔ شیفتہ۔ سرگشتہ۔ مفتون۔ عاشق۔ (وَلَہ کا اسم فاعل)۔ (بکسرِ لام) صحیح بفتح لام (وَالَہ) غلط ہے۔

وِرْث۔ وِراثت (ہر دو بہ کسرِ واو) اِرث، اِرثہ (ہر دو بہ کسرِ ہمزہ)۔ ع۔ میراث پانا۔ ترکہ حاصل کرنا۔ وارث ہونا اور میراث لینے والے۔ ترکہ پانے والے کو

وارِث کہتے ہیں جس کی جمع وُرّاث بالضم اور وَرَثہ (بفتحاتِ ہر سہ) ہے نہ وُرثا،
بوزنِ عُلَما لہٰذا غلط محض ہے۔ عجیب تر یہ ہے جو فرہنگ آصفیہ میں لکھا ہے۔
وَرَثہ۔ ع۔ ترکہ۔ میراث اور ورثہ بٹنا۔ ترکہ بٹنا۔ وَرثہ پانا۔ ترکہ حاصل کرنا۔ میراث
پانا۔ وَرثے میں آنا۔ مردے سے حق پہنچنا۔ بہ کسرِ واو مستعمل ہے) ظاہر ہے کہ عربی میں
وَرثہ یا وِرثہ کوئی لفظ نہیں مستعمل ہے لہٰذا اس کی جگہ اِرث (وِرث) اِرث
(میراث) بٹنا۔ اِرث (میراث) پانا اور میراث وراثت میں آنا صحیح اور فصیح ہے
وَجاہَت۔ ع۔ بالفتح۔ خوب روئی۔ عزت۔ ظاہری شکل وشبیہ۔ رعب۔
دکھاوا۔
وُجود۔ ع۔ بالضم۔ مطلوب کا پانا۔ ہستی۔ ذات۔
وُجوہات۔ غلط ہے وجہ کی جمع وُجوہ ہے۔ اسی طرح امر کی جمع اُمور اور جوہر
کی جمع جواہر ہے۔ اُمورات۔ جواہرات کہنا غلطی ہے ملاحظہ ہو (جواہرات)
وَداع۔ ع۔ (بالفتح) رخصت کرنا۔ پدرود۔ (بالکسر) وِداع درست نہیں
(ملاحظہ ہو الوَداع)
وَدُود۔ ع۔ (بالفتح) بہت محبت کرنے والا۔ اسمائے حُسنیٰ میں سے ایک نام عبدالودود
بہ ضمِ واو کہنا غلطی ہے۔ کیوں کہ اسم مبالغہ ہے جیسے جَہول۔ شکور۔ عَفُو اور یہ سب
بالفتح ہیں
وَرطہ۔ ع۔ (بالفتح) وہ زمین جہاں راستہ نہ ہو۔ محلِ ہلاکت۔ (غار۔ گرداب۔
بھنور) جہلہ۔ (بالکسر) وِرطہ کہتے ہیں۔
وَرَع۔ ع۔ بالفتح۔ پرہیزگاری اور وَرِع بفتح واو و کسر را۔ پرہیزگار۔
وَرَق۔ ع۔ پتا۔ برگ۔ کاغذ کا ٹکڑا۔
وَساطت۔ ع۔ مونث۔ بالفتح۔ مُصلح بننا۔ درمیان میں پڑنا۔ واسطہ۔ ذریعہ

وُسْعَت - ع - مونث - بالضم - فراخی - (بالفتح) وَسعت غلط ہے۔

وَصْلت - بمعنی وصل و وصال عربی میں نہیں آیا ہے بعض اردو کے شعرا نے استعمال کیا ہے۔ قلق - (مثنوی طلسم الفت)

کی نظر اس نے ایک حسرت سے — آہ کی اُس نے یاس وصلت سے

امیر ؎ خیالِ زلف و رخ ہی رات دن آنکھوں میں پھرتا ہے
اجالا صبحِ وصلت کا اندھیرا شامِ ہجراں کا

وُصْلت - بضم واو بمعنی اتصال ہے۔

وصولی - غلط ہے وُصُول پہنچنا مصدر ہے پھر اس پر یائے مصدری لگانا عبث ہے البتہ وُصولی اردو میں وصفاً مستعمل ہے بمعنی یافتنی - قابل الوصول - واجب الوصول پانے یا ملنے کے لائق۔

وَقَار - ع - (بفتح واؤ) آہستگی (بردباری - تمکین - مرتبہ) بالکسر (وِقار) کہنا غلط ہے

وقائع - ع - وقیعہ کی جمع - جس کے معنے ہیں صدمۂ جنگ - حملہ - ہلا - لڑائی - کارزار - بدگوئی - مجازاً روئداد - خبر - حادثہ - وقائع کو واقعہ کی جمع جاننا نادانی ہے - کیوں کہ واقعہ کی جمع واقعات ہے۔

وَقْعَت - ع - مونث - صدمۃ الحرب - سختیٔ جنگ - سختیٔ کارزار - جنگ لڑائی - اہلِ اردو عزت کے معنی میں کہتے ہیں بسرور ؎

تری بزم میں اب ہے ذلت ہماری — نہ عزت ہماری نہ وقعت ہماری

تسلیم ؎ منہ شجاعت نے جو موڑا کوئی وقعت نہ رہی
وہ حکومت نہ رہی اور وہ حشمت نہ رہی

وقعت کی جگہ عزت یا عظمت کہنا اولےٰ ہے۔

وقیع - عربی میں ذی عزت کے معنی میں نہیں آیا - اردو والوں نے وَقْعَت سے

صفت مشبہ گڑھ لیا ہے۔ اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔ کیوں کہ بناءُ الفاسِد علی الفاسِد ہے
وکالت ع۔ مونث۔ (بالفتح والکسر) وکیل ہونا۔ ضامن ہونا۔ اسیرؔ
نکالا ہے دل نے نیا اب یہ قصہ کہ کرتا ہے مجھ سے وکالت تمہاری
وَلَد۔ ع۔ (بفتحتین) فرزند۔ عربی میں وُلد بہ سہ حرکات اور وَلَد بہ فتحتین ہے
لیکن اردو میں موخر الذکر (وَلَد) ہی فصیح ہے

ہ

ہَاجَر۔ ع۔ حضرت اسمٰعیل ابن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی والدہ ماجدہ کا نام
ہاجرہ کی کوئی اصلیت نہیں۔
ہاجِرہ۔ ع۔ بوپہر گوئی۔ نِصفُ النّہار۔ جمع ہَواجر۔ (بعض مصادر فاعلہ کے وزن پر
آئے ہیں جیسے عاقبۃ۔ کاذبۃ۔ عافیۃ)
ہاں۔ ا۔ کلمۂ ظرف۔ (یہاں کا مخفف) جیسے اُن کے ہاں ہمارے ہاں۔ داغؔ
رواج پائے نہ پائے کچھ اس سے بحث نہیں وفا کی رسم نئی اُن کے ہاں نکلتی ہے
اہل لکھنؤ اُن کے یہاں۔ ہمارے یہاں کہتے ہیں۔ صباؔ
آپ فرمائیں جو اے یار نزولِ اجلال لیلۃُ القدر ہو بندے کے یہاں آج کی رات
ہتک۔ ع۔ مونث۔ (بالفتح) پردہ دری۔ بے عزتی (بفتحتین) ہَتَک کہنا غلطی ہے۔
ہَجر۔ بالفتح اور ہجران بالکسر جدائی کرنا۔ ترک کرنا۔ خاقانی (تحفۃ العراقین) ہے
آوازِ خروس در شبِ ہجر دستانِ تبیرہ زن گہ فجر
حافظؔ شبِ قدر ست و طی شد نامۂ ہجر
سلامٌ ہِیَ حتّٰی مطلعِ الفجر
بعض کا قول ہے کہ ہَجر بالفتح مصدر ہے بمعنی جدائی کرنا اور ہِجر بالکسر اسم مصدر
بمعنی جدائی۔ بہر حال فارسی و اردو شعرا اکثر بالکسر ہی استعمال کرتے ہیں۔

ہَدِیّہ - ع - مذکر - (بہ فتح ہا و کسر دال و تشدید یائے مفتوح) تحفہ - بہ سکونِ دال بہ تخفیف یا بھی آیا ہے - اہلِ اردو بہ سکون دال و بہ تخفیف یا استعمال کرتے ہیں - دبیر ؎

بو گل نے، رنگ لالہ نے، سرعت ہوا نے دی   یہ ہدیہ کیا ہے اپنی نیابت خدا نے دی

امیر ؎   مزہ ملا سگِ جاناں کو استخواں کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

ہَذَیاں - ع - مذکر - بیہودہ کہنا - سخنِ بیہودہ - مرض کی بیہوشی میں بیہودہ باتیں کرنا - انیس ؎

کہنا ہَذَیاں کا کلمۂ حق میں نبی کے   محبوبِ خدا سے یہ سخن بے ادبی کے

اردو میں اکثر بسکون ثانی ہی کہتے ہیں - بالکسر (ہِذیاں) کہنا غلط ہے۔

ہَرَاوُل - ت - مقدمۃ الجیش - لشکر کا پیش خیمہ - ہرے کی فوج - عموماً ہَراوَل - (بہ فتح ہا و واو) کہتے ہیں عوام کی زبان پر ہَرول ہے۔

ہَرَج - ع - مذکر - فتنہ و آشوب - ہنگامہ - شورش - یاد رہے کہ تنگی - خلل کے معنی میں حَرَج - (بہ فتحتین) ہے۔

ہر دل عزیز - سب کا پیارا - عام پسند - محبوبِ زمانہ - وہ شخص جسے ہر ایک آدمی عزیز رکھے - عزیز ہر دل - مقبولِ خلائق - میر حسن ؎

کیوں کر نہ چاہے اسکو ہر اک جان کی طرح   خواہش میں اسکی سب ہیں وہ ہر دل عزیز ہے

ناسخ ؎   دیکھتا ہے جو تجھے کہتا ہے اے ہر دل عزیز
ماہِ مصر اعجاز سے زندہ دوبارا ہو گیا

جناب امیر نے خلاف استعمال فصحا فصل کے ساتھ استعمال کیا ہے اس سے احتراز چاہیئے ؎

وہ صفائی مجھے حاصل ہو کہ ہر دل ہو عزیز   جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر

ہَنْزَہ - ف - بوزنِ تختہ - بیہودہ - لغو - پوُچ -
ہِرَقل - ع - بہ کسرِ ہا و فتحِ را - وسکون قاف اور ہِرقِل (بہ کسرِ ہا و قاف) بھی آیا ہے - بادشاہ روم کا لقب جس کو عظیم الروم کہتے تھے -
ہِزَبر - ف - بہ کسرِ اول و فتحِ ثانی وسکون ثالث - شیرِ درندہ -
ہَلاکَت - فارسی والوں نے بنالیا ہے - تعجب ہے کہ صاحب منتخب نے ہلاکت (نیست شدن) لکھا ہے -
ہَلاہِل - فارسی میں بہ فتحِ ہائے اول و کسرِ ہائے دوم بوزن حامِل ہے - لیکن سنسکرت میں ہَلاہَل (بہ فتحِ ہر دو ہا) ہے زہرِ قاتِل - سَمِّ مُہلِک - نوعی اصفہانی سے

زلب طعمِ زہرِ ہلاہل بشوی | پر و بالِ این مرغِ لبسمل مشوی

ملا ہاتفی (لیلیٰ مجنون) سے

خر مود کہ شربتِ ہلاہل | سازند زبہرِ مردِ غافل

مومن سے

اے ہمدم آہِ تلخیٔ ہجراں سے دم نہیں
گرتا ہے دیکھ جامِ ہلاہل کو تھامنا

ہَنْدَسَہ - (بفتحِ ہا - سکون نون و فتحِ دال وسین) انداز کا معرب ہے علمِ اقلیدس جیومٹری - واضح ہو کہ ہَندَسَہ بوزن تَرجَمَہ و خرجہ رباعی ہے اس لئے بہ کسرِ ہا غلط محض ہے خواہ کوئی لفظ معرب ہو - ہندسہ سے اسم فاعل مُہَندِس (بوزن مُتَرجِم) بمعنی ہندسہ داں ہے -

ہُولاگو / **ہُلاگو** - ت - ایک تاتاری مشہور بادشاہ جو چنگیز خان کا پوتا تھا - اردو میں (ہلاگو) بفتحِ ہائے ہوز و کاف تازی کہا جاتا ہے -

ہے - ف - ہست - نیز ہندی میں (ہے) مولوی معنوی سے

گفت یارب مرترا خاصان ہیند　　　که مبارک دعوت و فرخ پیند

حکیم سوزنی ؎　　　ہیمہ بہ پلۂ نیکی زیک سپندان کم

به پلۂ بدی اندر ہزار سندانم

حافظ ؎　　　ساقی اگرت ہوای ما ہی

جز بادہ میار در میان کشتی

ہیزم۔ ف۔ بالفتح وزاے معجمہ مضموم۔ ایندھن۔ جلانے کی لکڑی۔ عرفی ؎

ای طعن فلک نوشته برسم　　　وی زلف صبا بریده از دم

ای در بر توسن فلک شوخ　　　زان گونہ کہ پیش شعلہ ہیزم

ی

یا اللّٰہم۔ ع۔ اے اللہ۔ لیکن۔ یا ربُّ العالمین۔ یا الٰہُ العالمین۔ یا اَرحمُ الرّاحمین کہنا صحیح نہیں کیونکہ منادے جب مضاف ہو تو مفتوح ہوتا ہے۔ اس لئے یا ربَّ العلمین یا اِلٰہَ العلمین۔ یا اَرحمَ الرّاحمین کہنا چاہیئے۔

یا بو۔ ت۔ اسپ بارکش۔ لدو ٹٹو۔ مطلق۔ ٹٹو۔ ٹانگن۔

یال۔ ف۔ گردن۔ حکیم اسدی ؎

کمند وکمانی فگند ہ بہ بال　　　یکی گرزہ برنهادہ بیال

نیز موے گردن اسپ۔ گھوڑے کی گردن کے بال۔

یثرب۔ ع۔ (بکسر را) مدینہ منورہ کا نام۔ ملا ہاتفی ؎

بر در گہت ای رسول یثرب　　　موسی بعصای خویش حاجب

یرقان۔ بہ فتحاتِ ہر سہ۔ اور یرقان۔ بالفتح وسکون را۔ ع۔ مذکر۔ کا نور کنول باد۔

ایک مشہور مرض جس میں زردی یا سیاہی غلبہ صفرا یا سوداسے آدمی کے بدن پر ظاہر ہوتی ہے۔ اول کو یَرقانِ اصفر جس میں تمام بدن اور آنکھیں زرد ہوجاتی ہیں۔ اور دوم کو یَرقانِ اسود کہتے ہیں۔ قسم اول شائع ہے۔ اردو میں بسکونِ ثانی (یَرْقان) کہتے ہیں۔ آتش ؎

خاکِ پا تو نے نہ اُس عیسیٰ نفس کی چھڑکی
باغبان نرگسِ گلزار کا یَرقاں نہ گیا

یرقان کے بیمار کو مَیرُوق اور مَاْرُوق کہتے ہیں۔

یَعنی۔ ع۔ مَرضی اور تختی کے وزن پر (عنایۃ سے فعل مضارع معروف واحد مذکر غائب) وہ ارادہ کرتا ہے۔ وہ قصد کرتا ہے وہ چاہتا ہے۔ (اردو میں مُراد مطلب)۔ یعنے (یائے مجہول سے) کہنا اور لکھنا غلط ہے۔

یکساں۔ ف۔ برابر۔ الف کے ساتھ ایکساں کہنا یا لکھنا غلطی ہے۔

یکسانیّت۔ صحیح نہیں۔ اِس لئے کہ یکساں فارسی ہے اور (یت) بہ تشدید یائے مفتوح عربی الفاظ پر لگاتے ہیں۔ جیسے قابلیّت۔ جاہلیّت۔ آدمیّت وغیرہ۔

یکسُو۔ ف۔ ایک طرف۔ ایک جانب۔ اردو میں ساکن۔ قائم۔ ٹھہراؤ۔ قیام۔ سکون۔ استقلال۔ چکنا۔ (ایک سو) کہنا غلط ہے۔ محسن ؎

آنکھ پڑجائے اگر جانبِ امت سرِ مُو
صاف رکھی ہے میزانِ قیامت یکسو

یگانگت غلط۔ یگانہ سے (یگانگی) صحیح۔ قرابت۔ نُدرت۔ یکتائی۔ اتحاد۔ اتفاق۔

یُونُس۔ ع۔ (بالضم و بہ ہرسہ حرکاتِ نُون) لیکن فصیح بضمِ نون یُونُس ہی ہے اور یہی اعراب قرآن مجید اور احادیث صحاح بخاری۔ مسلم۔ ترمذی وغیرہ میں لکھے ہیں۔ عبرانی میں یُونان کہتے ہیں جس کے لغوی معنی فاختہ ہیں۔ یونس بن متی (عبرانی یونان بن امتائی) آٹھویں اور نویں صدی قبل مسیح میں جلیل (موجودہ المشہد صوبۂ فلسطین) کے باشندے تھے۔ اہل نینویٰ کی اصلاح و تہذیب کے لئے یہ نبی

مبعوث ہوئے۔ اُن کو مچھلی کا نگل کے اُگلنا مشہور قصہ ہے۔ سعدی ؎

قرصِ خورشید در سیاہی شد | یونسؑ اندر دہان ماہی شد

قطعہ یونسؑ کو رکھا ہے شکم ماہی میں | موسیٰ کو ہوا راہ نما پانی میں
آتش سے بچایا ہے خلیل اللہ کو | وسعت ہے بڑی تربیتِ باری میں

فرہنگ آصفیہ میں لکھا ہے کہ (اس زمانے میں شہر نینوا جو اب دمشق کے نام سے مشہور ہے) واضح ہو کہ نینویٰ کا موجودہ نام دمشق ہرگز نہیں ہے بلکہ دمشق نہایت ہی قدیم شہر ہے جو چار ہزار برس کے قبل یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے عہد میں بھی دمشق کہلاتا تھا اور نینویٰ دولت اسیریا (اشور) کا عظیم الشان دار السلطنۃ تھا۔ آج کل اس کے کھنڈر عراق میں دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے شہر موصل کے مقابل قریۂ نونیہ کے اطراف دُور دُور پھیلے ہوئے ہیں۔ نزہۃ القلوب میں لکھا ہے کہ حضرت یونسؑ کی قبر شہر نینویٰ کی جنوبی جانب واقع ہے۔ واللہ اعلم حضرت سعدیؒ نے لفظ یونس کو بکسرِ نون استعمال کیا ہے ؎

وقت است خوش آن را کہ بود ذکر تو مونس | در خور بود اندر شکمِ حُوت چو یونِس

ضمیمہ

قاموس الاغلاط

نمبر (۱)

ردیف الف

آبدست۔ ف۔ مذکر۔ طہارت۔ پاکی۔ موئنث استعمال کرنا غلط ہے۔

آب و دانے کی فکر۔ ا۔ آب و دانہ کی ترکیب فارسی ہے۔ اردو والے (آب و دانہ کی فکر) کی جگہ (آب و دانے کی فکر) استعمال کرتے ہیں۔

انیس ؎

اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے
ناداں تجھے فکر آب و دانے کی ہے
ہستی کے لیے ضرور اک دن ہے فنا
آنا تیرا دلیل جانے کی ہے

فائدہ۔ عطفی ترکیب میں حروف عوامل کی وجہ جہاں ہائے مختفی یائے تحتانی سے بدل جاتی ہے، وہاں واو عطف کو حذف کرنا مناسب ہے ورنہ تہنید کی صورت میں فارسی ترکیب غلط ہو جاتی ہے۔ میر حسن ؎

کہاں تم کہاں ہم ہوا یہ جو ساتھ
یہ تھی بات سب آب دانے کے ہاتھ

آختہ۔ ف۔ (بروزن ساختہ) کھینچا ہوا۔ نکالا ہوا۔ نکالی ہوئی چیز خواہ تیغ ہو یا غیر تیغ۔ و با ہمزہ مفتوح (اَختہ بروزن تختہ) خایہ بیرون کشیدہ۔ چارپایہ تا یہ بریدہ۔ مطلق منطوع از حیوان و اعضاء۔ محسن تاثیر ؎

غرض خرابی ہا ز نامردان عالم می کشم
بر غرس اختہ گوئی خانۂ ما بار شد

ابخرے۔ ا۔ بخار کی جمع۔ عربی میں بخارا اور بخور کی جمع (اَبْخِرہ) بکسر خائے بفتح تا کہنا غلط ہے۔ اردو میں اَبْخِرہ کی جگہ اِبْخرے کہتے ہیں۔ جیسے زمین سے

اُبخرے اُڑ رہے ہیں۔ آتش ؎

نو دو لتوں کو گرم مزاجی نے کھو دیا
سر سام ہو گیا یہ بلند اُبخرے ہوئے

ناسخ ؎

کسی حالت میں مجھے ہوش سے کچھ کام نہیں
چڑھ گئے ابخرے سودے کے جو نشا اترا

ابن باجہ یا ابن باجا (ابو بکر محمد بن یحییٰ معروف بہ ابن باجہ) یہ ابن الصائغ کے نام سے بھی مشہور ہے اندلس کا ایک مشہور اسلامی فیلسوف جو یہ شہر سر قسطہ پانچویں صدی ہجری (= گیارھویں صدی مسیحی) کے اواخر میں پیدا ہوا ابو بکر بن ابراہیم کا بیس سال تک وزیر و معتمد رہا جو علی بن یوسف مرابطی کا ہم زلف اور اس کی طرف سے غرناطہ اور سر قسطہ میں گورنر تھا۔ اندلس سے ابن باجہ شہر فاس (مراکش کے دار الحکومۃ) کو گیا وہاں اس کے کئی دشمن فتح ابن خاقان وغیرہ پیدا ہو گئے کہتے ہیں کہ ۵۳۳ھ ۱۱۳۸ء میں حکیم ابن زہر کے ایما سے ابن باجہ کو زہر دیا گیا۔ عین شباب میں انتقال کیا۔ ابن باجہ نہ صرف فیلسوف تھا بلکہ فلسفۂ طبیعیہ۔ ریاضیات اور طب کا جیّد عالم تھا۔ موسیقی میں بھی کمال رکھتا تھا ابن باجہ اَلسنۂ افرنجیہ میں (AVEMPACE) کہلاتا ہے۔

اِبن بَطوطَہ۔ (بفتح با و تشدید طائے مہملہ مضموم۔ یہ تخفیف طائے مہملہ بطوطہ بھی آیا ہے) اَبو عَبد اللّٰہ محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم طنجی ملقب بہ شمس الدین ابن بطوطہ (۷۰۳ھ ۱۳۰۴ء ولادت۔ ۷۷۹ھ ۱۳۷۷ء وفات) مراکش کا ایک مشہور مسلمان سیّاح جنہوں نے تمام عالم اسلامی کا سفر کیا۔ ان کا سفر نامہ

تحفۃ النظّار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار کے نام سے معروف عالم ہے۔ شہر طنجہ (ٹانجیر) واقع ریف (مراکش) کے باشندے تھے شہر مراکش میں انتقال کیا۔

ابن خلکان۔ بہ فتح خائے معجمہ و تشدید لام مکسور۔ ابن خلکان کنیت احمد بن محمد بن ابراہیم شمس الدین ابوالعباس برمکی اربیلی شافعی نام۔ {۶۰۸ھ ۱۲۱۱ء ولادت ۶۸۱ھ ۱۲۸۲ء وفات} آپ حلب و دمشق میں جوالیقی و ابن شداد سے تحصیل علم کر کے ۶۳۶ھ ۱۲۳۸ء میں قاہرہ گئے اور وہاں قاضی القضاۃ یوسف بن حسن سنجاری کے نائب مقرر ہوئے۔ پھر دمشق کو معاودت کر کے قاضی القضاۃ ہوئے بعدازاں قاہرہ کے مدرسہ فخریہ کے پروفیسر رہے آپ کی تصنیف وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان جو مشاہیر اسلام کے سوانح عمری کا لغت ہے شہرۂ آفاق ہے۔

ابن ماجہ۔ کنیت ہے ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی کی {۲۰۹ھ ۸۲۴ء ولادت ۲۷۳ھ ۸۸۶ء وفات} آپ نے عراق۔ عرب۔ شام و مصر کا سفر کیا۔ حافظ قرآن تھے۔ آپ کا مجموعۂ احادیث سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں داخل ہے۔ سنن ابن ماجہ کی تفسیر مفتاح الحاجہ محمد ابن عبداللہ نے لکھی ہے۔ اکثر اصحاب ابن باجہ کی جگہ ابن ماجہ لکھ دیتے ہیں جو سخت غلطی ہے۔

اتفاق حسنہ۔ حسن کا مونث حسنہ ہے۔ اتفاق کیا حسنہ کی ترکیب غلط ہے۔ اسی طرح قرض حسنہ کیونکہ اتفاق و قرض دونوں عربی اور اردو میں بھی مذکر ہیں پھر ہا (تا) سے تانیث کی کیا ضرورت ہے۔ اردو والے حسنہ بسکون سین کہتے ہیں یہ غلط در غلط ہے لہذا اتفاق حسن و قرض حسن کہنا صحیح ہوگا۔

البتہ بدعت۔ عادت۔ عاقبت وغیرہ کے ساتھ حَسَنہ کی ترکیب صحیح ہے جیسے بدعتِ حَسَنَہ۔ عادتِ حَسَنہ۔ عاقبتِ حَسَنہ۔

اَدْوِیَہ۔ بہ تشدید تحتانی مفتوح غلط ہے۔ اَدْوِیہ جمع دوا۔ بہ تخفیف تحتانی مفتوح صحیح ہے جیسے دِماغ سے اَدْمِغَہ۔ جناح سے اَجْنِحَہ۔ دخان سے اَدْخِنَہ۔

اَرَاکِین۔ عربی میں رکن (= ستون۔ جس پر کسی بنیاد کا مدار ہو۔ مجازاً عُضو۔ ممبر) کی جمع اَرْکان ہے جیسے ارکان دولت و ارکان سلطنت (وُزَرا۔ امرا اعیان مُلک) اردو والوں نے رکن کی جمع الجمع اراکین بنالی ہے بمعنی اعضائے ممبر، امراء وزرا۔ انشاء ؎

جی ہی اچھا نہ رہا تو عیاذاً باللہ
فائدہ کیا جو شناسائے اراکین ہوئے

اَرْمَان۔ ف۔ اردو فارسی کے شعرا نے باعطف و اضافت اس کا استعمال کیا ہے۔ منوچہر دامغانی۔ ع

نہ ارمان آن کم تو دل بجلانی

تسلیم ؎

مٹنہ نہ دیکھا میری حسرت نے کبھی امید کا
آج تک ہے صورتِ ارمان مفلس پارسا

احسان ؎ شبِ فرقت کی بلا آئی ہے جس کے سر پر
اس سے پوچھے کوئی ارمانِ وصالِ دلبر

داغ ؎

ہجوم یاس و نومیدی و فورِ حسرت و ارماں
چڑھائی لشکرِ غم کی ہے اک جانِ پرارماں پر

اُستانی۔ ا۔ آتون ۔ معلمہ۔ استاد کی بیوی۔ استادنی غلط ہے۔
اُستخوان۔ ف۔ مذکر۔ ہڈی۔ عظم۔ سحرؔ ۔

ہمانے بعد فنا کھائیں ہڈیاں میری
سگِ حضور کو کوئی نہ استخواں پہنچا

اِستنجا۔ ع۔ مذکر۔ مادہ (نجو) ہے۔ بول و براز کے بعد طہارت کرنا۔ اردو میں پیشاب کرنا اور اس کے بعد ڈھیلے یا پانی سے طہارت کرنا۔
اَش اَش کرنا۔ ا۔ تعجب کرنا۔ بہت ہی پسند کرنا۔ نہایت پسندیدگی سے وجد کرنا۔ کسی چیز پر لوٹ ہو کر بے اختیار تعریف کرنے لگنا۔ تحسین و آفرین کرنا۔ واہ واہ کرنا۔ میر حسنؔ ۔

اسے دیکھ اس نے تو پھر غش کیا
لباس اور زیور پہ اش اش کیا

محققین لفظ اَش اَش کو اردو کہتے ہیں اور اس کی اصل اَشاش بتاتے ہیں جس کے معنے عربی میں شادی اور خوشی منانا ہیں۔ بعض اس کو عشعش یا عَش عَش کہتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں۔ ذوقؔ ۔

تم وہ وا زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر اثر تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے عش عش ہو

ناسخ نے اس کو فارسی ترکیبِ اضافت کے ساتھ کہا ہے جو صحیح نہیں۔ ۔

ہم سفر دو ہے جس پہ جی غش ہے
دشتِ غربت مقامِ اَش اش ہے

اِشعاع ۔ ع۔ مذکر۔ کرنیں پھیلانا۔ فلسفہ طبیعیہ میں کسی قسم کا نور یا حرارت کی شعاعوں کا ارد گرد خارج کرنا پنجاب کے رسالہ طبیعی میں اشعاع کی جگہ

غلطی سے اشاعت لکھا گیا جس کی تعلیم پنجاب حیدرآباد وغیرہ میں برسوں ہوتی رہی۔

اَصالت۔ ع۔ عربی میں اَصَلَ یا اَصُلَ اَصالتہ = جم جانا۔ اَصالۃ الرای عمدہ رائے کو کہتے ہیں۔ مجازاً۔ شرافت۔ نطفے کا اثر۔ اصلیت ۱۲

اَصالۃً۔ ع۔ خود بہ نفس نفیس۔ بلاواسطہ (عربی میں کہتے ہیں بالاصالۃ عن نفسی یعنی میری جانب سے) اَصالتاً غلط ہے کیونکہ تا اور ہمزہ پر تنوین فتحی کی صورت میں الف نہیں زیادہ کیا جاتا۔

اِضطرار۔ ع۔ مذکر۔ بے اختیاری حاجت۔ جبر۔ ناسخ ؎

ممکن نہیں ہے بے مے و معشوق زندگی
واعظ اب اضطرار میں سب کچھ جواز ہے

اضطراب۔ ع۔ مذکر۔ بے قراری۔ بے صبری۔ بے تابی۔ گھبراہٹ۔ مصحفی ؎

اے جان آکے دیکھ مرے دل کا اضطراب
دیکھا نہ ہو جو طائر بسمل کا اضطراب

اضطراب کی جگہ اضطرار کہنا درست نہیں۔ درد ؎

نہ برق ہیں نہ شرر ہم نہ شعلہ نے سیماب
وہ کچھ ہیں پر کہ سدا اضطرار رکھتے ہیں۔

مصحفی ؎

از بسکہ اچپلا ہے جو بند سا ہے تھان پر
رہتا ہے جیسے برق اکا ڑی کو اضطرار

اُطلبوا العلم و لو کان بالصّین۔ اس میں کان کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح الصحبۃ مؤثرۃ و لو کان ساعۃً میں بھی و لو ساعۃً کہنا چاہیے۔ اس میں کان کا اظہار غلط ہے البتہ کانت محذوف ہے ۱۲

اَعرابی - ع - صحرا نشین عرب - خانہ بدوش عرب - بدوی جمع اعراب اور جمع الجمع اَعاریب -
اَفسانہ - ف - داستان - حکایت - قصّہ - کہانی - اس کا مخفف افسان و فسانہ ہے - طالب املی ؎

ای دل افسانۂ دلبر بگشتا
قفل گنجینۂ گوهر بگشتا

حافظ ؒ ؎ بر و فسانہ مخوان و فسون مدم حافظ
کزین فسانہ و افسون مرا بسی یاد است

میر معزّی ؎ تو در ہنر دگری و آن نفر دگر بودند
چو نامۂ نبوی کو بود ہزار افسان

فارسی شعرا نے (آفسانہ) بھی لکھا ہے - سیف الدین ؎

بہ پیش خلق شب و روز بر مناقب تست
مدار قصۂ تاریخ و آفسانۂ سن

عمادی سلطانی ؎

آن سوی کہ در ستائش آید زلف ست و کلہ نہ موی شانہ
مردی جستم نہ ریش و دستار حکمت گفتم نہ آفسانہ

اس قسم کے الفاظ کو الف گرانے کے بعد کوئی زیر سے کوئی پیش سے استعمال کرتا ہے جیسے اَفسانہ سے فسانہ - اَفگار سے فِگار - افسوں سے فسوں افزا سے فِزا - جیسے جاں فِزا - افسردہ سے کوئی فُسردہ کہتا ہے - کوئی اَفسردہ - بعض اصحاب کہتے ہیں کہ الف کو گرانے کے بعد بالکسر استعمال کرنا چاہئے - اس صورت میں فسانہ فِسوں کہنا چاہیے کوئی نہیں کہتا - افزوں سے فزوں بالکسر کوئی نہیں کہے گا اسی طرح

اندرون سے دِرون۔ بلکہ اَفزون سے فُزون اور اندرون سے دُرون کہتے ہیں جو جائز نہیں زیر اکنون سے یا کنوں کوئی نہیں کہتا۔ بلکہ کنوں استعمال کرتے ہیں۔ جس کی کوئی وجہ نہیں۔ ایسے طوفان بے تمیزی میں اصول زبان کی طرف رجوع کرنا ضرور ہے۔ چنانچہ تمام زبانوں میں قاعدہ کلیہ ہے کہ (۱) کسی لفظ کا کوئی حرف یا جزو حذف کیا جاتا ہے تو اس محذوف حرف کی حرکت حرف مابعد کو دیدی جاتی ہے جو ساکن ہو جیسے اسکندر سے سکندر۔ افسانہ سے فسانہ۔ ام غیلاں سے مغیلاں اس لحاظ سے جاں بلب حیرت فزا۔ بہ فتح فا صحیح ہیں۔ (۲) حرکات حروف علت کی اخوات کہلاتی ہیں۔ لہذا اگر کوئی حرف علت ساقط کیا جائے تو اس کے قائم مقام اس کی اخت ہوگی یعنی الف واو اور یا کی جگہ زبر۔ پیش اور زیر دیا جائیگا جیسے آزارون اور آزرون۔ پیراہن سے پیرہن۔ لوہو سے لہو۔ بضم لام۔ توزک سے تزک۔ نیشتر سے نشتر۔ بیرون سے برون بہ کسر با وغیرہ وغیرہ ۱۲

اَلعَظَمۃُ لِلّٰہِ۔ ع۔ عَظمت بفتحتین صحیح ہے۔ اردو والے عظمت کو بہ سکون ثانی استعمال کرتے ہیں اس طرح شفقت۔ حرکت۔ برکت وغیرہ کو لیکن اَلعَظَمۃُ للّٰہ کو بسکون ثانی استعمال کرنا یعنی اَلعَظمۃُ للّٰہ کہنا غلط ہے کیونکہ عربی ترکیب میں تصرف جائز نہیں۔

اَلغُفتَہ (اردو) مفت خور۔ لچا۔ شہدا۔ فارسی میں آلُغتَہ ہے۔ بمعنی رند مشرب۔ ۱۲

اعر کی زنجیل۔ ایک فاضل شارح دیوان غالب نے غالب کے ایک قصیدہ کا یہ شعر ؎

دُر معنی ہے مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی ٭ غم گیتی سے مرا سینہ امر کی زنبیل
لکھا اکہ "یہاں عمرو کو مصنف نے الف سے (اَمر) لکھا اور میم کو متحرک نظم کیا دونوں باتیں غلط ہیں ۔ ۔ ۔ مصنف کو یہ دھوکا ہوا کہ جس طرح امیر حمزہ کا قصہ فرضی ہے نام بھی بے اصل ہوگا عمرو نہ سہی اَمَر سہی"۔ نیز ملاحظہ ہو (عَمْرو)

اُمِّ سَلَمہ ۔ ع ۔ امہات المومنین میں سے ایک بیوی کا نام۔ بکسر لام صحیح ہے۔ اردو والوں نے بسکون لام نظم میں استعمال کیا ہے۔

اُنْثَیَین ۔ ع ۔ اُنْثیٰ ۔ ع ۔ ضد ذکر۔ مادہ۔ نر کی ضد۔ جمع اِناث پالکسر۔ اُنثیٰ کا تثنیہ اُنثیان یا اُنثیین ہے متعارف معنے کے علاوہ خصیتین کو کہتے ہیں یعنی خصیے عوام اُنثیین کی جگہ اُنثین کہتے ہیں۔

اندرون ۔ ف ۔ اندرون سے درون (بفتح دال) کہنا درست ہے۔ ملاحظہ ہو افسانہ۔

اُنس ۔ ع ۔ مذکر۔ محبت۔ پیار۔ خوگر ہونا۔

سحر ؎

دو دن کی زندگی تھی کس لطف سے گزرتی
تم مجھ سے اُنس کرتے میں تم کو پیار کرتا

اُنس کی جگہ اُنسیت کہنا جہل ہے ۱۲۔

اَوسان باختہ ۔ اوسان اردو۔ باختہ فارسی۔ پھر یہ ترکیب کیوں کر درست ہو سکتی ہے۔ اس کی جگہ حواس باختہ کہنا اور لکھنا صحیح ہے ۱۲۔

اَہل ۔ ع ۔ اَصحاب۔ خداوند ان۔ والے۔ لوگ وغیرہ۔ ان معانی میں

لفظ اہل جمع ہی کے لئے موضوع ہے۔ امیر الشعرا مرحوم امیر مینائی لکھتے ہیں "ان معنوں میں اہل جمع کے لئے مخصوص ہے۔ نہ کہینگے کہ فلاں شخص اہل قلم ہے یا اہل علم ہے بلکہ ایک شخص کی نسبت کہنا ہوگا تو کہیں گے اہل قلم میں سے ہے (فصیح الملک نمبر ۱)" ہماری رائے میں واحد کے لئے بعض مواقع پر (صاحب) کا استعمال کرنا بہتر و مناسب ہے جیسے اس خاندان کے سب لوگ اہل دل ہیں یا زید صاحب دل ہے۔ مثالیں۔

حکیم سعید عطائی ؎

ایکہ وصف لذت شمشیر جاناں میکنی
تیغ ہم از اہل بینش است گو پنہاں مکنی

ملا شریف ؎

خرم دل شریف کہ با یاد چشم یار
بنشست گوشہ و نہ اہل نشست شد

ناسخ ؎

اہل حرفہ ہیں جو بت اُن کا خریدار نہ ہو
جنس سودا کہیں لے کے دل سرپار نہ ہو

آتش ؎

اہل دنیا حال باہم دگر سے کیا ہوں مطلع
مجلس تصویر میں کس کو کسی کا ہوش ہے

ذوق ؎

اے ذوق اپنے عہد میں تو قدر سخن نہیں
ہر عصر میں وگرنہ تھے اہل زباں عزیز

غالب۔ فقرہ۔ قواعد فارسی کا رسالہ اہل زبان میں سے کسی نے لکھا ہے۔ (عود ہندی)

میر حسن ؎

بہت ایک گر جا اہل اللہ اس جا
دے جا گر جو بدھو تو کریں کیا

ظفر ؎ لطف کلام تیرا جانتے ہیں اہل باطن
کھلتیں کہیں ظفر یہ بے انکشاف باتیں

داغ ؎ صد شکر کے نواب کے الطاف سوائے داغ
چند اہل سخن جمع ہیں کم اور زیادہ

سودا ؎ اہل قلم جو دفتر بخشی گری کے ہیں
اس میں انکھیں برائے تقیدیہ بار بار

رند ؎ چند بیتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے اے رند
آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

ہر قاعدہ و کلیہ میں استثنیٰ بھی ممکن ہے۔ نسیم ؎
مد نظر ہے آٹھ پہر سب کی پرورش
محفوظ ہے ہر ایک رفیق اور اہل کار

فقرہ:۔ دفتر قاموس العلوم میں چار اہل کار تھے۔ ایک اہل کار موقوف کر دیا گیا۔ (یہ شکل جائز) بہر حال اہل کار کے سوا جو اصحاب اہل کا اطلاق واحد پر کرتے ہیں وہ عربی سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ آتش ؎
رُخ سادہ نہیں اس شوخ کا نقش عداوت ہے
نظر آتے ہی محفل میں ہر اہل انجمن بگڑا

لاندری ؎ اہل دل ایک بھی سب پہلے کہا کرتے تھے
جب سے دل تم کو دیا عاشق بے دل ٹھہرا

انیس رباعی مانا ہم نے کہ عیب سے پاک ہے تو
مغرور نہ ہو کہ اہل ادراک ہے تو

بالفرض اگر ہے آسماں تیرا مقام
انجام کو سوچ لے کہ پھر خاک ہے تو

لانعلم ؎

ہر کہ آمد بہ جہاں اہل فنا خواہد بود
وانکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود

اتماماً ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اہل جب بطور صفت سزاوار۔ مستحق۔ لائق۔ خلیق۔ شائستہ کے معانی مستعمل ہوتا ہے تو اس کا اطلاق واحد و جمع دونوں پر ہو سکتا ہے جیسے یہ لوگ ملازمت کے اہل نہیں۔ ان کے خاندان میں کوئی اہل نہیں۔ جمشید کا بادشاہ نااہل تھا وغیرہ ۱۲

ایزد۔ ف۔ بہ کسر سوم۔ نام حق تعالیٰ۔ فارسی کے لغات معتبرہ میں بہ کسر سوم ہی لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ انجمن آرا نے ناصری میں اسے میز کے وزن پر لکھ دیا ہے۔ حالانکہ پہلوی میں بھی یہ کسر زا ہے۔

ب

باغات۔ غلط ہے۔ عربی الفاظ پر "ات" لگا کر جمع بناتے ہیں باغ تو فارسی لفظ ہے۔ تعجب ہے کہ ہندی الفاظ پر "ات" لگا کر جمع بنائی گئی ہے جیسے کھنڈرات۔ پرگنات۔

بادکش۔ ف۔ اسم آلہ (ترکیبی) ایک قسم کا بڑا پنکھا جس کو گھر میں لٹکاتے اور رسی کے ذریعے کھینچتے ہیں۔ پنکھا کھینچنے والے

کبوتر باز کش) کہنا درست نہیں۔
بَتُول۔ ع۔ بفتح با۔ دوشیزہ۔ کنواری۔ مردوں سے تعلق قطع کی ہوئی۔ دنیوی تعلقات سے قطع تعلق کی ہوئی۔ لقب حضرت مریم اور فاطمۃ الزہرا کا۔ اس لئے کہ آپ دنیا کی اور سب عورتوں سے ممتاز تھیں اور تعلقات دنیوی سے قطع تعلق کر کے خدا کی طرف متوجہ تھیں (بُتول) بضم با کہنا غلط ہے۔
بُحَیرہ۔ ع۔ مذکر (بضم با و فتح حا) تصغیر بحر عربی میں جھیل کو کہتے ہیں وہ قطعہ آب جو تقریباً چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ اکثر علمائے ہند بحیرہ کو سمندر کے معنے میں استعمال کر جاتے ہیں جو ان کی نادانی ہے۔ مثلاً بحر احمر۔ بحر روم۔ بحر عرب کی جگہ بحیرہ احمر بحیرۂ روم۔ بحیرۂ عرب کہتے ہیں۔
بُخار۔ عربی۔ فارسی لغات میں معنیٔ تپ نہیں پایا گیا اردو والے تپ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔
بَخُور۔ ع۔ مذکر۔ جس سے کسی چیز کو خوشبودی جائے (خوشبو دھونی) خوشبودار چیزوں کی دھونی۔ خوشبودار چیزیں جیسے اگر۔ مشک وغیرہ بضم با (بُخور) غلط ہے۔
بَخُورات۔ ع۔ بفتح با اور را بجزم بکسر خا۔ بخور کی جمع ہے۔ بالضم (بُخورات) غلط۔
بَدَوِی۔ ع۔ (بفتح دال) جنگل کا رہنے والا۔ بداوۃ (با لفتح) سے صفت ہے۔
بِزَنطیہ۔ م۔ شہر قسطنطنیہ کا قدیم نام جو خلیج باسفورس پر واقع ہے یونانی (بیزنطیہ)

نام (بُوزَنطیوم) تھا۔ جس کو معتبر و مستند عربی کتب میں (بُوزَنطِیَہ) لکھا ہے۔ لہٰذا (بیزنطیہ) جیسا کہ علمائے مصر عربی تراجم میں لکھ رہے ہیں یا بزنطیہ جس طرح علمائے ہند استعمال کرتے ہیں، دونوں غلط ہیں۔
بسطام۔ علامہ یاقوت وغیرہ نے بہ کسر بائے موحدہ اور بعض نے بفتح با، بَسطام لکھا ہے۔ فی زماننا بسطام کہتے ہیں۔ ایرانی خراسان کا ایک شہر خلافت عباسیہ کے عہد میں بسطام علاقۂ قومس میں دامغان کے سوا جو مقرِ حکومت تھا معظم ترین شہر تھا۔ اس شہر کی بنا خسرو پرویز ثانی کے ماموں بسطام نے ڈالی جو خراسان۔ قومس۔ جرجان اور طبرستان کا حاکم (گورنر) تھا۔ مشہور صوفی و ولی عبدالرحمٰن بن محمد بن علی بن احمد الحنفی الحروفی الانطاکی اسی شہر کی طرف منسوب ہیں۔ آپ قاہرہ میں مشہور رہے لیکن انتقال بہ شہر بروصہ ۸۵۸ھ ۱۴۵۴ء میں کیا۔
بسمل ع۔ نیم جان۔ زخمی۔ گھایل۔ مجازاً مذبوح۔ مضطر۔ عاشق
بَسمل کی اصل کوئی بَسْمَلَہ (= بسم اللہ کہنا) بتاتا ہے۔ اور کوئی کچھ۔ لیکن مولفین کی رائے میں بسمل بلکہ بسم اللہ کا مخفف ہے۔ یعنی قاتل بسم اللہ کہنے بھی نہیں پایا کہ چھری الگ ہو گئی اور مذبوح تڑپتا رہ گیا۔ فارسی گو شعرا نے معنیٰ ذبح بھی استعمال کیا ہے۔ خواجہ آصفی ؎

قاتل من چشم می بندد دم بسمل مرا
تا بماند حسرت دیدار او در دل مرا

باقر کاشی ؎
دامن او گر بدست آید دم بسمل مرا
آنچناں گیرم کہ نبود حسرتی دگر دل مرا

میرزا صائب ؎

زحزنِ خود دم بسمل نوشتہ ام برخاک
ومیتی کہ نخواہند خوں بہا از تو

بُلوغت۔ عربی میں بلوغ کے معنے ہیں۔ حدِ مردی کو پہنچنا۔ شباب۔ جوانی۔ شعرائے فارس نے تصرف کرکے بُلوغت بنا لیا ہے۔

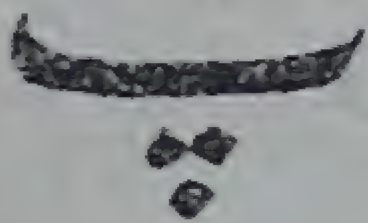
شیخ شیرازی ؎
امرد انگہ کہ خوب و شیریں است
تلخ گفتار و تند خوی بود
چوں بریش آمد و بلوغت شد
مردم آمیز و مہر جوے بود

بُلوغت کی جگہ بلوغ کہنا فصیح ہے۔

بنفشہ۔ ف۔ مونث فتح باوا ذن وشین زبانوں پر ہے اور یہی فصیح ہے اگرچہ اہل لغت نے باے موحدہ کو تینوں حرکات سے لکھا ہے ایک بوٹی کا نام۔ نافرمان۔ بنفشج معرب ہے ۱۲۔

بھٹ۔ ہ۔ مذکر۔ غار۔ کھو۔ گیدڑ۔ بھیڑئے اور لومڑی وغیرہ کا گھر۔ بانبی۔ سانپ کا بل۔ چولھا۔ بھٹی۔ جیسے بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان اس کی جگہ بھاڑ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان کہنا غلط فہمی ہے

بیابان۔ ف۔ مذکر۔ دراصل (بے۔ آب۔ آں) آں نسبت کا ہے۔ صاحب لغات اللغات نے غلطیا لکھا ہے کہ الف ونون فاعلیت کا ہے بے آب وگیاہ میدان۔ چٹیل میدان۔ غیر آباد جنگل۔ ریگستان صحرا



پ

پائے تخت۔ ف۔ دارالحکومۃ۔ مقرِ حکومت۔ دارالسلطنۃ۔ زاجدھانی۔ جہاں بادشاہ رہے۔ (پایۂ تخت) کہنا درست نہیں کیونکہ اُدبا نے استعمال نہیں کیا۔ البتہ پایۂ سریر آیا ہے۔

صائب ؎
زتاج پادشاہان پای تخت میسازد ٭ کسی کہ ہمچوں گہر پاس آبرو دارد

محسن تاثیر ؎
حسن نقدِ داغ تا گیرد خراج خسروی ٭ عشق را در پای تختِ سینہ والی میکند

پائچہ۔ ف۔ تنبان۔ شلوار۔ ازار۔ امیر خسرو ؎
برگل ولالہ ترسید ودا اینک قمری
پای آلودہ بخون پائچہ بالا کردہ

پائے خانہ۔ ف۔ مذکر۔ بیت الخلاء۔ بیت الراحۃ۔ ٹٹی۔

پایدار۔ ف۔ محکم۔ برقرار ہمیشہ۔ جاودان۔

پایہ دار۔ ف۔ صاحبِ قدر۔ صاحبِ منزلت۔ صاحبِ رتبہ۔

پَرتو۔ ف۔ عکس۔ تاب۔ شعاع۔ کرن۔ روشنی۔ صدمہ۔ آسیب۔ سایہ کے معنی میں غلط ہے۔

پرگنات۔ پرگنہ (صوبہ کی ملکی تقسیم) کی جمع ہندی اور فارسی الفاظ پر (ات) لگا کر جمع بنالینا درست نہیں ہے۔ پرگنات کی طرح نوابزشات بھی غلط ہے۔

پنجتن۔ پنج اور تن سے مرکب ہے۔ پنج بسکونِ جیم ہے۔ لہذا بفتح جیم پَنجَتَن کہنا غلط ہے۔ پنج تن یا پنجِ تنِ پاک سے مراد (۱) آنحضرت محمد رسول کریمؐ۔ (۲) حضرت بی بی فاطمہ زہرہؓ۔

(۳) حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ (۴) حضرت امام حَسن (۵) حضرت امام حسین عَلَیْہِمَا السّلام۔
پَیزار۔ ف۔ (دراصل پاے زار) بمعنی کفش۔ اردو میں تخفیفاً (پیزار) کہتے ہیں۔

ت

تبادُلہ۔ عربی میں تبادُل (بوزن تجاہُل) باہم بدل کرنے کو کہتے ہیں اردو میں تا بڑھا کر تبادُلہ کرلیا گیا ہے جیسکے تعلق سے تَعلّقہ۔ عربی میں تاے وحدت عموماً زیادہ کی جاتی ہے۔
تبّت۔ ع۔ ہندوستان کے شمال کو ایک ملک۔ صاحب غیاث نے اس کو تِبِّت بروزن عِلّت و شِدّت لکھا ہے جو غلط ہے دراصل تبت انگریزی لہجہ ہے جو عربی تُبّت کا بگڑا ہوا ہے جیسے ابیسینیا حَبَشہ ہے۔
تَبَنّی۔ ع۔ (رنبو) سے باب تَفَعُّل جیسے تَجلّی۔ ترقّی) گود لینا بیٹا بنانا۔ مُتَبَنّی۔ بیٹا بنانے والا۔ گود لینے والا۔ اور مُتَبَنّیٰ گود لیا ہوا بیٹا یا لک۔ اردو والوں نے تبنی پر تا زیادہ کر کے تَبَنّیت بنالیا ہے۔ مولفین کی رائے میں تبادُلہ اور تبنّیت دونوں کا ترک مستحسن ہے۔ ۱۲
تب۔ فارسی گو شعرا نے لب وغیرہ قوافی کے ساتھ باندھا ہے

نثر فارسی میں بھی بارے عربی کے ساتھ تپ ہجر وغیرہ دیکھا گیا تپ اردو والے ہتے کہتے ہیں۔ پس تپ ہجر فارسی ترکیب سے کہنا صحیح نہیں ہے۔ صاحب برہان قاطع نے بائے فارسی سے تپ کے معنے اضطراب و بے قراری لکھے ہیں۔

تپاک۔ گرم جوشی اور فرط ارتباط کے معنے میں اردو ہے۔ فارسی میں اس کے معنی بے قراری و اضطراب کے ہیں۔

ترجمان۔ ع۔ مترجم۔ دو بھاشیا۔ ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرنے والا۔ جمع تراجم و تراجمہ۔ اس لفظ کے اعراب مختلف لکھے گئے ہیں۔ صاحب قاموس نے ترجمان کو عنفوان کی طرح بہ ضم اول و ثالث لکھا ہے۔ مجد الدین قوسی کا قول ہے کہ زبانوں پر عموماً ترجمان بہ فتح تا و ضم جیم ہے۔ صحاح میں بہ فتح اول و ثالث ترجمان تحریر کیا ہے۔ مقابلۂ السنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کلدانی میں ترجم (جس سے یونانی ترگوس ماخوذ ہے) عموماً عام ترجمہ اور خصوصاً توراۃ کے قدیم آرامی ترجمہ کو کہتے ہیں۔ فارسی میں ترزبان یا ترزبان اور ترزفان (بہ فتح و ضم زائے معجمہ کیوں کہ زبان بیان اور فغان دونوں وزن پر ہے) کے معنے ہیں خوش زبان۔ فصیح۔ چست بیان۔ وہ جو آب و تاب سے بات کرے۔ ترجمہ کرنے والا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ترجمان ترزبان ہی کی تعریب ہے۔ ہماری رائے میں ترجمہ خالص عربی ہے عجب نہیں کہ در اصل ترجمہ کا تشنیہ ہو بہر حال عربی میں ترجمان و ترجمان اور فارسی ترجمان عموماً مستعمل ہے۔

نورالدین ظہوری ؎

گفتمش از اسباب تیغ و گشتم منفعل ؛ خواندمش نوشیرواں عدل و داد و ثم جہاں

ترکیب ۔ ع ۔ مؤنث ۔ مرکب کرنا ۔ ایک چیز کو ایک پر رکھنا ۔ ایک چیز کو ایک پر بٹھانا ۔ ایک کو دوسرے سے ملانا ۔ اردو میں ڈھب طور ۔ ڈھنگ ۔ ڈول ۔ تدبیر ۔ داغ ؎

تلاش ان کو ہے میرے رازداں کی
نئی ترکیب نکلی امتحاں کی

تساہلی ۔ غلط ہے ۔ تساہل خود مصدر ہے جس کے معنی ہیں آسانی غفلت ۔ پھر اس پر یائے مصدری زیادہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔

تعمیل ۔ کے عربی میں معنے ہیں بہ عامل بنانا ۔ گورنر مقرر کرنا ۔ اردو والے عمل میں لانا ۔ انجام دینا ۔ اجرا کرنا ۔ انجام کو پہنچانا وغیرہ کے معانی میں لکھتے ہیں ۔

تقریب ۔ ع ۔ مؤنث ۔ نزدیک کرنا ۔ قربان کرنا ۔ قریب کرنا ۔ اردو میں ذریعہ ۔ باعث ۔ سبب ۔ موقع ۔ چھوٹی سی شادی ۔ رشتہ داروں کے جمع ہونے کا سبب ۔ دوست احباب کے اکٹھا کرنے کی وجہ ۔ مراد ۔ مطلب ۔ مقصد ۔ کسی شخص کا دوسرے شخص کے روبرو قبل از ملاقات ذکر کرنا ۔ ملاقات کا ذریعہ نکالنا ۔ سفارش ملاقات کسی کو دوسرے کی ملاقات کے واسطے ذکر کر کے رجوع کرنا مصحفی ۔

جاؤں بے تقریب کیوں کر اسکے پاس ؛ کچھ تو ملنے کا بہانہ چاہیے

غالب ؎

سیکھے ہیں مہ رخوں کیلئے ہم مصوری ؛ تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

شیخ علی نقی ؎
نقد دل وزدی ونگاہ بہ تقریب حیا ٭ سر پیش افگنی وچشم بہ بالا نہ کنی

تقصیر۔ عربی میں سستی۔ کوتاہی۔ کمی۔ قصور کو کہتے ہیں۔ فارسی اردو میں مجازاً خطا جرم کے بھی معانی میں مستعمل ہے۔ لیکن دکھن میں عوام لناس حضور۔ عالیجناب۔ خداوند کی جگہ جو استعمال کرتے ہیں اس سے احتراز واجب ہے۔

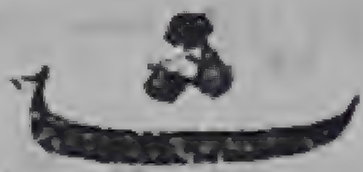
تکبیر اولیٰ۔ اولیٰ مؤنث ہے اول کا لہذا اولیٰ کا موصوف بھی مؤنث ہونا چاہیے۔ لیکن عامۃ الناس سالارجنگ اولیٰ کی طرح جو غلط محض ہے تکبیر اولی بھی کہتے ہیں۔ غالباً اس لیے کہ تکبیر اردو میں مؤنث ہے لیکن چوں کہ عربی میں تکبیر مذکر ہے۔ اس لیے تکبیر اول کہنا چاہیے۔ علیٰ ہذا القیاس سالارجنگ اوّل کہنا صحیح ہے۔

تمامی۔ (تمام) کی جگہ تمامی نہیں کہنا چاہیے۔ اگلے شعرا نے تمامی لکھا ہے۔ تیر ؎
شمع ساں جلتے رہے لیکن نہ توڑا یار سے ٭ رشتۂ الفت تمامی عمر گردن میں رہا

تمییز۔ ع۔ مؤنث (بروزن تفعیل عربی ہے) جدا کرنا (شناخت فرق۔ جانچ۔ عقل۔ ہوش۔ شعور۔ ادب۔ قاعدہ۔ اہلیت) فارسی اردو والے تمییز (بروزن تفعیل) کم اور (تمیز بروزن فعیل) اکثر کہتے اور لکھتے ہیں۔ تمیز کی مثال درد ؎
تمیز بے تمیزئی عالم کرے ہے کب
نالہ سے عندلیب کے یاں بانگ زاغ کو

تشقیح۔ ع۔ مؤنث۔ پاک کرنا۔ کسی چیز کو زوائد عیوب سے پاک وصاف کرنا

خالص کرنا۔ (بروزن تسبیح) صحیح ہے۔ جاہل (تَنقیح) بفتح تا و نون و کسر قاف مشدد) کہتے ہیں۔ بعض اس موقع پر تفاوت (پاکیزگی بیقانی) کو تُنقی کہتے ہیں لیکن انہیں معلوم رہے کہ تنقی کے معنے چننا۔ انتخاب کرنا ہیں۔ یہ بھی واضح خاطر رہے کہ تنقیہ (پاک صاف کرنا۔ خصوصاً بدن سے مواد کو پاک و صاف کرنا) تذکرہ کے وزن پر ہے نہ تنزیہ کے



ثَیِّب۔ م۔ (بفتح ثا و کسر یائے مشدد) مرد بے زن۔ بیوہ۔ عَزَب یعنی مرد بے زن و عزبہ زن بے شوہر۔ بیوہ یا رانڈ کے لیے ثیّبہ کہنا غلطی ہے۔



جادّہ۔ ع۔ شاہ راہ۔ شارع عام۔ بڑا راستہ جمع جواد۔ جادّہ (مادہ و حادّہ کی طرح) بہ تشدید دال ہے کیوں کہ (جدد) سے مشتق ہے فارسی و اردو میں اکثر بہ تخفیف دال مستعمل ہے اور پگڈنڈی یا بٹیا کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ باریک اور سیدھی راہ جو جنگل میں لوگوں کی آمد و رفت سے پڑ جاتی ہے۔ وہ لکیر جو راہ روؤں کے نقش پا کی وجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ملا حسن گیلانی ؎

نے در طلب کمو رہتے اطلس باشش ۔ در دیدہ اعتبار خار و خس باشش

خواہی کہ سرے برون کنی از منزل ؎ چوں جادہ پائمال کس وناکس باش
صائب ؎

رگِ تو جادہ خون معتدل گردد ؎ زبان گزیدہ بیک گوشہ بیشتر برود
میرزا بیدل ؎

طلب بقدمِ سعی می کند کوتاہ ؎ بہ تار جادۂ این دشت نقش پاست گرہ
ذوق ؎

ہم سفر ہو نہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن ؎ جادہ پہنچائے گیا تا لب دریا ہم کو

جَلسہ ۔ ع ۔ مذکر ۔ نشست ۔ بیٹھک ۔ اِجلاس ۔ کارِ سرکار کی انجام دہی کے لیئے اجتماع ۔

جُلوس ۔ ع ۔ بیٹھ جانا ۔ نشست ۔ مل جاکر بیٹھنے والوں کی جماعت سوسائٹی مجلس ۔ اور جُلوس کا جمع بھی ہے جالس کی ۔ یعنے بیٹھنے والے تخت نشینی چنانچہ جشن تخت نشینی کو عیدُ الجلوسِ المانوس کہتے ہیں ۔ اردو میں جلو ۔ شاہانہ حشم و خدم ۔ امیروں اور بادشاہوں کی سواری کو کہتے ہیں ۔

جَوَاہِر ۔ ع ۔ جوہر کی جمع اور جوہر گوہر کا معرب ہے ۔ قیمتی پتھر رتن ۔ ہر شے کی اصل ، خلاصہ ، چار حرفی جمع کے اوزان مثلاً فعائل فعائل کا ما قبل آخر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے ۔ لیکن اس لیئے تراجم جَواہر کہنا غلط ہے البتہ جَواہر کو اردو میں بطور واحد کہتے ہیں ۔
سودا ؎

اس نصائح کی سند پھر ز کلام عرفی ؎ لا کے دہ میرے لیئے نہ جواہر اشعار
لگے فرمانے کہ استاد انھوں کا سنکر ؎ ویسے شعروں کو کہے تھا نہ کہا کر اشعار

ح

حَجّام - ع - پچھنے لگانے والا - اردو والے نائی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں - لا تعلم ؎

ہر کسی کا مونڈتے تھے سر میاں حجام جی
شوخ کے کوچے میں ان کی بھی حجامت نکلی

حیرت ہے کہ خلیفہ جیسے معزز لفظ کو بھی نائی کے واسطے استعمال کرنے لگے اور مہتر کے بزرگ لفظ کو خاکروب کے معنے میں استعمال کر کے اس کو ذلیل کر دیا۔

حِجامت - ع - بالکسر - پچھنے لگانا - خون نکالنا - مولوی معنوی ؎

نہ کند رحمت مطلق بہ بلا جان تو ویران
نہ کند والدہ مارا از پے کند حجامت

اردو میں بالفتح حَجامت - مونڈن + مو تراشی + صفائی + درستی - لوٹ کھسوٹ وغیرہ کو کہتے ہیں - لاندری ؎

حجامت بنانیکو آیا تھا نائی | حَجامت بناتے ہی مانگی صفائی
تو فوراً مجھے یہ مثل یاد آئی | کہ دمڑی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی

حب الفرمودہ - غلط ہے - ملاحظہ ہو (قریب المرگ - عند الیرتال وغیرہ)

حَسَنات - ع - حَسَنہ کی جمع ہے جس کے معنے ہیں - نیکی - کار خیر - حَسَنہ حَسَن کی تانیث بھی ہے - یعنے جمیلہ - خوبصورت عورت اس کی

جمع بھی حسنات ہے۔
حسین۔ لغات وکتب عربیہ میں حسین کا لفظ نہیں پایا گیا۔ صرف صاحب منتخب نے ''حسین بالفتح وکسر سین خوب وصاحب حسن'' لکھا ہے۔ لہٰذا خوبصورت۔ جمیل۔ حسن والا کے معنوں میں لہٰذا ہے عربی میں حسین کی جگہ حسن (خوب صورت + نیک) کہتے ہیں جو حسن کی صفت مشبہ ہے۔
حفصہ۔ ع۔ بفتح حاء و سکون فاء۔ حضرت عمرؓ کی دختر اور آنحضرت سرکار دو عالم کی زوجہ مطہرہ کا نام۔
حکومت۔ ع۔ تحکم کا اسم ہے۔ فرماں روائی۔ قلم رو۔ دائرہ اقتدار ارباب سیاست۔ فی زمانہ سلطنت دولت کے معنی میں بھی مستعمل ہے چنانچہ حکومت سنیہ سے مراد ترکی سلطنت ہے اور حکومت محلیہ مقامی ارباب سیاست کو کہتے ہیں۔
حنا۔ ع۔ مذکر۔ مہندی۔ اردو و فارسی میں بہ تخفیف ہی مستعمل ہے

انوری ؎
سنع حکمت دست گردوں را نہد بر کف حنا ۔ در ہر آں عزمی کہ از نوک قلم کردی خضاب

ذوق ؎
ذوق اس بے نگار میں کا جو ہے وصف نگار ۔ اشک خونیں سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا

حواصل۔ ایک سفید آبی پرند۔ عربی میں حوصلہ کی جمع ہے۔ جس کے معنے ہیں پوٹا۔ چونکہ اس جانور کا پوٹا آگے نکلا ہوا اور بڑا ہوتا ہے۔ اس لیے واحد پر اطلاق ہوا۔
حیرانگی۔ غلط ہے۔ یہ غلطی بھی مہرانگی کی طرح ہے۔ حیرانگی کی جگہ

حیرانی صحیح ہے۔ اس اجمال کی توضیح یہ ہے:۔ حَیْز۔ حَیَر۔ حَیرۃ اور حَیَران بالفتحات ہر مصدر ہے۔ بھوچکا ہوجانا۔ تعجب سے ایک ہی حالت پر رہ جانا۔ اور صفت مشبہہ حَیْران بہ سکون یا بھوچکا ہکا بکا۔ ششدر۔ سرگشتہ۔ صفت حیران پر یا ـــــے مصدری بڑھا کے حیرانی بنایا گیا ہے۔ یعنی بھوچکا پن۔ سرگشتگی۔ پریشانی وغیرہ۔ حیرت کا مرادف۔ سنجر کاشی ؎

چو من حیرانی عاشق نگاہی چون ترا شاید
بیارا بزم و باری ساز کن قانون الفت را

خَدِیجہ۔ ع۔ (بفتح خا وکسر دال) بر وزن سفینہ وصحیفہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی زوجۂ مطہرہ تھیں۔ آپ ہی کے بطن مبارک سے حضرت فاطمہ زہرا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام خُوَیْلد تھا اور چچیرے بھائی وَرَقہ بن نوفل تھے۔ بڑی باعصمت نیک اور دولتمند بیوی تھیں۔ مردوں اور عورتوں دونوں میں آپ ہی سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ طبقات ابن سعد (ہشتم ۱۰)۔

خُذ مَا صَفَا دَعْ مَا کَدِر۔ مثل۔ جو کچھ صاف ہے لے لے۔ جو کچھ تیرہ (گدلا) ہے چھوڑ دے۔ عوام سے ناواقف کدر کو کدر بفتح دال سے پڑھتے ہیں۔ چونکہ صَفا اور کَدَر دونوں اضداد میں سے اور کدر ورۃ وکدر کا باب کَدِرَ یکْدَرُ (از سمع) آیا ہے۔ اس لئے کدر بکسر دال صحیح ہے:۔

خراسان۔ اس کی وجہ تسمیہ عموماً یہ لکھی گئی ہے "زبان پہلوی میں

خراسان مشرق کو کہتے ہیں۔ چوں کہ یہ صوبہ بجانب مشرق ایران ہے اور آفتاب سے منسوب ہے اس لئے خراسان کہلاتا ہے۔ دراصل خراسان مرکب ہے خور بمعنی آفتاب اور آسان طلوع ہونے والا یعنی شمس طالعہ۔ ایران کے مشرق میں ایک وسیع ملک جو آمو دریا (جیحوں) کے جنوب اور ہندو کش کے شمال میں واقع ہے۔ ساسانی عہد میں خراسان چوتھی اقلیم سے متعلق اور ایران شہر کا حصہ تھا اس کی عنان حکومت ایک اِسپہبذ (فرمانروا) کے ہاتھ میں تھی جس کا لقب پاذوسپان تھا۔ خراسان چار صوبوں پر منقسم تھا جن کے چار صوبہ دار (مرزبان) تھے۔ (۱) مَرْو شاہجان (۲) بَلخ و طخارستان (۳) ہَرات پوشنج بادغیس سجستان (سیستان) (۴) ماوراء النہر۔ خراسان کے مشہور و معظم شہر یہ تھے:۔ نیسابور (نیشاپور) مَرْو شاہجان۔ ہَرات۔ بلخ۔ بادغیس۔ جُوزجان۔ بامیان۔ غرجستان و طخارستان سَرخس تفتازان وغیرہ فی زمانہ خراسان کا رقبہ نصف سے زیادہ گھٹ گیا ہے اور سیاستہً ایران۔ افغانستان اور رُوسیہ میں منقسم ہے۔

خِشم ف۔ بہ کسرو نیز بہ فتح خا، (بروزن حِلم و خَصم) غصہ غضب۔ خفگی۔

خَصِی۔ ع۔ (کھنتی) خصیے نکالا ہوا جانور۔ آختہ۔ بدھیا۔ اردو میں بہ تشدید صاد خصّی کہتے ہیں۔

خِضر۔ ع۔ ایک پیغمبر کا لقب کیوں کہ کہتے ہیں جہاں بیٹھتے تھے وہاں سبزہ نمودار ہو جاتا تھا۔ یا جہاں چلتے وہ زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ان کے نام میں بڑا اختلاف ہے کوئی ان کو بلیا یا ایلیا کہتا ہے

کوئی ارمیاء بن حلقیا من سبط ہارون۔ کوئی خضرون بن عامیل بن عیص بن اسحاق۔ کوئی ان کو صاحب موسیٰ اور کوئی صاحب سکندر کہتا ہے۔ آپ نے آب حیات پیا اس لیے عمر جاوداں نصیب ہوئی لیکن آپ لوگوں کی نظروں سے غائب رہتے اور چاہتے ہیں تو نظر بھی آجاتے ہیں بلکہ ملاقات بھی کر لیتے ہیں۔ اہل یورپ ان کو الیاس اور بعض قدیس جرجیس خیال کرتے ہیں۔ مجازاً راہ بر۔ راہ نما۔ بھولے بھٹکے کو راہ بتانے والا۔ لفظ خضر کے اعراب میں شدید اختلاف ہے۔ کوئی خِضر۔ بہ کسر اول و فتح دوم کوئی بفتح اول و سکون ثانی کوئی کچھ کوئی کچھ لکھتا ہے۔ لیکن صحیح خَضِر بہ فتح اول و کسرۂ ثانی بروزن فَرِح اور خِضر بالکسر بروزن فکر ہے۔ صاحب صحاح نے اس کو افصح لکھا ہے

قاآنی ؎

صد مرتبہ گردد نیز از زہر ہلاہل ٭ گر زانکہ فتد عکس تو در آب خضر بر

غالب ؎

وہ رند ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق اے خضر ٭ نہ تم کہ چور بنے عمر جاوداں کے لیے

ناسخ ہے

خوشی کے مارے کہو آج مجھکو خضر ملے ٭ جو راہ کوچۂ جاناں کا راہ بر مل جائے

خَفگی۔ ف۔ بہ فتح اول و ثالث۔ خفگی ماخوذ ہے۔ خفہ سے جو پہلوی میں خَپَہ اور سنسکرت کشپ ہے اور جس کے معنے ہیں گلو افشردہ۔ گلا دبایا ہوا لہذا خفگی کے معنی ہوئے افسردگی گلو۔ مجازاً ناراضی۔ غصے کی روک۔ آزردگی۔ شعرائے فارسی کے کلام میں خفہ کا لفظ تو آیا ہے چنانچہ ملا طغرا کا مشہور شعر ہے ؎

تا نماید خفہ از دُود خود م غنچہ صفت
مشعل لالہ نہ انگیخت ضیا در کشمیر

لیکن خفگی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اردو میں خفہ (خفا) اور خفگی دونوں مستعمل ہیں۔ داغ ؎

رنجش میری بڑھ کر ہے تمہاری خفگی سے :: میں جان سے بیزار ہوں تم مجھ سے خفا ہو

حالی ؎

نہ دے میری امید مجکو جواب :: رہے وہ خفا گر خفا ہو گیا

خُنُک۔ ف۔ بضمتین۔ سرد۔ بضم اول و فتح ثانی کہنا غلط ہے

صائب ؎

جمعیکہ زیر چرخ شبی روز کردہ اند :: چوں شمع دل خُنُک بہ نسیم سحر کنند

خُنُکی۔ ف (بضمتین) سردی۔ بسکون نون خُنکی اہل اردو کہتے ہیں ؎

چاندنی میں چاند کی خنکی بھی تھی نرمی بھی تھی
تجھ میں کس گلکار نے رنگ تبسم بھر دیا

د

دستخط۔ اپنے ہاتھ کا لکھا۔ العبد۔ اپنے ہاتھ کی علامت یا نشان اس کا مختلف طور سے استعمال ہوتا ہے۔ واحد مونث (محضر پر زید کی دستخط ہو گئی) جمع مونث (محضر پر کئی اشخاص کی دستخطیں ہو گئیں) جمع مذکر (محضر پر زید کے دستخط ہو گئے) لیکن اصولاً واحد مذکر صحیح ہے۔ مثلاً اس نے اپنا دستخط کر دیا۔

دشتِ قبچاق۔ قبچاق میں دیکھو۔
دِل نشیں۔ نشیں بہ فتح نون کہنا غلط ہے۔ اس لیے کہ نشستن بکسر نون ہے۔ اسی طرح خانہ نشیں۔ خاک نشیں۔ ذہن نشین وغیرہ سب بہ کسر نون ہیں۔
دَمار۔ ع۔ موت۔ ہلاکت۔ بفتح دال۔
دیباچہ۔ ف۔ دیباجہ اس کا معرّب ہے۔ اور دیباچہ دیبا (ایک نفیس ریشمی کپڑا جس کا معرّب دیباج ہے) کا مصغر ہے۔ دیباچہ شاہانہ دیباج کی وہ زرق برق چھوٹی قبا ہے جو سلاطین کا ایک بالائی لباس ہے۔ یہ نہایت مکلف و مکلل و مزین ہوتا اور تخت و تاج کی طرح علاماتِ سلطانی ولوازمِ بادشاہی میں داخل ہے۔ مجازاً خطبۂ کتاب کیوں کہ اس کی عبارت بھی مرصع و مسجع اور آراستہ و پیراستہ ہوتی ہے۔ بعض دیباجہ کو خالص عربی بتاتے ہیں جس کے معنے ہیں منہ۔ چہرہ اور رخسار۔ مجازاً خطبہ کو کتاب کا چہرہ قرار دیا گیا ہے لیکن یہ معانی کتب عربیہ میں نہیں پائے گئے۔

ر

رَجب۔ ع۔ سنہ ہجری کا ساتواں مہینہ۔ بہ تشدید جیم غلط ہے۔
ناسخ ؎

خلق نے قرآن دیکھا جب ہوا ماہِ رجب
ہم نے دیکھا مصحفِ رخسار اپنے یار کا

رَوِیَّۃ۔ ع۔ (بہ فتح را و کسر واو و تشدید یا)۔ حاجت۔ تفکر۔ تاَمّل اردو و فارسی میں مجازاً دستور۔ طور۔ طریق۔ ڈھنگ۔ قاعدہ بمعنی روش۔ ضابطہ۔ رَوَیّہ بفتح واو غلط ہے۔ رَوِیہ کو رفتار۔ رو۔ روش وغیرہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

ز

زُمُرُّد۔ ف۔ بہ ضم زا و میم و رائے مشدد۔ عربی میں زُمُرُّد و زُمُرُّذ بہ ذال معجمہ۔ سبز یاقوت۔ ایک بیش قیمت سبز رنگ جوہر (یا پتھر) کا نام مشہور ہے کہ جس کو دیکھکر سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ آتش ؎
رشک کے مارے زمرد خاک میں ملجائیگا ٭ سبزے پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
غالب ؎ سبزہ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا ٭ یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا
بعض شعرائے فارسی نے قد و خد کے قوافی کے ساتھ باندھا ہے جو جائز نہیں۔ ظہیر الدین فاریابی ؎

زہرہ سنگ از شکوہ او چو برآمد
گردش چرخش لقب نہاد زمرد

زِنْدہ۔ جاندار مرکب ہے زند با لکسر۔ جان۔ روح۔ اور ہائے نسبت سے زندگی و زندگانی اسی سے مشتق ہیں۔

زَنْدہ رُود۔ جس کو زایندہ رود بھی کہتے ہیں۔ اصفہان کی ایک خوشگوار و شیریں ندی کا نام۔ یہاں زَندہ بالفتح معنی بزرگ ہے

س

سُجدہ ۔ ع ۔ بالکسر ۔ زمین پر سر رکھنا ۔ متھا ٹیکن ۔ سَجدہ بالفتح قرآن شریف کی ایک سورت کا نام ۔

سَفسَطہ } ع ۔ صاحب غیاث اللغات نے فصل سین مہملہ مع قاف
سفسطہ } میں لکھا ہے "سَقسطہ بہ فتح ہر دو سین یعنی زیادہ گوئی وہمی چیزیں" سقسطہ کوئی لفظ نہیں شاید صاحب نے (سقط) اس کا مادہ خیال کر کے قاف سے لکھدیا ۔ صحیح سَفسطہ اور سِفسِطہ ہے ۔ بہ فتح وکسر ہر دو سین وسکون فا ۔ سفسطہ وہمیات کاذبہ سے مرکب قیاس کو کہتے ہیں جس کی غرض خصم کی تغلیط اور اس کا اسکات ہے ۔ مثلاً جوہر ذہن میں موجود ہے اور جو ذہن میں قائم ہے عرض ہے ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جوہر عرض ہے ۔ علامہ محمد بشیر غزی نے

وما ھو الا البرھان شعر جدل
خطابۃ سفسطۃ فالاول

سَفسطہ یونانی سوفزم ( ) کی تعریب ہے ۔
عربی میں تحکم کہتے ہیں ۔

سَکینہ ۔ ع ۔ (بفتح سین وکسر کاف) ۔ (بر وزن سفینہ) تسلی ۔ طمانینت ۔ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومن کے قلب پر نازل ہو آرام ۔ تابوت بنی اسرائیل کا نام ۔ یہ عبرانی و عربی میں مشترک ہے اور توراۃ مقدس اور قرآن مجید دونوں میں آیا ہے ۔ بضم سین و

فتح کاف (بروزنِ جُہَینہ) صاحب قاموس نے یہی اعراب لکھے ہیں۔ بعض علما نے صحیفہ کے وزن پر لکھا ہے۔ حضرت امام حسین کی صاحبزادی کا نام۔ ۱۲

سِنّ۔ ع۔ عمر۔ مقدارِ عمر۔ زمانۂ حیات۔ جمع اَسْنان۔ اسیر ؎

اُٹھ کے کوچے سے تمہارے کون جائے سوطرف
آپ کُل بارہ برس کے۔ سن زیادہ حور کا

ریاض ؎

قیامت کی خلش کیوں ہر گھڑی ہے ÷ وہ تم سے قد میں کم سِن میں بڑی ہے

لہٰذا سن شعور یعنی سمجھ کی عمر۔ سیان پن۔ سنِ بلوغ۔ جوانی کی عمر۔ شباب کی عمر (سن بلوغت کہنا فصیح نہیں ہے۔) سن التمیز (بہ دو یاء عربی ہے) سن تمیز (بہ ایک یاء اردو) شناخت کی عمر۔ پہچان کی عمر۔ سب تراد فاً مستعمل ہوتے ہیں۔ بعض اصحاب سَنَہ وفات سَنَہ جلوس کی جگہ سن وفات سن جلوس کہتے ہیں جو اُن کی سخت غلطی ہے کیوں کہ برس یا سال کے لیے سَنَۃ بالتحریک ہے جس کا مادہ (سنو) اور جمع سِنین ہے نہ کہ سَن بالفتح اور نہ کہ سِن بالکسر۔ لہٰذا سَنَۂ وفات کے معنے ہیں مرنے کا سال۔ انتقال کا برس۔ اور سَنَۂ جلوس یا تخت نشینی کا سال یا تاج پوشی کا برس ہے۔ اگر سَن وفات کہیں تو مہمل ہو گا کیوں کہ سَن کوئی لفظ نہیں ہے اور سِن وفات گو موضوع الفاظ ہیں لیکن ان کا مفہوم صحیح نہیں۔ ۱۲

ش

شاخشانہ
شاخسانہ
شخسانہ
} خود نمائی۔ ڈرانا۔ دہمکانا وغیرہ (ملاحظہ ہو اصل کتاب)

ظہوری ؎

رندان ز شاخشانہ ہر دم چہ در ہم اند
کرد آنچہ محتسب بظہوری عسس نہ کرد

محمد سعید اشرف ؎

گہی رفتی بہ تکلیف بہانہ ٭ بہ شمشاد از رعونت شاخشانہ

سالک قزوینی ؎

زلفش کمان حلقہ اگر زہ کند چنیں ٭ آرام با کباده این شاخسانہ نیست

ندیم ؎ -

بیشتر ہم ندیم ناتوان سیلاب خون سازد عیان ٭ این دجلہ تا باشد روان شخشانہ بر جیحون کند

صاحب فرہنگ آصفیہ کا یہ بیان صحیح نہیں کہ "صاحب بہار عجم نے بحذف الف (صاد) سے (شخصانہ) لکھ دیا ہے"

شراب - ع - وہ چیز جو کھانے اور پینے کے قابل ہو - آشامیدنی و خوردنی از مائعات - فارسی میں مے کے معنے میں استعمال کرتے ہیں - اہل اردو نے فارسی والوں کا اتباع کیا - ۱۲

اشتراکت شرکت سے بنا لیا ہے - صحیح لفظ شرکت ہے - ۱۲

شرائط - ع - شریطہ کی جمع ہے جس کے معنے ہیں ایک کام کا دوسرے

پر انحصار۔ عہد۔ پیمان۔ شرط کی جمع شروط ہے نہ کہ شرائط۔
شَطرَنج۔ ۶۔ بہ کسر شین معجمہ و سکون طائے مہملہ و فتح را و سکون نون۔
ایک کھیل کا نام۔ اس کی بساط میں (۶۴) خانے ہوتے ہیں اور سولہ مہرے
سیاہ اور سولہ مہرے سفید۔ مہروں کے اقسام چھ ہیں (۱) آٹھ پیادے
(۲) دو رُخ (۳) دو فیل (۴) دو اسپ (۵) ایک فرزیں یا وزیر (۶)
ایک شاہ۔ ایک شخص کی طرف اور اتنے ہی دوسرے شخص کی جانب +
شریشی شرح مقامات حریری میں اس کے واضع کا نام صصّہ لکھا ہے
لیکن لغات فارسیہ میں بیلاج۔ مولانا شادان بلگرامی کے نزدیک یہ
لفظ سنسکرت کا ہے نشٹ اور چھٹ کے معنے چھ اور رنگ کے معنے قسم،
چونکہ اس کے مہرے چھ قسم کے ہوتے ہیں اس لئے یہ نام ہوا۔ میرا مسموع
ہے کہ راون کی بیوی مندودری اس کی موجد ہے۔" علامۃ العصر عبداللہ عمادی
شطرنج کی اصل صدرنگ (سدرنگ = سورنگ) فرماتے ہیں + سنسکرت
مباحث لسانیہ میں تفحص کیا گیا تو چترانگ پایا گیا جو چتر = چار اور انگ
= عضو یا حصہ سے مرکب ہے۔ چونکہ کامل فوج چار اقسام (۱) فیل
رتھ۔ پلٹن اور رسالہ) پر مشتمل ہوتی ہے۔ لہذا شطرنج چترانگ کہلاتی
ہے۔ ٹیک چند بہار شاگرد آرزو نے لکھا ہے کہ شطرنج سترنگ کا معرب
ہے جو ایک فارسی زبان کا لفظ یبروح الصنم۔ لکھنا مول۔ مردم گیاہ
کے معنے میں ہے۔ چوں کہ یہ گھاس اور اس کی جڑ آدمی کی صورت سے
مشابہ ہے اور اس کھیل کے اکثر مہرے انسان کے نام پر ہیں لہذا اس کو
سترنگ کہنے لگے۔ ہم کو حضرت عمادی کی رائے سے اتفاق ہے کہ شطرنج کی
اصل فارسی صدرنگ ہے۔ صد یا سد یعنی سو (۱۰۰) اور رنگ بمعنی جلوہ

گُیند۔ کُرّ۔ یا صد = سَو اور رنگ = خانہ (علامہ مسعودی نے بیان کیا ہے کہ میں نے سو خانے کی بِساطِ شطرنج دیکھی ہے۔ تعجب ہے تذکرہ دولت شاہی میں جس کو پروفیسر براؤن نے خاص طور سے خود تصحیح کرکے چھپوایا ہے اس میں سیدنا علیؓ کے اِشعار درج ہیں اور شطرنج کے شین پر فتح ہے۔

الاخذُ وعدَ موسیٰ مرّتَینِ
وضَعَ اصلَ الطبائعِ تحتَ ذینِ
وسَکَنَ خانَ شطرنجٍ تخذُها
وادَیرِ جھاخلالِ الدرجتینِ
فھٰذا اسم من یھواہُ قلبی
وقلبُ جمیعِ من فی الخافقینِ

دائرۃ المعارف اسلامیہ میں شطرنج بالفتح لکھا ہے جو غلط ہے۔ وحشی ؎

بساطِ دوری وشطرنجِ غائبانہ بخوان
بخود فرو شدہ وحشی عجب کہ مات نباشد

اسیر ؎

جہاں کو وضعِ جہاں پائمال رکھتی ہے ٭ نئی طرح کی یہ شطرنج چال رکھتی ہے

شِمر۔ (بروزن فِکر) بالکسر۔ ۶۔ حضرت حسین علیہ السلام کا قاتل علیہ اللعن مومن نے بفتح ثانی کہا ہے ؎

دل ایسے شخص کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے ٭ محبِ حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

ص

صَنَوبر۔ ۶۔ مذکر۔ چلغوزہ کا درخت + چیڑ + سرو ناز۔ ایک قسم کا سرو جس سے

معشوق کے قد اور اس کے خرام کو تشبیہ دیتے ہیں۔ ناسخ ؎

محبت گلشنِ عالم میں جنسیت سے لازم ہے
نہ کیوں اس سرو پر عاشق صنوبر ہو مرے دل کا

صائب ؎

میکند از طوق قمری حلقۂ نام سرو را ؛ از صنوبر قامتاں ہر جا بر آید نام او

ط

طبابت۔ فن حکمت۔ بیدک۔ علاج معالجہ۔ غیاث اللغات فرہنگ آصفیہ وغیرہ میں لکھدیا گیا ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ عربی میں طب کہتے ہیں وہ علم جس کے ذریعے بدن انسان کے حالاتِ صحت و مرض معلوم کئے جاتے ہیں۔ طب کی غرض یہ ہے کہ صحت موجودہ کا حفظ اور صحت زائلہ کا استحصال کیا جائے۔ مختصراً یہ کہ طب سے تحفظ۔ حصول صحت اور ازالۂ مرض کا طریق معلوم ہوتا ہے سودا سے ضیغے کا طبابت کے بھلا آدمی نوکر سو دو سو روپے کا جو کسی عمدہ کے ہاں ہے

طحال۔ ع۔ بالکسر۔ سپرز۔ تلی۔ اور طحال بالضم۔ تلی کی بیماری۔ درد سپرز وہ مرض جس سے تلی پھول جاتی ہے یا اس میں درد ہوتا ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ نے مرض و عضو دونوں کے لئے طحال بکسر لکھ دیا ہے۔ ۱۲

طرحدار۔ اردو والوں نے بنا لیا ہے۔ اس کو عطف و اضافت کے ساتھ استعمال کرنا جائز نہیں۔ جیسے خوبرو و طرحدار یا معشوق طرحدار۔ ۱۲

طلبا۔ طالب کی جمع۔ (طَلَبَہ) اور (وارث) کی جمع (وَرَثَہ) ہے۔ اس کو علما فضلا کی طرح طلباء۔ ورثا کہنا اور لکھنا درست نہیں۔ ۱۲

طُولانی۔ دراز۔ لمبا۔ طویل۔ عربی میں نُور سے نُورانی۔ رُوح سے رُوحانی۔ شَعر سے شَعرانی۔ (بہت بالوں والا) لحیہ سے لحیانی (بڑی داڑھی والا) دُبر سے دَبرانی۔ صَدر سے صَدرانی (بڑے سینے والا) وغیرہ نسبت آئی ہے۔ بلکہ فوق سے فوقانی۔ تحت سے تحتانی اور وَسط سے وَسطانی تک مصر وشام میں برابر مستعمل ہے۔ لیکن طول سے طولی (ضد عَرضی) آیا ہے۔ البتہ فارسی میں طُولانی آیا ہے۔ عرفی نے خان خانان کی مدح میں کہا ہے ؎

سخن شناسا دیدی و دیدہ باشی ہم
عُلو پایۂ من در مقامِ سحبانی
فلاں مربی و من تربیت پذیر این بس
ز فضل خود چہ زنم لافہائے طُولانی

ظ

ظَنُّوا المؤمنینَ خیرا۔ یا۔ ظنُّ المؤمنینَ خیرا۔ صحیح نہیں ہے صحیح ظُنُّوا بِالمؤمنینَ خیرا ہے۔ مومنین سے نیک گمان کرو۔ ۱۲

ع

عَدْن۔ ع۔ بہ سکون دال۔ اقامت کرنا۔ کسی جگہ ہمیشہ رہنا۔ جنات عَدن

باغ ہائے بہشت جہاں لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ عجیب از ندرانی ؎

نوروزِ خوش و بہارِ خرم
آمد زِ بہشتِ عَدَن باہم

تعجب ہے کہ مرزا رفیع سودا اور قاآنی نے (پریشاں گی میں) بالتحریک عَدَن لکھ دیا ہے جو جائز نہیں ہے ؎

حضرت زہرا تری اماں نے کیا کہ ماجرا
پیاس سے مرنے کا فرزندوں کے مطلق نہیں سنا
کیا عَدَن میں جا کسی حور و ملک نے نہیں کہا
اب تلک آئی نہیں زہرائے اطہر سائیاں

از یک سخن رواں دو بخش دادہ صد شکست
تسنیم و کوثر و عَدَن و سلسبیل را

عَدَن۔ ع۔ یمن (عرب) کے جنوبی ساحل پر ایک نہایت ہی قدیم شہر جس میں قلعہ ہے۔ فی زمانہ انگریزی حکومت کا مقبوضہ اور احاطۂ بمبئی کے زیرِ انتظام ہے۔ اور اب مستحرۂ برطانی کیا گیا ہے۔

عَقِیم۔ ع۔ وہ مرد یا عورت جس کے بچہ نہ ہوتا ہو۔ بانجھ۔ مرد عورت دونو کے لیئے (عقیم) ہی ہے لہذا (عقیمہ) عورت کے لئے کہنا غلطی ہے۔ ۱۲

عَلاء۔ ع۔ بالفتح اور عُلا بالضم دونوں طرح آیا ہے جس کے معنے ہیں رفعت۔ بلندی۔ شرف۔ بزرگی۔ ۱۲

عَلالت۔ بیماری کے معنے میں اردو والوں نے بنا لیا ہے۔ لہذا ترکیب فارسی علالتِ مزاج غلط ہے۔ عربی میں علالت کی جگہ اِعتلال ہے اور علیل (بیمار) اس کی صفت۔ ۱۲

عُمان۔ ع۔ عرب کا جنوب مشرقی حصہ۔ صحیح بلا تشدید ہے۔ ملاحظہ ہو اصل کتاب۔ عرفی نے بھی بہ تشدید میم باندھا ہے ؎

برسرِ عمّان در دموج حلاوت زدن
بر درِ میدانِ دل فوجِ ستم داشتن

عُمرِ طبیعی۔ وہ عمر جو فطرت و قدرت نے عطا کی ہو۔ جو اصحاب عُمرِ طبیعی کی جگہ عُمرِ طَبعی کہتے ہیں وہ غلطی پر ہے۔ کیوں کہ طبیعت سے نسبت طبیعی ہے۔ ذوق ؎

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

ملاحظہ ہو اصل کتاب۔ ۱۲

عمر خیام۔ رباعی گو مشہور آفاق شاعر (بہ فتح میم عمر)۔ چنانچہ خود عمر خیام کی رباعی ہے ؎ ای سوختۂ سوختنی
ای آتش دوزخ زتو افروختنی
تا کی گوئی کہ بر عمر رحمت کن
حق را تو کنی برحمت آموختنی

تعجب ہے کہ خاقانی برادر زادہ عمر خیام نے (بہ سکون میم عمرؔ) استعمال کیا ہے ؎

بگریختہ ام از دیو خذلان
در سایۂ عمر ابن عثمان

عَمرو۔ ع۔ بالفتح و سکون میم بروزن نصر۔ نثر یا امر + عُمَر سے امتیاز اور دفع التباس کے لئے عمرو میں ایک واو بڑھا دیتے ہیں۔ بعض نے متحرک الاوسط لکھا ہے جو غلط ہے۔ کیوں کہ عرب میں جس قدر نام ہیں سب گے سب

ساکن الاوسط ہیں۔ عَمْرو بن العاص۔ عَمْرو بن ہند۔ عَمْرو بن کلثوم صاحب مُعَلَّقَہ۔ عَمْرو بن لیث۔ عَمر بن الاہتم وغیرہم۔ عَمْرو بن مَعْدِ یکَرِب (اَبُو ثور بن عبد اللہ) سنہ ۹ھ ولادت سنہ ۶۴۲ء۔ یہ عرب کے یمانی قبیلہ بنی زُبَید کا ایک سردار اور شاعر تھا۔ عَمْرو کی جسمانی قوت غیر معمولی بیان کی گئی ہے۔ آں حضرت سے شرف ملازمت حاصل کر کے اسلام قبول کیا۔ جنگ قادِسیّہ میں بڑا نام پایا۔ سودا ؎

آدھ سیر آٹے کا خدا ہے کفیل
پیٹ اس کا ہے عَمْرو کی زنبیل

لیکن غالب وانشاء نے متحرک الاوسط باندھا ہے۔ غالب ؎

در معنی سے مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی
غم گیتی سے مرا سینہ عمرو کی زنبیل

انشاء ؎

ایک کوڑی کو نہ لیجیے جو فروشندہ کہے
ہے بکاؤ کوئی زنبیل عَمْرو لیتا ہے

عوج بن عوق یا عنق۔ ع۔ ایک طویل القامت شخص کا نام جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ان کی مٹی سے پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہا۔ اس کی عمر ساڑھے تین ہزار برس کی ہوئی۔ حضرت نوح کا طوفان اس کی کمر تک تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیہ (طور سینا) سے چلنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک دو کوس کا پہاڑ اپنے سر پر اٹھا لیا تا موسیٰ علیہ السلام کے لشکر پر دے مارے خدا تعالیٰ نے ہُدہُد کو بھیجا اس نے اس پہاڑ میں اس اندازے سے سوراخ کیا کہ وہ پہاڑ اس کی گردن میں آ پڑا جس کی وجہ سے وہ وہیں کھڑا رہ گیا

تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اس کے ٹخنے پر مارا جب جا کر وہ گرا اور فوراً مر گیا۔ اس کے باپ کا نام عُوق بالضم ہے۔ لوگوں میں جو عوج بن عنق مشہور ہے وہ غلط ہے۔ مجازاً بہر طویل القامتہ احمق شخص۔ غیاث فرہنگ آصفیہ وغیرہ۔، ظرفہ

پیدا کیا وہ اس نے لشر عوج ابن عوق
پل جس کے ساق پا سے بنا رو دنیل کا

عامتہ الناس میں کم و بیش یہی قصہ مشہور ہے۔ ہمارے معلومات حسب ذیل ہیں:۔

عُوج۔ عبرانی۔ لغوی معنے دراز گردن، جبّار۔ دیو۔ باشان (شمال شرقی فلسطین کا ایک خطہ جس کو عربی میں بَثَنِیَۃ کہتے ہیں) کا طویل القامتہ بادشاہ۔ یہ بنی عَناق میں سے تھا۔ عَناق (لمبی گردن والا۔ طویل العُنق جبّار۔ دیو) اَرْبَع کا بیٹا تھا جس کی طرف شہر خلیل (حَبْرُون) کا قدیم نام قَرْیۃ اَرْبَع منسوب ہے۔ بنی عَناق رَفائیم و جَبابرہ کا بقیہ تھے یہ اس قدر بلند بالا تھے کہ بنی اسرائیل انکے مقابل ٹڈیاں نظر آتے تھے جب حضرت موسیٰ کو عوج نے اپنے ملک میں سے ہو کر گزرنے نہ دیا تو باہم جنگ ہوئی اور حضرت موسیٰ نے اس کو مغلوب کر لیا۔ بعد ازاں حضرت یوشع و کالب نے شہر اِذرعی پر بنی عَناق کو فاش شکست دیکر نکال باہر کیا اور باشان کا ملک نصف سبط منسّی۔ بنی جاد۔ اور بنی رُاوبین کو عطا کیا گیا۔ اس فتح و ظفر کا قومی ترانہ مدت مدید تک بنی اسرائیل میں گایا جاتا رہا۔ دیکھو مزمور (۱۳۵) از مزامیر داؤد۔

"۔۔ خداوند ہی نے کئی قوموں کو (ہلاک کر) مارا اور عظیم الشان بادشاہ

یعنے اَمُوریوں کے بادشاہ سیحون باشان کے بادشاہ عُوج اور کنعان کے تمام بادشاہوں کو قتل کر ڈالا اور ان کی سرزمین اپنی قوم اسرائیل کو میراث میں دی...." وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ والمآب۔
عُہْدَہ - ع - بیع نامہ - ناقص تحریر - ذمہ داری ہے مجازاً سرکاری خدمت - منصب یا مرتبہ + افسری - سرداری -

غ

غدّار - ع - نہایت غدر کرنے والا - بہت بے وفا - لیکن اردو والے (لندن ایک غدار شہر ہے) لکھتے ہیں اور (بڑے - کلاں - وسیع اور عظیم الشان) سے مراد لیتے ہیں - ۱۲
غریب - ع - نادر - مسافر - بیگانہ - فارسی اردو میں نادار - مفلس - البتہ معین الغربا کے معنے ہوں گے - مسافروں کی اعانت کرنے والا یا مفلسوں کی مدد کرنے والا - ظہوری ؎

نغمہ ہائی غریب ریخت ز ساز
ہست آری حشہ غریب نواز

ولہ ؎
رفتن از کوی او نصیب مباد
ہیچکس در وطن غریب مباد

غَشْی - ع - بفتح اول و سکون دوم - غَشی بفتح اول و کسر دوم اردو والوں نے بنا لیا ہے - ۱۲

غَلَطُ العَام - بالتحریک - ع - وہ غلطی جس کو تمام علما و فضلا اور اہل زبان نے استعمال کیا ہو اور یہ جائز ہے جیسے کافر - قالب - ذوق ؎

اے ذوق دیکھ دخترِ رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

سعدی ؎

گر یکے زین چہار شد غالب ٭ جانِ شیریں بر آید از قالب

حسن نے غلط العام بہ سکون لام کہا ہے لہذا یہ غلط محض غلط ہے ؎

لب و لہجہ ترا سا ہے یہ کن خوبانِ عالم میں
یہہ غلط العام ہے جگ میں کہ سب مصری کی ہیں ڈلیاں

معروف نے بہ فتح لام لکھا ہے اور صحیح لکھا ہے ؎

غلط العام فصیح ہے جہاں میں معروف
غلطی کیا ہے ان اشعار کے ناخواں میں

غارِ ثَور - (بفتح ثائے مثلثہ) مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ ہے جس کو جبل ثَور اور اس میں ایک غار ہے جس کو غارِ ثَور کہتے ہیں۔ اس میں آں حضرت صلعم حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ پوشیدہ ہو گئے تھے۔ افسوس ہے کہ باسط بسوانی نے (دُور) کے قافیہ کے ساتھ باندھا ہے ؎

دیکھ کر نقشِ قدم کچھ دُور تک
پہنچے جب کفار غارِ ثُور تک

غلیظ - ع - (نقیض) دقیق و رقیق) گاڑھا - سخت - درشت - غِلظۃ (بروزن حکمت) و غلاظۃ بروزن تجارت سے صفت مشبہ ہے اس کی جمع غلاظ ہے -

ف

فِطرتی ۔ ا۔ عربی میں فِطرت ۔طبیعت ۔جبلت ۔ قدرت ۔خلقت سے نسبت فطری (طبیعی ۔جبلی ۔ خلقی) ہے۔ فطرتی غلط ہے ۔البتہ اردو میں فطرت کو عیاری ۔ چالاکی ۔ فتنہ انگیزی ۔ مکر۔ فریب ۔سازش وغیرہ اور فطرتی کو شوخ ۔ عیار۔ چالاک ۔ متفنی ۔ فتنہ پرواز ۔ مکار۔ دغاباز۔ کے معنی میں کہتے ہیں مگر فصاحت کے خلاف ہے۔

فُلان ۔ ع ۔ (بالضم) آدمی سے کنایہ ہے ۔اور الف لام کے ساتھ بہائم سے کنایہ ہے ۔ کبھی ایک کو فل ۔ دو کو ۔ فلان ۔ اور جمع کی حالت میں فلون کہتے ہیں ۔ فَلان بالفتح درست نہیں ۔

فی الحقیقۃ ۔ واقع میں ۔ دراصل ۔ بیشک ۔ الحق ۔ عربی ہے ۔ ناواقف لوگ فی الحقیقۃ کی جگہ فی الحقیقت میں اور فی الواقع کی جگہ فی الواقع میں کہدیتے ہیں ۔ اسی طرح ۔ آب زر اور لیلۃ القدر کی جگہ آب زر کے پانی سے اور شب لیلۃ القدر بلکہ شب لیلۃ القدر کی رات کہنے میں مضایقہ نہیں کرتے ۔ حسن ؎

کہتے ہیں نیلم جسے فی الحقیقہ میں وہ لعل
ہوگیا ہے رشک سے تجھ لب کے رنگ اسکا کبود

ق

قَبر۔ ع۔ گور۔ تربت۔ محکم نے (قَبَر) غلط لکھا ہے

ترے در پہ ہم آکے پڑے ہیں صنم نہ سفر کے رہے نہ وطن کے ہوے
ترے ہجر میں باقی ظلم و ستم نہ قبر کے رہے نہ کفن کے ہوے

قِپچاق۔ اس کو قِپچق، خِفچاق۔ قبچاق، خفچاخ، خفشاخ وغیرہ کہتے ہیں۔ لیکن فصیح قِپچاق و قِپچق بہ کسر قاف و سکون پائے فارسی ہے قِپچاق کے لغوی معنے ہیں۔ درخت کا کھوکھلا تنہ۔ مروی ہے کہ کسی درخت کے جوف سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو اوغز خان نے متبنے کیا اور ایک جاگیر عطا کی۔ ترکوں کا ایک فرقہ + دشت قپچاق جسے دشت خزر اور مفازت غز بھی کہتے ہیں۔ بحر خزر کے شمال کو ایک وسیع میدان ہے جس میں دلدلیں (ہامون) اور عمدہ سبزہ زار ہیں۔ باشندے صحرا نشین۔ مشہور شہر خزر ہے جس کی طرف پوشت منسوب ہے۔ سرائے باتو۔ سیریو۔ برطاس۔ سوار۔ محتال اور معظم دریا اتل (وولگا) اور ترک (اترک) ہیں۔

قَحبَہ۔ ع۔ بالفتح بروزن تَخمَہ۔ قحب کی تانیث۔ فاجرہ۔ فاحشہ۔ بدکار رنڈی۔ کھانسنے والی بڑھیا + مقولہ۔ قحبہ چوں پیر شود پیشہ کند دلالی +

آتش ؎
بخیلوں سے موافق ہو طبیعت کیوں نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہے پیر قحبہ کو امساک سے پیدا

سوزؔ — دل ہیں عبث کیوں طلب دنیا کی کیا تجربہ ہے یہ
سوز اتنا تو سمجھ دِل ہے کہ مکتب خانہ ہے

قَدامت۔ ع۔ مونث۔ کہنہ ہونا۔ پُرانا ہونا۔ زمانہ سلف۔
قدیمی۔ عربی میں قدیم ہے۔ چونکہ صفت ہے اس لئے زیادہ یا محض غلط ہے۔

قراءَت۔ ع۔ مونث۔ پڑھنا۔ خواندگی۔ جیسے قِراءَت وکتابت۔ پڑھنا لکھنا۔ نوشت وخواند + جمع (قِراءات بروزنِ حسابات) ہوشؔ نے غلط لکھا ہے ؎

وہ ہوں ہیں بلبل خوش لہجہ گلزار امامت کا ، کہ زنگ آتا ہے نغمے میں مرے کا قرآں کی قرائت جمع کی مثال (کفایۃ التعارضی) پس قِراءات شبعہ مذکور۔ ہست اندر دیار شال مشہور۔ صحیح ہے۔ اردو میں عامتہ الناس قرأت بروزنِ حکمت کہتے ہیں نہ کہ فارسی میں جیساکہ صاحبِ غیاث نے لکھا ہے۔ ذوقؔ نے بہ ترکیب فارسی کہا ہے۔ العجب ثم العجب۔ ؎

کبھی میں حافظ قرآں ہوں بہ علم تفسیر
کبھی میں قاری قرآں ہوں بہ علم قرأت

قُرشی۔ ع۔ قریش کی نسبت قُرشی (بہ ضم قاف وفتح را) نہ کہ قریشی۔ بعض اصحاب قَرَشی (بہ فتح قاف ورا) کہتے ہیں جو ان کا جہل مرکب ہے۔

قرض حسنہ۔ کہنا غلطی ہے۔ ملاحظہ ہو (اتفاق حسنہ)

قَرض۔ ع۔ بتحقیق کے معنے ہیں کترنا۔ لہذا یعنی مشہور میں (قَرض) کہنا غلطی ہے (قرض) بسکون کہنا چاہئے۔ اس کی جمع قروض ہے۔

قرضہ ۔ اردو والوں نے بنا لیا ہے۔ اس کے لئے قرض ہی کا استعمال درست ہے۔

قُریشی ۔ (ملاحظہ قُرشی) ۔ فارسی اردو والوں نے قُریشی استعمال کیا ہے۔ لیکن صحیح قُرشی ہے۔

قَسطَلّانی ۔ ع ۔ قوس قُزَح ۔ اَبُو العَبّاس احمد بن محمد اَبی بَکر الخَطِیب شہاب الدین شافعی مولف ارشاد الساری لِشرح صحیح البخاری وغیرہ متوفی سنہ ۹۲۳ھ

قَسطَلّانی ۔ تُرکیہ (بلاد الروم) میں بُروسہ کے قریب ایک قریہ قَسطَل (قَسْتَل) ہے جس کی نسبت قَسطلی اور قَسطَلّانی ہے۔ اسی کی طرف مولانا مُصلِح الدین مُصطفٰے اَلمفتی دَولتِ عَلیَہ تُرکیہ منسوب ہیں۔

قِطعَہ ۔ ع ۔ بالکسر حصہ ۔ ٹکڑا مطلع کے سوا باقی غزل یا قصیدے کا ایک حصہ جو متفق المضمون ہو اور کم سے کم دو شعر ہوں بالفتح نہیں آیا

قُولَنج ۔ ع ۔ بہ ضم قاف و فتح و کسر لام ۔ یونانی کولک ۔ آنتوں کا درد ۔ سول ۔ ایک سخت و شدید مرض جو اَمعاے غلاظ (بڑی اور موٹی آنتوں) خصوصاً قولون آنت میں سُدہ پڑ جانے اور اس میں غلیظ ریح (کثیف ہوا) کے محتبس (بند) ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ مریض شدید درد سے تڑپتا اور کبھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ بحر الجواہر میں بہ فتح قاف لکھ دیا ہے۔

ک

کَسَر ۔ بفتحتین ۔ کمی اور نقصان کے معنوں میں اردو والے کہتے ہیں۔

ورنہ صحیح لفظ کُشتی بفتح اول وسکون ثانی ہے۔ یعنی شکستن (توڑنا)
کَسرت۔ ا۔ ورزش۔ ریاضت۔ پہلوانی۔ مشق۔ مہارت۔ کے معانی میں اردو ہے۔
کِلاب۔ ع۔ کلب کی جمع۔ کُتے۔ الدّنیا جیفۃٌ وطالبہا کلاب میں طالبہا غلط کلاب کے لحاظ سے طالبوھا ہونا چاہئے یعنی الدّنیا جیفۃ وطالبوھا کلاب۔
کَلامُ المُلوکِ مُلوکُ الکَلام۔ غلط۔ کلام الملوک ملک الکلام صحیح نیز کلام الملک ملک الکلام صحیح۔
کُلّیات۔ ع۔ کلیہ (مونث کلی) کی جمع۔ مجموعۂ تصانیف۔ بطور واحد مذکر مستعمل ہے۔ جیسے میر کا کلیات طبع ہو چکا ہے۔ بعض خصوصاً اہل دہلی بطور واحد مونث کہتے ہیں۔ مثلاً سعدی کی کلیات پڑھی ہے۔ کلیہ کے معنے مدرسۂ عالیہ اور منطق کی ایک اصطلاح بھی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں کلیہ واحد مذکر اور کلیات جمع مذکر ہے۔
کلیلہ دمنہ۔ ع۔ بہ کسر دال عربی انوار سہیلی کا نام جو سنسکرت پنچ تنتر سے کسی قدر ماخوذ ہے۔ کلیلہ دمنہ " گیدڑوں کا نام ہے جن کو سنسکرت میں کرٹک اور دمنک لکھا ہے سریانی نسخہ میں کلیلگ اور دمنگ ہے عربی ترجمہ عبداللہ بن المقفع نے کیا۔ فارسی ترجمہ جو آج تک متداول اور انوار سہیلی کے نام سے مشہور آفاق ہے۔ ملا حسین کاشفی متوفی نے ۹۱۰ھ ۱۵۰۴ء میں کیا جو حسین بیقرا والی ہرات کا درباری واعظ تھا۔ ملا واعظ کاشفی نے اس کتاب کو بیقرا کے وزیر احمد سہیلی کے نام سے موسوم کیا۔

کوائف۔ غلط ہے۔ کیونکہ کیفیّت کی جمع کیفیّات ہے۔

کواغذات۔ غلط ہے۔ کاغد کا معرب کاغذ اور اس کی جمع کواغذ ہے کواغذات یہ جمع الجمع کیسی؟

کُہَن۔ ف۔ پُرانا۔ کہنہ۔ سال خوردہ۔ قدیم۔ بہ ضمم کاف وفتح ہا۔ قدما نے کُہُن بہ فتح کاف وضم نون بھی کہا ہے جس طرح سَخُن وسُخَن کو۔ امثلہ درج ذیل ہیں۔ (۱) اقبال ؎

از قبائی لالہ ہای این چمن ؛ پاک شست آلودگی ہای کہن

(۲) آتش ؎

جاکے اس غمکدے سے یاد کرونگا میں بھی ؛ سات دن رہنے کو تھا قصرِ کہن مجھکو دیا

(۳) نظامی ؎

بہ پرسید کیں چرخ ہای کُہُن ؛ چہ پیرایہ را شاید از اصل و بُن

کہانت۔ ع۔ بالکسر۔ جن اور شیاطین کے ذریعے لوگوں کو غیب کی خبریں دینا یا جانوروں کی آواز سے شگون لینا۔ پروفیسر براؤن مرحوم مصنف تاریخ آداب فارسی نے چار مقالہ میں کہانہ بالفتح لکھ دیا ہے اگرچہ ایک امام زبان نے بھی بالفتح لکھا ہے لیکن صحیح کہانہ بالکسر ہے۔

کُلِ اَخِرِ حَزِ ھُونُ باوقا تھا۔ میں (باوقا تھا) غلط ہے (بوقتہ) صحیح ہے

کھنڈرات۔ ہ۔ کھنڈر۔ ہ۔ نہایت بوسیدہ مکان۔ ٹوٹے ہوئے مکانوں کے نشان۔ کھنڈر کی جمع کھنڈرات غلط ہے۔ کیوں کہ علامت جمع الف وتا عربی الفاظ سے مختص ہے۔ لہذا کھنڈرات کی جگہ خرابات (جمع خرابہ) کہنا چاہیے۔

گ

گرم مصالح۔ ا۔ وہ گرم۔ تیز اور خوشبودار اشیا مثلاً دارچینی، سیاہ مرچ لونگ، الائچی، زیرہ جو کھانوں میں ڈالی جاتی ہیں۔ بعض محققین اس کا املا گرم مسالہ سمجھتے ہیں۔

ل

لاچار۔ ا۔ ناگزیر۔ مجبور۔ بے بس۔ عاجز۔ معذور۔ بے کس۔ چوں کہ چار فارسی لفظ ہے اس لئے عربی لا کے ساتھ اس کی ترکیب ناجائز ہے لیکن اردو شعرا کے کلام میں برابر پایا جاتا ہے اس لئے ہم نے اس کو مہند قرار دیا ہے۔ ذوق ؎

قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ ٭ سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

جرأت ؎ دل جو اک پردہ نشیں پر مبتلا ہے کیا کریں

دیکھ کر مضطرا سے ہیں ششدر و لاچار سے

لازم۔ ۶۔ لزوم سے اسم فاعل ہے۔ چسپاں۔ لگا ہوا۔ ضروری۔ قدیم کی طرح لازمی کہنا غلط ہے۔ کیوں کہ لازم میں یائے صفتی کی ضرورت نہیں۔

لاش۔ ف۔ مردہ جسم۔ لاش و نعش میں امتیاز کرنا چاہئے کیوں کہ لاش

جسم مردہ اور نعش تابوت مع مردہ کو کہتے ہیں۔ بخلاف اس کے تابوت بلا مردہ سے مراد ہوتی ہے۔ غالب ؎

یہ لاش بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے ✽ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

لآلی۔ ع۔ (بفتح لام اول۔ کیونکہ رباعی کی جمع مفتوح الاول ہوتی ہے) لؤلؤ (موتی) کی جمع۔ جاہل (لُآلی) بضم لام اول کہتے ہیں۔

لِجام۔ بالکسر۔ لگام کا معرب ہے۔ باگ۔ عنان۔ لجام کی جمع اُلجمہ۔ لُجُم۔ لُجْم۔

م

مابین۔ ع۔ درمیان۔ بیچ۔ لغوی معنے (جو بیچ میں) ہیں۔

مُتَفَنّی۔ ا۔ فند فریب جاننے والا۔ مکار۔ فریبی۔ چالیا۔ عیار۔ فیلسوف۔ عربی میں مُتَفَنّن علم کی سب فروع میں ماہر + جدید عربی میں مکار۔ چھلیا۔ دغاباز۔ فریبی کو کہتے ہیں اسی سے متفنی بنا لیا گیا ہے۔

مِثل۔ عربی میں مانند۔ مشابہ کو کہتے ہیں۔ ہندوستانی فارسی و اردو میں کاغذات کاروائی کا مٹھا۔ مقدمہ کی کارروائی۔ فائل۔ وہ دھاگا ڈوری وغیرہ جس میں کاغذات ترتیب کے ساتھ لگا کر اس غرض سے رکھے جاتے ہیں کہ بہ حفاظت رہیں اور وقت ضرورت کام آئیں۔ اس معنے میں یہ مثیل (بہ کسر میم و یائے مجہول) کی تحریف و تصحیف جو مثال کا ہالہ ہے۔ مثال کے معنے ہیں۔ مانند۔ تشبیہ۔ نمونہ۔ نظیر۔ قاضی کا

حکم نامہ۔ بادشاہی فرمان۔ پروانہ۔ حکم نامہ۔ جمع اَمثلہ و مُثل و مُثل۔
بعض اصحاب مثل کو اپنی اصلی حالت پر بیان کرتے ہیں بمعنی مانند و نظیر
چوں کہ فائل (مثل) کے کاغذات متماثل اور ایک ہی مقدمہ یا معاملہ
سے متعلق ہوتے ہیں اس لئے اس کا نام مثل ہوا۔" بعض کہتے ہیں کہ صحیح
مِسل ہے جو مِسَلّہ (بہ کسرِ میم و فتح سین و تشدید لام) سے ماخوذ ہے۔ مِسلہ
کے معنے ہیں سُوا۔ چوں کہ فائل کو نتھی کرتے ہیں اس لئے مسل نام ہوا۔"
یہ وجہ تسمیہ عجیب و غریبہ ہے۔ مِسَلّہ مصری عربی میں لاٹھ۔ مَنارہ کو بھی
کہتے ہیں۔

مُداوا۔ ف۔ عربی میں (مُداوات) ہے۔ علاج معالجہ۔ دوا درمن۔ چارہ
تدبیر۔ دیکھو۔ مُدارا۔ احسن ؎

مریضِ عشق ہوں میرا مداوا ان سے کیا ہوگا ؛ مسیحا تم ہو مجھکو عیسیٰ مریم سے کیا ہوگا

مِساس۔ ع۔ بالکسر۔ کیوں کہ مفاعلہ کا اسم بروزن قتال ہے)
چھونا۔ ہتھ پھیری۔ جماع۔ شہوت پیدا کرنے کے واسطے گدگدی یا آہستگی
کے ساتھ دست مالی۔ ناسخ ؎

رہ گیا میں ہوس کر دل کو ؛ کب میسر مجھے مساس ہوا

مُستَقبِل۔ ع۔ بہ کسر یائے موحدہ۔ سامنے آنے والا۔ آئندہ۔ مُستقبَل
ع۔ بہ فتح با۔ وہ جنتی تصویر جس کی دونوں آنکھیں اور دونوں گال ہوں۔

مُستَغرِق۔ ع۔ بہ کسر راے مہملہ۔ ڈوبا ہوا۔ غرق شدہ۔ نہایت
مصروف۔

مَسکون۔ ع۔ (رُبعِ مسکون) رُبع۔ پاؤ۔ چوتھائی + مسکون۔ آباد
بس رُبعِ مسکون کے معنے ہوئے دنیا کا چوتھائی حصہ جو آباد خیال کیا گیا

ہے۔ مجازاً کل دُنیا۔

مُسلمان۔ ف۔ مسلمان دراصل مُسلمان (مُسلم کی جمع) ہے۔ مذہب اسلام کا معتقد۔ محمدی۔ داغ ؎

لے گئے کھینچ کے بُت خانہ سے ہم مسجد میں ؛ گُل ہوا داغ مسلمان بڑی مشکل ہے

مسودہ۔ اصل کتاب میں اس کی تصریح ہے۔ عوام مُسَوَّدہ کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جناب داغ نے بھی مسودہ استعمال کیا ہے۔ ؎

پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مُسَوَّدہ ؛ فرسودہ لاکھ بار تسلّم ہو کے رہ گیا

مُشَنَّین۔ از شان سے اردو والوں نے بنالیا ہے۔ باشوکت۔ موقر۔ شان دار۔ باکرّ و فکر۔ رُعب داب والا۔ دبدبہ و تمکین والا۔ خوب صورت خوش وضع۔ خوش اندام۔ شکیل۔ وَجیہ۔ قطعہ ؎

تنِ مُردہ کو کیا تکلف سے رکھنا ! ؛ گیا وہ تو جس سے مُزیّن یہ تن تھا
کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا ؛ مُشَنَّین بدن تھا مُعطّر کفن تھا
جو قبر کہن اُن کی اکھڑی تو دیکھا ؛ نہ عُضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا
نظیرؔ آگے ہم کو ہوس تھی کفن کی ؛ جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

مُضطر۔ ع۔ بے چارہ۔ بعض لوگ اس کو مضطرب کے معنے میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ؎

ابرِ تر آنسو بہانا کوئی ہم سے سیکھ جائے ؛ برقِ مضطر تلملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

یہاں برقِ مضطرب درست ہے۔

مَظِنَّہ۔ ع۔ بہ فتح میم۔ کسرِ ظائے معجمہ و تشدید نون۔ گمان یا شبہ لیجانے کی جگہ۔ گمان۔ احتمال۔ قیاس۔

مُعاف۔ اصل میں باب مفاعلہ سے اسم مفعول (مُعافیٰ) ہے

اس کا مصدر معافات ہے۔ جس طرح مُناوات سے (مناوے) اسم مفعول ہے اردو والوں نے (مُعاف) بنا لیا ہے۔

معنٰی۔ ع۔ آخر میں الف مقصورہ بہ صورت یا ہے۔ یہ عنی (بالفتح) و عَنایۃ (بالفتح) ارادہ کرنا۔ قصد کرنا۔ چاہنا سے مصدر میمی ہے۔ لیکن بمعنی مفعول۔ قصد کردہ شدہ۔ چاہا ہوا۔ مقصود۔ مفہوم۔ مطلب۔ مراد۔ مِینِنگ جمع مَعانی۔ بروزن مَعالی۔ اَسامی۔ مَعْنے کی اردو جمع مَعنے تختے کے وزن پر اور حرف جار آنے کی صورت میں معنوں آتی ہے۔ واحد کی مثال۔ نسیم ؎

مطلب کی بات کہہ نہ سکے ان سے رات بھر
مَعنے بھی منہ چھپائے ہوئے گفتگو میں تھا

عربی جمع کی مثال۔ فقرہ قاموس العلوم۔ اس لغت میں الفاظ کے لغوی و اصطلاحی سب معانی لکھے گئے ہیں + اردو جمع کی مثال۔ اسیر ؎

دنیا میں اوراست دلیل عروج ہے ؛ مَعنے سپہر پر یہ خط استوا کے ہیں

ناسخ ؎ باندھے ہیں کاکل پیچاں کے جو اکثر مضمون
اس لئے رکھتے ہیں مَعنے مرے اشعار کے پیچ

فقرۂ امیر۔ اردو میں ان معنوں میں مستعمل ہوگیا ہے۔ سنسکرت میں یہ معنے نہیں ہیں۔

واضح ہو کہ مَعنِی و مَعناۃ و مَعنِیۃ بھی مَعنے کے مترادف عربی میں مستعمل ہیں۔ کہتے ہیں۔ عَرَفتُ ذالکَ فی مَعنٰے کلامِہٖ و فی مَعناۃِ کلامِہٖ و مَعنِیِّ کلامِہٖ (صحاح)

لیکن فارسی اردو میں صرف مَعنی (بروزن مَرمِی) مستعمل ہے۔ غالب ؎

دُہر میں نقشِ وَفا وَجہ تسلّی نہ ہوا ۔۔ ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ مَعنی نہ ہوا

اُردو میں اس کا صحیح استعمال بطور واحد مؤنث ہونا چاہیئے جیسے اس لفظ کی مَعنی معلوم نہ تھی (جس طرح آپ کی مرضی معلوم نہ تھی) اور اردو جمع معنیاں آئے گی لیکن مَعنےٰ اور مَعنی میں اس قدر خلط مبحث ہو گیا ہے کہ اکثر واقف اصحاب بھی معنی کو ناواقفیت سے جمع مذکر استعمال کرنے لگے ہیں جیسے اس لفظ کے مَعنی معلوم نہ تھے ۔ یہ اصولاً غلط محض ہے ۔ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی کو بھی اسی طرح کا مغالطہ ہوا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں "معنے کا جو تذکیراً استعمال کیا جاتا ہے تو کسی حرف رابط مفرد یا فعل مفرد کے ساتھ نہیں کیا جاتا بلکہ کسی حرف رابط جمع یا فعل کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسا کہ برق مغفور فرماتے ہیں ؎

لفظ سے مَعنےٰ پوشیدہ نکالے ہم نے ۔۔ سخن یار سے گویا دہن یار ملا"

مفید الشعرا

مولفین کی رائے میں معنی کا لفظ دفع التباس کے لئے قابل ترک ہے البتہ ترکیب فارسی کے ساتھ اس کا استعمال جائز رکھا جا سکتا ہے ۔

مُعتنا ہ ۔ مُعنی اسم مفعول بھی ہے عُنی و عَنایۃ سے جیسے رُمی سے مَرمی ۔

مُغیلان ۔ ع ۔ ببول ۔ کیکر کا درخت ۔ دراصل اُم غیلاں ہے ۔ اُم ۔ ماں ۔ ٹھکانہ ۔ مقام ۔ اور غیلان غول کی جمع ۔ یعنے بھوتوں کے رہنے کی جگہ ۔

مَقرُوض ۔ قرض دار ۔ مدیون ۔ وہ شخص جس نے قرض لیا ہو ۔ عربی اور فارسی میں بھی ہماری نظر سے نہیں گزرا ۔ اہل ہند کی اُگ بت ہے ۔

مُقَطَّع - کاٹا ہوا - بُریدہ شدہ - تراشا ہوا - چھانٹا ہوا - ثقہ - مہذب - شائستہ - سنجیدہ - متین - معتمد - اردو فارسی میں کہتے ہیں - عربی میں مقطّع ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا - اور مُقَطَّعَہ - چھوٹے کپڑے - نعلین جمع مُقَطَّعات +

مَقطَع - ع - کاٹنے کی جگہ - مطلع کی ضد - غزل یا قصیدے کا آخری شعر -

مَمالِک - ع - مَملَکَت - بہ فتح لام اور مملُکت بہ ضم لام کی جمع جس کے معنے ہیں سلطنت - حکومت - بادشاہی -

مُنتَشَر - ع - مرحوم شوق قدوائی نے ہمارے دوست مولوی محوی کو ایک خط لکھا ہے "منتشر کا لفظ میری تلاش میں بہ فتح شین (مُنتَشَر) نہیں ملا - عربی میں شاید اس کا مفعول نہیں آیا ہے - منشی امیر احمد مرحوم کی تلاش میں بہ فتح (مُنتَشَر) یہ لفظ نہیں ملا تھا - مگر استاد اسیر مرحوم نے ایک تاریخ کے قافیے میں بہ فتح شین فرمایا ہے" منتشر کے اعراب کی تعیین کے لئے انتشار کو دیکھنا چاہیئے اگر وہ متعدی ہے تو منتشَر (بہ فتح شین آسکتا ہے ورنہ لازم ہونے کی صورت میں مُنتَشِر بہ کسر شین ہونا چاہیئے کیونکہ افعال لازم سے مفعول نہیں آتا - لہذا ہم نے صحاح و قاموس کی طرف رجوع کی تو انتشار کے معنی ہیں پھیلنا - پراگندہ ہونا (لازم) اور خبر وغیرہ پھیلانا - شائع کرنا (متعدی) لہذا معلوم ہوا کہ مُنتَشَر بہ فتح شین بھی درست ہے - منتشر پر اس قدر انتشار نہ ہونا چاہیئے +

مِندِیل - ع - بہ کسر میم - رومال - پگڑی - پٹکا -

مَورِد - ع - ظرف ہونے کی حالت میں اترنے کی جگہ - گھاٹ - وارد ہونے کا مقام - مصدر میمی ہونے کی صورت میں اُترنا - واضح ہو کہ مثال واوی دیائی سے اسم ظرف کمسور العین آتا ہے - مثلاً مَوطِن - مَوعِد - موقف - (ٹھہرنے

کی جگہ) مَوقِع (واقع ہونے کی جگہ) مَوسِم (ہنگام ۔ فصل ۔ رت) مَولِد (جائے پیدائش) مَیسِر آسانی کی جگہ ۔ لہذا مَورِد بہ فتح میم وکسر را مہملہ ہونا چاہیئے ۔ لیکن میر حسن نے مورَد بہ فتح را کہہ دیا ہے ۔

پوچ زبان انکی ہے شعر تو سرزد ہوا ٭ کاتب بیچارہ مفت لعن کا مورد ہوا

مُؤنث ۔ ع ۔ تانیث ۔ (مادہ ۔ ان ث) سے اسم مفعول مُؤنَث ہے ۔ تانیث کے معنے ہیں مادہ کرنا اس لئے مونث کے معنے ہوئے مادہ کیا ہوا ۔ مجازاً مادہ ۔ چوں کہ اسم مفعول کا صیغہ اردو میں بطور مذکر مستعمل ہوتا ہے ۔ جیسے مرقع اس لئے مونث بھی تذکیراً مستعمل ہوتا ہے جیسے احسن کا مونث حُسنیٰ ہے ۔ دیکھو اصول زبان عربی ۔

مَہام ۔ ع ۔ (بفتح میم) مُہِم کی جمع ۔ مُہم کے معنی ہیں از غم میں ڈالنے والا ۔ نیز کارِ سخت ۔ کارِ شدید) مُہم کی جمع (مُہام) بہ ضم میم یا مِہام بہ کسر میم غلط ہے ۔ واضح ہو کہ مُہم کی جمع سالم مُہمات ہے ۔

مَیادِین ۔ ع ۔ میدان کی جمع ہے اور میدان دراصل فارسی ہے عربی میں مستعمل ہے ۔ فراخ زمین ۔ رزم گاہ ۔ لڑائی کا مقام ۔ گھوڑ دوڑ کی زمین ۔ چوگان ۔

مَیَلان ۔ ع ۔ بہ فتحات ہر سہ ۔ مذکر ۔ جھکاؤ ۔ خواہش ۔ رغبت ۔ رجحان مَیل بالفتح اس کا مرادف ہے ۔

ن

ناراض ۔ ا ۔ ناخوش ۔ برق ہے

طالبِ سجدہ وہ بتِ ہی جھے معلوم ہوا ؛ اب یہ منظور ہے نارض خدا مجھ سے ہو

ناقَہ ۔ ع ۔ بہ فتح قاف اُونٹنی ۔ اور ناقِہ ۔ ع ۔ بہ کسر قاف ۔ جو ابھی مرض سے اچھا ہوا ہو ۔ یاد رہے کہ ناقَہ بالفتح کا مادّہ نوق ہے اور ناقِہ بالکسر نُقہ کا اسم فاعل ہے ۔

ناو قفی ۔ ناواقفیت کی جگہ ناو قفی کہنا غلط ہے ۔ جیسا کہ آتش نے کہا ہے

ناو قفی کی دلیل ہے تکیہ جو دار کا ؛ منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا

نُحُوست ۔ ع ۔ بروزن حکومت (بالضم) بدبختی ۔ نامبارکی ۔

نَخوت ۔ ع ۔ بالفتح ۔ بَروزنِ رَحمت ۔ بزرگی ۔ ناز ۔ تکبر ۔ غرور ۔ نخوت بالکسر بروزن حکمت غلط ہے ۔

نسائی ۔ ا ۔ زنانہ ۔ عورتوں سے متعلق ۔ حضرات اردو کی گھڑت ہے کیوں کہ مراۃ (عورت) کی جمع خلاف قیاس ۔ نساء و نسوان اور نِسوۃ کسر نون اور نُسوۃ بہ ضم نون آئی ہے اور ان کی نسبت نِسوی بالکسر و نُسوی بالضم ہے نہ کہ نسائی ۔ البتہ نسائی بالفتح ۔ مشہور محدث کا نام ہے جو شہر نسا سے منسوب ہیں ۔

نِسترین ۔ ف ۔ سیوتی کا پھول جس کو فارسی میں نسترن کہتے ہیں ۔ نِسر بہ کسر نون ہے ۔

نَشاط ۔ ع ۔ بالفتح ۔ خوشی ۔ مسرت ۔ شادی ۔ خرمی ۔ لیکن نشیط (خوش شادمان) کی جمع نِشاط (بہ کسر نون) ہے ۔ جس طرح کریم کی جمع کرام ہے ۔

نِشَستن ۔ ف ۔ بہ کسر نون و فتح شین معجمہ و سکون سین مہملہ ۔ بیٹھنا ۔

نُشور ۔ ع ۔ بالضم ۔ مردے کا قیامت کے روز اٹھنا ۔ زندہ ہونا ۔ قیامت ۔

نَفاذ ۔ ع ۔ زبفتح نون) فرمان ۔ حکم یا پروانہ کا جاری ہونا ۔ صادر ہونا

نَفَقہ ۔ ع ۔ بہ فتحات ہرسہ ۔ بال بچوں کا خرچ ۔ اسباب معاش ۔

نقل۔ ع۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا یا لے جانا۔ تبدیل مقام۔ کاپی۔ مثنے۔ اصل کی ضد۔ نمونہ۔ لطیفہ۔ چٹکلا۔ بیان۔ حکایت۔ کہانی۔ پہلے معنے (تبدیل۔ سرکاؤ) میں مذکر ہے۔ نسیم ؎

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال
جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پید ہوا

باقی معنوں میں مونث ہے۔ امیر ؎

نقشہ ہی اپنے روے کتابی کا بھیجدو
ہے ہم کو نقل و اصل برابر کتاب کی

لا نعلم ؎

تیرا ایوان ہے کیا روضۂ رضوان کی نقل
بلکہ ہے روضۂ رضوان تیرے ایواں کی نقل

نامعلوم ؎

زلف کیا کیا تری ہوتی ہے پریشان سنکر
دل سودا زدہ کے حال پریشان کی نقل

نَقیہ۔ ا۔ ناتوان۔ کمزور۔ نحیف۔ ضعیف۔ نقاہت کی طرح نقیہ بھی اردو زبان کا تصرف ہے۔

نِگران و نِگرانی۔ بہ کسر نون وفتح کاف فارسی۔ منتظر۔ دیکھنے والا۔ اور دیکھ بھال اور نظارت۔

نمودن۔ ف۔ بالضم۔ اسی سے (نما) امر ہے نام و نمو۔ نمائش نمونہ۔ رہنما سب بضم استعمل ہوتے ہیں۔

نوشیروان۔ ف۔ فارسی فرہنگ نویس لکھتے ہیں کہ نوشیروان

(بہ واو مجہول و یائے معروف) نوشیں = میٹھا۔ شیریں۔ اور رَوان
جان سے مرکب ہے چوں کہ لوگ اس بادشاہ کو اس کے عدل و
انصاف کی وجہ جانِ شیریں سے عزیز رکھتے تھے اس سبب سے یہ لقب
پڑ گیا۔ مُلا غیاث الدین لکھتے ہیں کہ نوشیرواں مرکب ہے نَو (بالفتح)
نیا + شیر = اسد باگھ + واں حرف تشبیہ ہے یعنی نئے شیر کی مانند
دراصل نوشیروان پہلوی میں اَنوشک رواں (بہ فتح الف و واو
مجہول و فتح شین معجمہ) اور پاژند میں انوش رُواں ہے بمعنی (غیر
فانی جان) عربی میں اَنوشرواں (بہ فتح الف و شین معجمہ) ہے اور
شاہ نامہ میں نوشیروان لکھا ہے۔ خُسرو پور کا لقب جو ایران کا ایک
مشہور عادل فیاض ساسانی شہنشاہ تھا اس نے ۵۳۱ سے ۵۷۹
تک حکومت کی +

نَہیب۔ ف۔ لُوٹ۔ غارت گری۔ مجازاً۔ خوف۔ ڈر۔ ہیبت۔
عظمت۔ بہ کسرِ نون و یائے مجہول۔ کیونکہ نِہاب بالکسر کا امالہ ہے
اور نہاب اسم مصدر مُناہبہ کا جس طرح قِتال مقاتلہ کا۔ نِہاب نَہب
کی جمع بھی ہے جس کو نہیب سے کوئی تعلق نہیں۔

و

وَرَثہ۔ ع۔ وارث کی جمع جس طرح طالب کی جمع طَلَبہ ہے۔ میراث
پانے والے۔ مُردے کا مال پانے والے۔ فرہنگ آصفیہ وغیرہ میں جو

وَرْثہ بروزن تختہ بمعنی ترکہ۔ میراث لکھا ہے وہ غلط محض ہے کیوں کہ ورثہ کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔ میراث تو ترکہ کو عربی میں ارث۔ وِرث و وراثت بہ کسر واو کہتے ہیں۔

وُضُو۔ ع۔ مذکر۔ روشن ہونا۔ ظاہر ہونا۔ اصطلاحًا نماز کے واسطے منہ اور ہاتھ پاؤں دھونا۔ طہارت نماز۔ وُضُو بالضم ہے۔ تعجب ہے کہ علامۂ مفتی سعداللہ مرحوم نے نوادر الوصول میں وَضو کو بالفتح لکھا ہے۔ جس کے معنے ہیں وضو کرنے کا پانی۔ لیکن مع ہذا یہ بھی لکھدیا ہے کہ "بعضے از لغویان منحصر دریک لفظ (قَبُول) و بعضے دو کردہ اند۔

وَضیع و شَریف۔ ع۔ ادنیٰ و اعلیٰ۔ کس و ناکس۔ بعض اصحاب شرفا و نجبا کے معنے سمجھتے ہیں جو ناوانی ہے۔

وَقر۔ ع۔ مذکر۔ عربی میں گرانی گوش۔ بہراپن کو کہتے ہیں فارسی اور اردو میں مجازاً عزت۔ بردباری۔ حلم۔ تمکین۔ بزرگی۔ قدر و منزلت کے معنے ہیں۔



ہَرات۔ بالفتح۔ افغانستان کا ایک مشہور تاریخی شہر اس کی نسبت ہَروی۔

ہزار داستان۔ پرند معروف کے معنی میں بغیر الف بعد دال مہملہ شعرائے فارس کے کلام میں پایا جاتا ہے۔

ہمراہ رکاب۔ عوام کی زبان ہے۔ صرف ہم رکاب کہنا کافی ہے۔

ہَمال۔ ف۔ بروزن کمال۔ شریک برابر۔ ہمتا۔

ہُنُود - ۔ ہندی کی جمع - ہند کے لوگ - جو اصحاب ہُنود کی جگہ اہل ہُنود کہتے ہیں اپنے جہل کا ثبوت دیتے ہیں کیونکہ اہل کے دم چھلے کی مطلق گنجائش نہیں -

ہُنُوز - ف - اب تک - تا حال - ہنوز کی جگہ تا ہُنوز کہنا غلط ہے -

ی

یَتیم - ع - بے پدر - جس کا باپ مر گیا ہو - وہ جانور جس کی ماں مر گئی ہو جس کے ماں باپ دونوں مر گئے ہوں اس کو یتیم اُلطرفین کہتے ہیں - عوام بے پدر و مادر کو یتیم و یسیر کہتے ہیں جس سے احتراز لازم ہے -

یَمانی }
یَمَنی } ع - یمن (عرب کا جنوب غربی صوبہ) سے منسوب جیسے شعرا

یمانی برد یمانی و عقیق یمنی -

یَسیر - ع - یُسر (آسانی - قلت) سے صفت مشبہ ہے - آسان - سہل - تھوڑا - قلیل - صاحب شمس اللغات و فرہنگ آصفیہ میں یُسیر کے معنے بے مادر - بن ماں کا لکھا ہے - جو غلط ہیں اس لئے کہ عربی میں یہ معنے نہیں آئے البتہ اردو میں عوام الناس کی زبان پر یتیم و یسیر ہے جو لازم ترک ہے - ناسخ نے بھی یسیر لکھ دیا ہے ۔۔۔ [illegible]

یُورِش - ف - یہ ضم یا دراے مہملہ - دھاوا - حملہ - ہجم -

ضمیمۂ

قاموس الاغلاط

نمبر (۲)

عربی الفاظ کی تذکیر و تانیث کے قواعد

مصادرِ ثلاثی مزید فیہ، و رباعی مجرّد و مزید فیہ

قیاسی (۱) اِفعال۔ بالکسر مذکر۔ مثلاً۔ اِحسان، اِنعام، اِنکار، اِقرار، اِحساس، اِخلاص، اِخراج اِلزام، اِعزاز، اِشکال، اِبہام، اِیمان، اِجماع، اِعلان، اِعلام، اِیصال، اِدراک، اِدرار، اِصرار، اِلقا، اِبرام، اِحقاق، اِبطال، اِتیان، اِبطال، اِیراد، اِیقان، اِیلا، اِیجاز۔ اِعجاز وغیرہ

مستثنیات:۔ مندرجۂ ذیل الفاظ کی تذکیر و تانیث پر دہلی اور لکھنؤ والوں کا اتفاق ہے۔

(۱) اِصلاح ؎ (نوازش)
خوشامد کی منت کی الحاح کی ٭ جب اس نے کہیں جا کے اصلاح کی

؎ شاعروں بوئے سیب زنخداں ہو سونگھتا
اِصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی (آتش)

(۲) اِفراط ؎ (انیس)
تھا شور کہ افراط ہے یاں آبِ بقا کی ٭ جنگل میں ہے خضر یہ قدرت ہے خدا کی

(۳) اِلحاح ؎ (نوازش)
خوشامد کی منت کی اِلحاح کی ٭ جب اُس نے کہیں جا کے اصلاح کی

(۴) اِمداد ؎ (داغ)
پیچ الفت و تمن میں بُرا حال کسی کا ٭ اے حضرتِ دل کیجیے اِمداد کسی کی

(۵) اِبتدا سے (رندؔ)

نالہ کیسا؟ آہ نہیں کی ٭ کیا کچھ تجھ بن اِبتدا گزری

(۶) اِنشا سے (داغؔ)

نہ اِنشا ہے صحیح اسکی نہ اِملا ہے صحیح اُس کا ٭ مرا خط غیر سے لکھوا کے بھیجا نامہ بر آیا

اور اِن الفاظ میں اختلاف ہے۔

(۷) اِیجاد۔ مختلف فیہ ہے۔ اس کی تذکیر و تانیث میں سے کسی کو ترجیح نہیں دے سکتے کیونکہ جہاں مولانا طبا طبائی و حضرت نقاد۔ آزاد، امیر، جلال، حضرت مجیب احمد صاحب تمنائی، اور مولوی امیر علی صاحب کے کلام میں مذکر پایا گیا ہے۔ وہاں سر سید احمد خاں، مولوی نذیر احمد، مولانا حالی وغیرہ نے مؤنث بھی استعمال کیا ہے۔

(۸) اِملا۔ اس کو صرف رشک نے مونث باندھا ہے، ورنہ عام طور پر تذکیر کے ساتھ مستعمل ہے، جیسا کہ نمبر (۶) میں داغ کے شعر سے ثابت ہے۔

(۹) اِرسال۔ جب اس لفظ کا اطلاق رقم۔ آم وغیرہ پر ہوتا، تو مونث مستعمل ہوتا ہے ورنہ بھیجنے کے معنے میں مذکر ہی ہے۔

سے (لالہ اعلیٰ) جمع ہوجائے گا دو دن میں خزانہ ترے پاس
دل پہ آتے ہیں کر ارسال چلی آتی ہے

(۱۰) املاک۔ بعض اصحاب اس کو ملک کی جمع اور اس لئے بالفتح اَملاک کہتے ہیں۔ اس صورت میں قاعدۂ ہذا سے متعلق نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس افعال کا وزن قرار دیں، تو اس کے مستثنیات میں شریک کیا جائیگا کیونکہ عام و خاص کی زبان پر مونث ہے۔ سے (سحر)

کیا خاک سے پاک اک ایک کو ﷺ عنایت کی املاک اک ایک کو

(۱۱) اِسناد، محدثین کی زبان سے مؤنث سنا گیا ہے۔

(۱۲) اِکراہ، بعض اصحاب استعمال کرتے ہیں جو کسی طرح درست نہیں

ے (نعیم)

ہو گیا جرم کونسا مجھ سے
بڑھ گیا ہے تمہارا کیوں اکراہ

(۱۳) ادبار۔ ے (سرور)

مرا یار تو ہے عدو یار تیرا ﷺ یہ اقبال میرا وہ ادبار تیرا

(۱۴) اِلحان۔ بالکسر (لحن کی جمع نہیں بلکہ مصدر ہے) مختلف فیہ ہے
مگر تانیث کو ترجیح ہے۔ ے (مصحفی)

جو یاد مصحف دل میں مرا دل نالے کرتا ہے ﷺ وہ کہتے ہیں مزا دیتا ہے کیا الحان قلدی کا

ے (مولوی محمد حسین آزاد)

گو نجا دہ طبل فتح کو میدان لے لئے ﷺ ہے کرنا ے جنگ کی الحان چلے چلو

قیاسی (۲) افتعال۔

مذکر۔ مثلاً۔ اِنعظام، امتحان، اجتہاد،
اِمتیاز۔ اِحتراق، اِختلاف، اِتباع
اِختصار اِختیار، اِرتفاع، اِرتکاب، اِقتباع، (اِو تساع) اِنتزاع
اِزدِوج، (دراصل اِزتواج) اہتمام، اِجتماع، اِفترا، اِلتوا، اِتفاق
اِتحاد، اِنتظار، اِضطرار وغیرہ۔ ے (ناصر)

کرکے عصیاں آنکھ کو پُرنم کیا ﷺ اِتباعِ سنتِ آدم کیا

مستثنیات:۔

(۱) اِحتیاط۔ ے (وزیر)

کی سنگِ جانان کی خاطر یونہی احتیاط ﷺ تعبیاں تربت پہ لگوائیں ہما کیواسطے

(۲) اِحتیاج۔ ؎ (امیرؔ)

بے احتیاج کوئی نہیں ہی جہان میں ۔ ناوک پر کی تیغ کو دم کی ہے احتیاج

(۳) انتہا
(۴) ابتدا } ؎ (آتشؔ)

مے نہ دینا اب تو ہے بیدردی مجھکو ساقیا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

(۵) اِلتجا۔ ؎ (داغؔ)

دل جو واپس طلب کیا تو کہا ۔ یہ نئی اِلتجا نکالی ہے

(۶) اِطلاع ؎ (داغؔ)

چھپتی ہے کب چھپائے سے اہلِ کرم کی شکل ۔ ہوتی ہے خود بخود دلِ سائل کو اطلاع

(۷) اِصطلاح ؎ (تسلیمؔ)

خدا نے دی ہے عجب تازگی سخن کو مرے ۔ محاورے ہیں نئے اور اصطلاح نئی

(۸) اِشتہا۔ ؎ (مصحفیؔ)

کھا گئی مُردے ہزاروں ہی زمین ۔ اِشتہا لیکن نہ اس کی کم ہوئی

(۹) اِقتدا۔ ؎ (سرورؔ)

ہم آج امام فن ہیں سرور ۔ کرتے ہیں سب اِقتدا ہماری

مُندرجہ بالا الفاظ بالاتفاق سب مؤنث ہیں اور مندرجہ ذیل الفاظ میں اختلاف ہے۔

(۱۰) اِلتفات۔ مختلف فیہ ہے مگر ترجیح مذکر کو ہے ؎ (منیرؔ)

پہلے تو اِلتفات ان پہ کیا ۔ حکم پھر بادشاہ نے یہ دیا

(۱۱) اِلتماس۔ اہل لکھنؤ کے کلام میں مؤنث اور اہل دہلی کے کلام میں مذکر پایا گیا ہے۔ ؎ (تسلیمؔ)

آ ادھر طرح رسمِ آبرو کی ؛ ادب سے اِلتماسِ گفتگو کی

ع (داغ) مجھ سے یہ اِلتماس ہے میرا
غیر کا ہے کہ پاس ہے میرا

مگر غالبؔ مرحوم اور جناب راغب حیدرآبادی نے مؤنث استعمال کیا ہے
مندرجہ ذیل چار الفاظ مختلف فیہ ہیں، مگر ترجیح تانیث ہی کو
ہے۔

(۱۲) اِعتِنا۔ ع (اسیر)
نہ اٹھا نہ حضرت کی تعظیم کے ؛ نہ کچھ اِعتِنا کی نہ تسلیم کی
فقرہ۔ غزل کی طرف زیادہ اِعتنا نہیں پایا جاتا۔ (حالی)

(۱۳) اِکتِفا۔ ع۔ (تسلیم)
تمنا نے نہ اس پر اکتفا کی ؛ بڑھی حسرت حصولِ مدعا کی

(۱۴) اِبتِلا۔ ع (سرور)
ہیں ایک نہ ایک بلا کے پابند ؛ جاتی نہیں اِبتلا ہماری

(۱۵) اِمتِلا۔ ع (اختر)
غم ہے وہ چیز کھاتے ہیں ہر روز ؛ اور کبھی اِمتلا نہیں ہوتی (تسلیم)

(۱۶) اِستِناد، گرچہ جلالؔ، تسلیم وغیرہ نے مؤنث استعمال کیا ہے ع
نہ غیر کی پے تصدیق یاد کی ہوتی ؛ ہمارے حال ہی سے استناد کی ہوتی

مگر بقول علامہ عمادی مذکر ہی فصیح ہے۔
فقرہ۔ فصاحت و بلاغت کے مسائل میں آج تک اِستناد کیا جاتا ہے (نثر)

قیاسی (۳) اِنفِعال	مذکر، اِنقلاب، اِنفِعال، اِنفکاک، اِنفراغ، اِنضِمام، اِنقِباض، اِنقسام

اِنقطاع ، اِنکسار ، اِنہماک ، اِنہدام ، اِنکشاف ، اِنضباط ، اِنصرام
اِنہزام ، اِنہلاک ، انجذاب ، اِنطوا ، اِنطباق ، اِنطباع ، اِنعکاس
اِنفلاق ، اِنقراض ، اِنقضا ، اِنقیاد ، اِنشقاق - اِنصداع وغیرہ وغیرہ

مستثنیات :-

(۱) اِنجلا ، (۲) اِنبساط ، اس کو امیر ، تمنائی اور صاحب فرہنگ آصفیہ نے مؤنث استعمال کیا ہے۔ ؎ (ناصر)

ہر طرف ہے یاس کے آثار ہیں ؛ انبساط طبع بھی جاتی رہی

اور جلال و حالی نے مذکر لکھا ہے ؎ (حالی)

دن اب ایدل انقباض پہننے کے ہیں ؛ ہو چکا ہونا تھا جو کچھ انبساط

اصولاً مذکر کو ترجیح ہے۔

قیاسی (۴) اِستفعال

مذکر۔ مثلاً۔ اِستقبال ، اِستعمال ، اِستدلال ، اِستقلال ، اِستخراج
اِستنباط ، اِستغراق ، اِستکراہ ، اِستصواب ، اِستحسان ، اِستشہاد
اِستسقا ، اِستطعام ، اِستظہار ، اِستمرار ، اِستفسار ، اِستمساک
اِستنباط ، اِستہزا ، اِستنجا ، اِستحسان ، اِستیلا ، اِستمتاع - اِستعفا ،
وغیرہ وغیرہ ؎ (مسرور)

میں وہ ہوں اہل سخن میں جو کبھی بحث ہوئی ؛ میرے اشعار سے لوگوں نے کیا استدلال

مستثنیات :-

(۱) اِستعداد ۔ ؎ (ناصر)

کھا کے خونِ دل کہی ناصر غزل
صرف کردی جتنی استعداد تھی

(۲) اِستغنا۔ ← (تیر)

کام ہوئے ہیں سارے ضائع ہر ساعت کی سماجت سے
استغنا کی چوگنی اُس نے جوں جوں میں ابرام کیا

(۳) اِستِدعا۔ ← (تسلیم)

جنازے پر وہ بت آیا پس مرگ ÷ ہوئی مقبول استدعا ہماری

(۴) اِستِمداد۔ ← (تسلیم)

جھوٹی باتیں ہیں خوشامد کی ہمیں عادت نہیں ÷ کس نے استمداد کی جو آپ نے امداد کی

(۵) اِستِغفار۔ ← (ذوق)

مرے حسن عمل سے معصیت بھی عار کرتی ہے ÷ مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

(۶) اِستِبداد (بقول مولوی مجتبیٰ احمد صاحب ٹونکی مؤنث ہے)

(۷) اِستِسناد، مختلف فیہ ہے، جلیل، جلال اور تسلیم نے مؤنث لکھا ہے۔ برخلاف اس کے پروفیسر طباطبائی اور اکثر اہل دہلی کے کلام میں مذکر پایا گیا ہے۔

(۸) اِستِبداد، مختلف فیہ ہے۔ ← (شوق)

شکوۂ بیداد پر بولا وہ بت ÷ تم نے اپنے ہاتھ استبداد کی

اصول زبان کے لحاظ سے آخر الذکر دو لفظ کا مذکر استعمال کرنا مولف کی رائے میں مناسب ہے۔

قیاسی (۵) تفاعُل	مذکر۔ مثلاً۔ تعاقب، تعارف، تجاہل، تدارک، تصادم، تطابق، تعامل

تعاشر، تصاحب، تقابل، تنازع، تخالف، تساہل، تشابہ، تقابع، تبادر، تباین۔ تماؤر، تجارب، تحاکم، تداؤل، تداخل

تشاکل، تشارک، تصافح، تعاطف، تعاون، تفاوت، تقاول
تقاطر، وغیرہ وغیرہ ؎ (شعور)

تمہارے ایک جلوے سے ہوئے شیر و شکر دونوں
تنازع مٹ گیا اے جان جاں شیخ و برہمن کا

مستثنیٰ :-
(۱) تواضع ؎ (لا اعلم)

ادھر میں نے تواضع کی اُدھر تعظیم اس نے کی جھکائی میں نے جب گردن تو اٹھا ہاتھ قاتل کا

قیاسی (۲) تفعیل | مؤنث، مثلاً، تعریف تقریب
تشریح، تحریر، تجزیہ، تقریر، ترغیب
تحریض، تعریب، تصویر، تکمیل، تنویر، تنقیص، تنقیح، تشریف،
ترتیب، تشبیہ، توجیہ، تقطیع، تقلیب، تکثیف، تمہید، تکوین،
تکلیل، وغیرہ وغیرہ ؎ (رند)

خلعت عریاں تنی بہتوں نے پہنا پر جنوں
ٹھیک میرے جسم پر تشریف عریانی ہوئی

مستثنیات :-
(۱) تعویذ ؎ (آسیر)

جس میں غنچہ نہیں کھلا ہے وہ گل یہاں رات کو رہا ہے
کہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہے، اسی کے بازوے نازنیں کا

(۲) توقیع (فرمان شاہی)
(۳) تمکین، بعض شعرا مثلاً آتش وغیرہ نے مذکر استعمال کیا ہے مگر مؤنث کو ترجیح ہے۔

۵ - (داغ)

ایسی نظرِ شوخ میں تمکین نہیں دیکھی ؛ اس طرح تغافل میں حیا کو نہیں دیکھا

۵ - (حالی)

سنگِ گراں ہے راہ میں تمکین یار کا ؛ اب دیکھنا ہے زورِ دلِ بیقرار کا

ف ۔ جب تفعیل کے بعد ہائے ہوز (جو حقیقت میں تائے قرشت ہی) آئے تو مذکر ہوتا ہے، مثلاً تصدیقہ، تجنیۂ، تعلیقہ وغیرہ۔

ف ۲ ۔ تمیز، تضییع، تعین، وامثالہم در اصل تمییز، تضییع، تعیین برزون تفعیل ہیں اس لیے مؤنث ہیں ۵ (آسیر)

اغیار و یار سب کو جلاتی ہے برقِ حسن ؛ ہے آگ کو تمیز نہ گل کی نہ خار کی

۵ (اختر)

شاعری کا کیا نتیجہ آج کل ؛ مفت میں تضییع اوقات کی

ف ۳ ۔ تحقیقات، تسلیمات، تعینات، اور تراویح جمع کے صیغے ہیں، مگر واحد مؤنث مستعمل ہیں۔ امثال کے لیے جمع کا بیان ملاحظہ ہو۔

قیاسی ف ۲ تفعلہ (بائے ہوز ے)

مذکر۔ تفرقہ، تجربہ، تصفیہ، تتمہ (تتمہ) تثنیہ، تعمیہ، تذکیہ، تخلیہ، تذکرہ، تخشیہ، تسمیہ، تبریہ وغیرہ وغیرہ ۵ حالی

سچ نظر آتا ہے سچ اور جھوٹ جھوٹ ؛ تفرقہ رہتا ہے رہتی ہے تمیز

قیاسی ف ۳ تفعلت (تائے قرشت سے)

مؤنث، مثلاً تربیت، تقویت، تہنیت، تعزیت، ۵

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی ؛ ہاں ذرا ہال کو مذکر بجلی نے ملائی کیسی

ف۶۔ تَفعَال بفتح تائے فوقانیہ، مؤنث، مثلاً۔ تکرار، تعداد، تمثال، تذکار وغیرہ۔ ع (امیر)

چھاتی سے لگا نہیں تو قتل ہی کر یار ✤ یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہیں مجکو

سماعی ف فعال۔ بالفتح	مذکر۔ مثلاً۔ سلام، کلام، بیان وغیرہ

مستثنیٰ۔ اذان، صلوٰۃ۔ ع (ذوق)

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح ✤ ہوگی اذان گور ہماری اذان صبح

قیاسی (۷) (۱) مفاعلہ۔ (ہائے ہوز سے)	مذکر، مثلاً، مقابلہ

مجادلہ، مناظرہ، محاورہ، معاملہ، معانقہ، مضایقہ، مرافعہ مشاعرہ مشارعہ، مصافحہ، وغیرہ وغیرہ۔

ع :۔ شیروں کے ساتھ آکے ٹھہرے مقابلے ہیں۔ (شمس العلما نذیر احمد) ع (رند)

عیاں ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے ✤ کرے بغور تو غافل مشاہدہ دل کا

قیاسی (۲) مفاعلت (تائے قرشت سے)	مؤنث۔ مثلاً مخالفت

مداخلت، مفارقت، مسافرت، مشایعت، مناسبت، مزاحمت معاشرت وغیرہ وغیرہ۔ ع (نوازش)

خدا کے واسطے اب نام لے نہ جانے کا

نہیں ہے دل کو گوارا مفارقت تیری

قیاسی (۳) فِعال۔ بالکسر	مذکر، مثلاً، جہاد، قتال، حصار

قِران، حِساب، وِصال، فِصال، جِماع، عِلاج، فِراق، نِکاح، طِباق، وِفاق، لِقاق، فراغ، حِجلب وغیرہ ۔ ے (اسیر)
شاد ہو دل قیدی زلفِ بت بے پیر کا ۔ ہاتھ آیا ہے حِصار عافیت زنجیر کا
ے (بحر)
خرابی لائیگا اک دن فِراق اُس یار جانی کا ۔ ہمارے قصر تن میں چاہیئے کھلا نشانی کا

مستثنیات :-

(۱) نِزاع ۔ ے (آتیر)
ایک مسجد، ایک سجدہ، ایک مسجود، ایک خلق
کیوں نزاعیں تم میں اے گبر و مسلماں بڑھ گئیں

(۲) جِدال ۔ ے (اختر)
دل نہ میری مانے نہ میں دل کی ۔ روز باہم جِدال رہتی ہے

(۳) وِداع ۔ ے (امیر)
رخصت طلب ہے عاشق سے حسن یار کا ۔ پروانوں سے وداع چراغ سحر کی ہے

(۴) رِیا ۔ ے (رشک)
طاعت میں ریا جو تجھ سے ناشی ہوگی ۔ پرسش میں غضب کی جان خراشی ہوگی

(۵) لِقا ۔ ے (ناصر)
خدا کے فضل سے جو نکلے نصیب سوتے سے ۔ لقائے یار مجھے خواب میں نصیب ہوئی

(۶) وِداد ۔

قیاسی ۔ (۴) فِیعال | مذکر، مثلاً، قِیتال،

قیاسی (۵) فُعال (بالضم) | مذکر، مثلاً، جُوار ۔ (نمبر (۴)، (۵) اردو میں مستعمل نہیں ہیں)

قیاسی (۸) تفعّل

مذکر۔ مثلاً، تبدّل، تجسّس، تکلّم، تجمّل، ترنّم، تقرّر، تصوّر، تصوّف، تعصّب، تعہّد، تنکّر، تفحّص، توکّل، تلطّف، تمسّک، تبسّم، تأمّل، تلوّن، تمثّل، تمدّن، تملّق، تمکّن، تمرّن، تمرّد، تقرّب، تحمّل، توسّل، تموّج، تنفّر، تنوّع، تشدّد، تفکّر، تعقّل، تولّد، توہّم وغیرہ

۵ (ناسخ)

کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب ؛ ہاں تتبع کرتے ہیں ناسخ ہم اس مغفور کا

۵ (تسلیم)

ملے در ہم داغ و دُر ہائے اشک ؛ ہمیں عشق سے یہ تمتع ہوا

۵ (حالی)

تھا تفقہ بھی مسلم تیری خاک پاک کا ؛ یعنی وقت تھا ایک اک فقیہ اس خاک کا

مستثنیات :۔

(۱) توجّہ ۔ ۵ (جلال)

مجھ سے پوچھی نہ وجہ خاموشی ؛ کچھ توجہ نہیں ادھر نہ ہوئی

(۲) توقّع ۔ ۵ (حالی)

جن کو میسر نہیں کملی پھٹی ؛ خوش ہیں توقع پہ وہ زربفت کی

(۳) تضرّع ۔ ۵ (تسلیم)

ہوئی جب یاس اپنے مدعا میں ؛ تضرع کی جناب کبریا میں

(۴) تہجّد ۔ (فقرہ) میں نے دس برس سے کبھی تہجد تک قضا نہیں کی۔ (واقعات مولانا انوار احمد ٹونکی)

(۵) ترشّح ۔ مختلف فیہ ہے ۵ (امیر)

خدا کے واسطے لا کشتیٔ مے جلد اے ساقی :: ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سر ساحل کی

(۶) تَفَعْتُل - فقرہ - اگر حضوری دربار کا تقیّد نہ لگایا جاے تو اس خدمت کے قبول کرنے میں .... مجھے کوئی عذر نہیں -

(۷) تَعَفُّن - ۵ (اختر)

ہمیشہ ہمیں چاہیئے حفظِ صحت :: تعفّن بری مُضِر ہے بلا ہے

اِنتباہ - پچھلے تین الفاظ مختلف فیہ ہیں -

(۹) اِفعِلَال - مذکر، مثلاً، اِصفِرار، اِغبِرار، اِخضرار، اسوداد، ابیضاض

(۱۰) اِفعِوَّال - مذکر، مثلاً - اِخرِوّاط، - اِعلِوّاط -

(۱۱) اِفعِیلَال - مذکر- مثلاً - اِشہِیباب، اِدہِیمام -

(۱۲) اِفعِیعَال - مثلاً - اِخشِیشان، اِخلیلاق، اشہیباب -

نمبر ۹ سے لیکر نمبر ۱۲ تک یہ اوزان اردو میں نہیں پانے گئے ہم نے اصول زبان و فلسفۂ تذکیر و تانیث کے لحاظ سے ان کو مذکر قائم کیا ہے - ۱۲

مَصَادِرِ رُبَاعی مُجَرَّد و مَزِید فِیہ

قیاسی (۳) (۱) فَعْلَلَہ مذکر، مثلاً، زَلزلہ، تَرجمہ، وَسوسہ وَلولہ، عَنعنہ، شَعبدہ، غرغرہ وغیرہ

۵ (حالی) ہے یہ نمائش تیری اے خودنما

شعبدہ ایک دہریہ غلط کار کا

(۲) فِعْلَال - بالکسر مذکر- مثلاً، بِشرَاف، زِلزَال، دِحراج

عُنْوَانْ ۔ ؎ (ظفر)
بھیجتے تھے خط ہمیں پہلے وہ جس عنواں سے ۔ اَب تو اک مدت سے وہ عنوان بھی جاتا رہا

(۳) فُعْلَالْ ۔ بالضم مذکر۔ مثلاً، عُنْوَانْ وغیرہ۔

مستثنیٰ :-

بُرْہانْ ۔ ؎ (منیر)
کہوں اک شعر میں ہجری و مسیحی تاریخ ۔ یہی برہان منیر اپنے تبحر کی ہے۔

(۴) فَعْلَالْ ۔ بالفتح۔ مذکر مثلاً، زَلْزَالْ، خَزْعَالْ۔

قیاسی (۱۴) تَفَعْلُلْ	بضم لام اول مذکر، تَبَخْتُرْ، تَسَلْسُلْ،

تَزَلْزُلْ، تَذَبْذُبْ، تَمَسْخُرْ۔ ؎ (ظفر)
گر نہیں بھونچال ظالم جنبش ابرو تری ۔ سرزمین ملک دل میں یہ تزلزل کیوں ہوا

قیاسی (۱۵) اِفْعِلَالْ	مذکر، مثلاً، اِطْمِینَانْ، اِضْمِحْلَالْ،

؎ (ناصر)
کچھ طبیعت کو جو اضمحلال تھا
کیا کہوں اُس حور کا کیا حال تھا

قیاسی (۱۶) اِفْعِنْلَالْ	مذکر، اِلْمِنْدَاخْ، اِعْرِنْکَاسْ،

اِخْرِنْجَامْ، (مذکر یہ وزن اردو میں مستعمل نہیں۔ مولف ۱۲)
مذکورہ بالا مصادر جن میں تعلیل ہو۔

قیاسی (۱) اِفعال از اجوف	از او ت دمکے قرشتے

مونث، مثلاً، اِعانت، اِہانت، اِباحت، اِجازت، اِصابت، اِدارت، اِشاعت، اِفادت، اِقامت، اِکارۃ۔ ع (امیر)

وصل کی سن کے دعا تم نے بھی آمین کہی
اب اثر صدقے تو قربان اِجابت ہو گی

اِرادہ (ہائے ہوز سے) مذکر، اِشارہ، اِفادہ، اِحاطہ، اِمالہ، اِضافہ، اِزالہ، اِعادہ، اِفاقہ، اِجارہ۔ ع (اسیر)

پری رخسار کوئی اس سے باہر ہو نہیں سکتا
اِحاطہ قاف سے تا قاف ہے اپنے تصوّر کا

قیاسی (۲) اِستفعال از اجوف

استفاضت (تائے قرشت سے) مونث، مثلاً، اِستطاعت، اِستقامت، اِستجازت، وغیرہ۔ ع (اختر)

عاشق شیدا کا دم نکلا ہے قد کی یاد میں ؞ اِستراحت کی ہے برسوں سایۂ شمشاد میں

اِستفاضہ (ہائے ہوز سے) مذکر، مثلاً، اِستعارہ، اِستخالہ، اِستغاثہ، استفادہ۔ وغیرہ ع (ناسخ)

شوق سے عزم بیابانِ جنوں اب کیجئے ؞ دانۂ زنجیر سے بھی اِستخارہ ہو گیا

قیاسی (۳) مُفاعلہ از ناقص

مؤنث، مثلاً، مُلاقات، مُباہات، مُدارات، مُساوات، مُکافات، مُنافات، مُناجات، مُحاکات، مُراعات، مُناوات، وغیرہ بعض شعرا مُنافات کو مذکر کہتے ہیں یہ کسی طرح درست نہیں۔ ع ([illegible])

نہ وہ صحبت، نہ وہ الفت، نہ مدارات رہی۔ آٹھویں ساتویں کی مجھ سے ملاقات رہی
ف۔ مُدارا، مُداوا، مُواسا، مُحابا وغیرہ جن کو شعرائے فارس نے تصرف کر کے (تے) کے بغیر بھی لکھا ہے، مذکر مستعمل ہوتے ہیں
ع مُداوا تر ہے کشتگانِ ستم کا
خدا جانے عقبیٰ میں کیا ہو رہا ہے (داغ)

قیاسی (۴) تَفَعُّل از ناقص

مؤنث۔ مثلاً، تَعلّی، تَعدّی، تَسلّی، تَہجّی، تَحرّی، وغیرہ۔
ف:۔ تَوَلّا، تَجلّا، تَمنّا، کو۔ اہلِ فارس نے الف سے استعمال کیا ہے، اِن میں سے تَوَلّا، تَجلّا مذکر ہیں مگر تَمنّا مؤنث ہے۔
ع نظر آتی نہیں اَب دل میں تمنا کوئی
بعد مدت کے تمنا میری بر آئی ہے (حالی)

قیاسی (۵) تَفَاعُل از ناقص

مؤنث۔ مثلاً، تَلَافی، تَوَالی، تَمَادی، تَعَالی، تَمَاشی، تَقَاضی، تَحَاشی، تَقَاوی وغیرہ
ع اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تَلَافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی (مومن)
ف:۔ تَمَاشا، تَقَاضا، تَحَاشا، وغیرہ جو تَمَاشی، تَقَاضی و تَحَاشی کے مفرس ہیں۔ مذکر مستعمل ہوتے ہیں۔ ع
ہوں رگیں خلق بریدہ کی ہماری خونباز
گر تماشا تمہیں منظور ہو فواروں کا (ذوق)

مصادرِ ثُلاثی مُجرّد

قیاسی (۱) فُعل۔ بالضم۔	مذکر، مثلاً، عُجب، عُذر، عُرف

عُرس، ظُلم، شُبہ، قُرب، بُعد، شُرب، فُحش، غُسل وغیرہ
عسر، حُزن، حُسن، کُفر، حُکم، خُبث، شُکر، سُکر، زُعم، وغیرہ وغیرہ

شعر
عُذر اُن کی زبان سے نکلا
تیر گویا کمان سے نکلا (داغ)

مستثنیات:۔ (۱) صُنع (۲) قُبح (۳) جُہد (۴) نصح
(۵) صُلح۔ شعر پھر کوئی ملنے کی طرح نہ ہوئی
صُلح اب کی کسی طرح نہ ہوئی (مومن)

قیاسی (۲) فِعل بالکسر۔ مذکر	مثلاً۔ عِلم، عِطر، صِفر، ضِمن

شِعر، فِطر، کِبر، حِرز، حِفظ، حِلم۔ سِحر، فِسق، خِلط، شِبہ، ذِکر،

مستثنیات:۔

(۱) حِرص:۔ شعر (امیر)
لے گئی ہند سے تا شام امیر ؛ ہم کو اُس زلفِ سیہ فام کی حرص

(۲) ضِد۔ شعر (داغ)
اِس فتنہ گر کو رحم تو کیسا، ضِد آگئی ؛ جب ہم نے آہ کی تو جفا اُس نے اور کی

(۳) فِکر۔ مختلف فیہ ہے، اہلِ دہلی مذکر، اور اہلِ لکھنؤ مؤنث کہتے ہیں

(۴) فِقہ۔

سماعی (۳) فَعل	۔ مثلاً، فتح، سطر، قدر، ضرب، کسر، عقل

مونث ہیں اور دَخل، حَمل، کَشف۔ فَرق، حصر، مذکر۔ ۵

ٹوٹا جو دل تو ہاتھ لگی مجھ کو زلف یار
بعد شکست فتح من اللہ ہو گئی

قیاسی (۴) فِعَلْ۔ بکسر اول و فتح ثانی، مذکر مثلاً صِغر، کِبرا

قیاسی (۵) فُعُلْ بضمتین مذکر مثلاً، عُمُق، حُمُق، سُقُم، خُلُق،

۵ علم اسرار کا گو دعویٰ تھا
تو بھی اس درجہ حُمُق اس کا تھا (ناسخ)

قیاسی (۶) فُعُولْ۔ بضمتین۔ مذکر مثلاً، دُخُول، شُمُول، خُرُوج
ثُبُوت، جُلُوس، حُدُوث، حُصُول، قُصُور، خُسُوف، کُسُوف، خُشُوع
خُضُوع، خُلُو، طُلُوع، غُرُوب، بُطُون، ذُہُول، ظُہُور، شعُور۔
سُکُوت، لُزُوم، وُجُوب، شُیُوع، حُلُول، حُضُور، وُثُوق، وُجُود
ہُبُوب، وُرُود، وُصُول، وُقُوع، وُصُول وغیرہ۔

۵ پی کے اغیار وحدہ کرتے ہیں
جیسے شیطان نے حُلُول کیا (سرور)

مستثنیات:۔

(۱) رُجُوع۔ مختلف فیہ ہے مگر ترجیح تانیث کو ہے۔

۵ ایسا طبیب کون ہے اے گل کر یارا
تجھ سے رُجُوع نرگس بیمار نے کیا (ناسخ)

ع دل اس صنم سے دمِ نزع پھر گیا اے برق
رجوع اور ہے کی جب مرض کو طول ہوا (برق)

(۲) دُرُود۔ مختلف فیہ ہے، مگر بقول مولانا سید انوار احمد صاحب مذکر زیادہ فصیح ہے۔ ع (انیس)
سوتے میں شغل طاعتِ ربِ ودود تھا دل میں خدا کی یاد تھی لب پر درود تھا

ع کیا قبر ناتوان کی تیرے بے نمود ہے
افسوس فاتحہ ہے نہ جس کی دُرُود ہے (داغ)

قیاسی (۷) فَعول، بفتح فا۔ مذکر | مثلاً، وَضُو، قَبُول وغیرہ

ع نہائے خون سے ہم ہاتھ جان سے دھوئے
یہ غسل آیا ہمیں اور یہ وَضُو آیا (وزیر)

قیاسی (۸) فَعَل۔ بفتحتین۔ اکثر مذکر ہوتا ہے۔ | مثلاً عَمَل، حَزَن،
کرم، تعلق۔ مَرَض، عَرَق، وغیرہ کبھی مونث۔ مثلاً، خَبَر، غَرَض، طَلَب، ع ادھم ملا ورہی ہے جب پیدا ہوا تکلیف سے
یاں کہاں راحت کہ تو کرتا ہی رحت کی طلب (ذوق)

قیاسی (۹) فَعلَة، بالفتح (تاے قرشت سے) | مونث، مثلاً وَحشت،
وُقعت، رَاحت، غَفلَت، رَحمَت، رَافت وغیرہ،

ع یہی حالت ہے گر اپنے دل کی
مر کے بھی خاک د راحت ہوگی (امیر)

مُستثنیات :-

(۱) حضرت - ع - فرمائیے تعمیل کروں کچھ مرے حضرت -

(۲) شربت - ؎ (ذوق)

پوچھے ہے کیا حلاوتِ تلخانۂ سرشک شربت ہے باغِ خلدِ بریں کے انار کا

(۳) قامت - مختلف فیہ، اکثر شعرائے لکھنؤ اس کی تانیث پر زور دیتے ہیں مگر بقول مولانا مجیب احمد صاحب تمنائی اور مولوی امیر علی صاحب مذکر ہی فصیح ہے -

قیاسی (۱۰) فَعلہ - بفتح فا (ہائے ہوز سے) مذکر، مثلاً، وَرثہ

وَسمہ، وقفہ، نزلہ، نشہ، لمحہ، لمعہ، لہجہ، ہمزہ -

مُستثنیات :-

(۱) توبہ - مختلف فیہ ہے، مگر فی زمانہ (بقول سید محمد احسن صاحب) مونث ہی ہے - ؎ (امیر)

دل شکستہ ہے جو توبہ تو عجب کیا زاہد ۔ ہے نکالی ہوئی صحبت سی یہ میخواروں کی

(۲) دَفعہ، فقرہ - اس امر سے دفعہ (۷) متعلق ہوگی -

(۳) ختنہ - بعض اصحاب مونث کہتے ہیں مگر مذکر صحیح ہے -

؎ ایک سنت سے ہو گئے فارغ کر دیا جو خلیل کا ختنہ - (لا اعلم)

قیاسی (۱۱) فِعلَت - بالکسر (تائے قرشت سے) مونث مثلاً

نِسبت، ہجرت، حکمت، عبرت، عفت، رفعت وغیرہ ؎ (انیس)

ہجرت زمیں کعبہ سے جب مصطفیٰؐ نے کی ۔ اُس روز مصطفیٰؐ کی مرتضیٰؑ نے کی

مُستثنیٰ۔ (۱) خِلعَت۔ ؎ (حالیؔ)
چھپتا نہیں نظروں میں یہاں خِلعَتِ سلطانی ؛ کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا
بعض لوگوں نے مؤنث بھی کہا ہے جو درست نہیں۔

قیاسی (۱۲) فِعلَہ۔ بالکسر (ہائے ہوز سے) مذکر	مثلاً رِنجدَہ،

حِرفَہ، قِبلَہ۔ ؎ (ناسخؔ)
خلق کی پیشانیوں پر ہے یہی مضمون رقم ؛ رِنجدَہ واجب ہے تیرے دروازے کی محراب کا

مُستثنیات:۔
(۱) فِضہ (۲) حِنہ۔

قیاسی (۱۳) فُعلَت۔ بالضم (تائے قرشت سے) مونث	مثلاً

وُسعَت، نُدرَت، قُدرَت، صُحبَت، فُرقَت، عُزلَت، وغیرہ۔
؎ (امیرؔ) وہ کام کر کہ تجھکو کشادہ ملے لحد
کیا چاہئے مکان میں وسعت زمین کی

قیاسی (۱۴) فُعلَہ۔ بالضم۔ (ہائے ہوز سے) مذکر	مثلاً، عُقدَہ،

شُعبَہ، عُمرَہ۔ ؎ (ذوقؔ)
ترے جوڑے کے کھلنے نے مرا دل اِتنا باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ وہاں کھولا یہاں باندھا

مُستثنیٰ:۔
(۱) سُبحہ۔

قیاسی (۱۵) فَعَلَت۔ بفتحتین۔ (تائے قرشت سے) مونث | مثلاً

بَرَکت، عَظَمَت، حَرَکت۔ وغیرہ ۔ (امیر)
ہائے غم سے بھی دل نہیں بھرتا یہ بَرَکت اُٹھ گئی زمانے سے

قیاسی (۱۶) فَعَلَہ بفتحتین (ہائے ہوز سے) | مثلاً، غَلَبہ۔

(ناسخ) غفلت اہل جہان تردامنی کی ہے دلیل
غَلَبہ ہوتا ہے رطوبت سے مقرر خواب کا

قیاسی (۱۷) فَعِلَہ۔ بفتح اول وکسر ثانی (ہائے ہوز سے) | مذکر

مثلاً۔ سَرِقَہ، تَرِکہ۔ وغیرہ۔

قیاسی (۱۸) فَعَالَت، بالفتح (تائے قرشت سے) | مونث

مثلاً۔ وَسَاطت، وَکَالَت، وَجَاہت، سَخَاوَت، نَدَامَت، سَلَامَت
کَرَامَت۔ (انیس)
بندے نے کسی میں یہ کرامت نہیں دیکھی ۔ وہ قدر یہ ہمت یہ سخاوت نہیں دیکھی

قیاسی (۱۹) فِعَالَت۔ بالکسر (تائے قرشت سے) مونث | مثلاً

عِبَارت، عِبَادَت، رِوَایَت، حکایت، دِرَایَت، وغیرہ۔
ہمیشہ آگے بھی آتے تھے خط پر اک بار
عِبارت ایسی لکھی نامہ بر اَنوکھی سی

قیاسی (۲۰) فُعَالَت۔ بالضم۔ (تائے قرشت سے) | مونث

مثلاً، بُغَاوَت۔ ؎ (داغ)

آنسوؤں نے ڈبو دیا دل کو ٭ فوج نے شاہ سے بغاوت کی

قیاسی (۲۱) فُعُولَت، بالضم (تائے قرشت سے) | مونث

مثلاً حُکُومَت، خُصُومَت، کُدُورَت، لُزُومَت، نُحُوسَت۔

؎ کشورِ دل میں ہو پریوں کی بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حُکُومَت ہو الٰہی تیری

قیاسی (۲۲) فَعَلُوت۔ (تائے قرشت سے) مذکر مثلاً،

جَبَرُوت، مَلَکُوت، لَاہُوت، نَاسُوت، تَالُوت، تَاغُوت۔

قیاسی (۲۳) فَعِیلَت۔ (تائے قرشت سے) مونث | مثلاً وَدِیعَت

شَرِیعَت، عَزِیمَت، عَقِیدَت۔ ؎ (امیر)

ہو گئے موے بدن نوکِ زبان بحرِ دعا ٭ جوش میں دل کی طرح دل کی عقیدت آئی

قیاسی (۲۴) فَعِیلَہ (ہائے ہوز سے) مذکر | مثلاً، وَسِیلَہ، وَثِیقَہ،

ذَخِیرَہ، وَظِیفَہ، لَطِیفَہ، ضَمِیمَہ۔ ؎ (میر)

یار کو لاکھا جانے کا وتیرہ ہو گیا
دعوت لب خونِ ناحق کا ذخیرہ ہو گیا

قیاسی (۲۵) عِلَہْ۔(ہائے ہوز سے) مذکر | مثلاً صِلَہ، ہِبَہ، زِنَہ، (دراصل وَصل، وَہبْ، وَزنْ) ۔ (امیر)

عزیز کیوں نہ ہو داغ اس کی بیوفائی کا کہ ہے صِلہ یہی مدت کی آشنائی کا

قیاسی (۲۶) عِلَتْ۔ (تائے قرشت سے) مؤنث | مثلاً صِفَتْ (دراصل وَصف) ۔ (امیر)

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے ؛ قرآں میں تو طہور صفت ہے شراب کی

قیاسی (۲۷) فَعَلَانْ۔ بالفتح مذکر | مثلاً، مَیَلَانْ، ہَیَجَانْ، دَوَرَانْ، سَیَلَانْ، خَلَجَانْ۔ ۔ (حالی)

کچھ روز ون غفلت میں پھرے ہم ڈھونڈتے آسائش کو
کھل گئی جب دنیا کی حقیقت کچھ نہ رہا خلجاں ہمیں

قیاسی (۲۸) فِعْلَانْ، بالکسر مذکر | مثلاً، حِرْمَان، کِتْمَان، نِسیانْ، عِرفَانْ، عِصْیَانْ۔ ۔ (منیر)

ابروے یار دیکھ کے اب بھولنا محال ؛ بالائے طاق آج سے نسیان رکھیا

قیاسی (۲۹) فُعْلَانْ۔ بالضم مذکر | مثلاً، بُطْلَانْ، غُفْرَانْ، رُجحَانْ، کُفْرَانْ، طُغیَانْ، طُوفَانْ، نُقصَان، بُہتَانْ، سُبحَان، بُرہَان، قُرآن، قُربَان، فُقدَان، ۔ (ناسخ)

ہیں ہے معتقد حاسد اگر میرا تو کیا غم ہے نہ ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

قیاسی (۳۰) فَعَلَان۔ بفتحتین، مذکر | شلاً، خَفَقَان، جَوَلَان، ہذیان، نَزَوَان، غَثَیان، ؎ (ظفر)

گھر سے عاشق کے نہ جانا تھا خفا ہو کے تجھے نہ کہ ترا جانا اور اس کا خفقان ہو جانا۔

قیاسی (۳۱) فُعلیٰ۔ (بحرکات ثلٰثہ والف مقصورہ) مذکر | شلاً دعویٰ، ذِکریٰ، بُشریٰ ؎ (داغ)

الٰہی داد خواہوں پر بنے گی کیا قیامت میں وہ فرماتے ہیں کیا دعویٰ یہ دعویٰ ہو نہیں سکتا

قیاسی (۳۲) فُعُولیت۔ بالضم، مؤنث | شلاً، خُصُوصیت، عُبُودِیت، ؎ (اختر)

مسلم ہے خدا اور بت پرستی بتاؤ یہ عُبُودِیت ہے کیسی

قیاسی (۳۳) فَاعِلَت۔ مؤنث | شلاً عَافِیَت، عَاقِبَت، ؎ اسیر

دنیا میں اغم رقیب نے ہم کو دیے کیوں عاقبت خراب نہ ہو اس یزید کی

قیاسی (۳۴) وہ اسماء جن کے آخر تائے مصدری آئے مؤنث ہوتے ہیں

شلاً، مَحویت، کیفیت، ہوائیت، ماہیت، حقانیت، نفسانیت، جسمانیت، انسانیت، واقفیت، جاہلیت، جامعیت، عالمیت، عصبیت، روحانیت، اُخُوت، اہمیت، صلاحیت، کراہیت وغیرہ وغیرہ

؎ وہ نہیں ملتے کسی انسان سے :: اتنی بھی انسانیت جاتی رہی (اختر)
(۳۵) مَفعِل، بفتح میم و فتح ثالث و کسر، اکثر مذکر ہوتا ہے مثلاً
مَصرِف، مَطلَب، مَدخَل، مَذاق، مقال، (در اصل مَذوق مقول)
مَقصِد، مَنصِب۔ ؎ (امیر)
عشق بت سے بھی تھا خدا مطلب :: اور واللہ کچھ نہ تھا مطلب
مُستثنیات :-
مَعاش، مَعاد، مَجال۔ ؎ (ظفر)
ہر ایک مو مو یدن پر مرے دہن گویا :: مجال ہو جو ترے آگے گفتگو کی مجھے
(۳۶) مَفعَلہ (بفتح میم و عین بزیادہ ہائے) مذکر مثلاً، مشغلہ، مضحکہ،
مَفسَدہ، مَظلَمہ ؎ (امیر)
تڑپ ہے اسکو جو ناوک کی اسکو پیکاں کی :: وہ مشغلہ ہے جگر کا یہ مشغلہ دل کا
(۳۷) مَفعَلَت (بفتح میم و عین بزیادہ تا) منفعت، محبت،
مَصلحَت، مذلت، مسرت۔ ؎ (امیر)
لب پہ تحریک کی آواز نے باندھا حرم :: دل میں کھپتی ہوئی تکبیر مسرت آئی
(۳۸) مَفعِلہ (بفتح میم و بکسر عین بزیادہ تائے ہوز) مذکر مثلاً
مَرثیہ، مَعرفہ، مَظِنّہ۔ ؎ (منیر)
اک ہفتہ دوست کی ہے حکایت حضور :: سن لیجئے یہ مرثیہ ہے سادات ہند کا
(۳۹) مَفعِلت (بفتح میم و بکسر عین بزیادہ تا) مونث مثلاً مَحمِدت
مَعرِفت، مَنزِلت ؎ (امیر)
یوں نہیں رنگ تجس نور نہیں نار نہیں :: معرفت کیوں نہ ہو دشوار الٰہی تیری
(۴۰) فَعَال۔ بالفتح مذکر مثلاً جواب، صواب، جلال، جمال،

کمال، جواز، وبال، وقار، سماع وغیرہ ؎ (برق)

غم اور اتنے بڑھے جسقدر وقار ہوا ثمرِ نخلِ ثمر وار سنگبار ہوا

مستثنیات:- (۱) فلاح (۲) صلاح (۳) جناب (مگر جب کلمہ تعظیمی ہوتا ہے تو مذکر بولا جاتا ہے) ؎ (نذیر احمد)

ہم کو نہیں بحث عذابُ ثواب سے تیری رضا ملے ہمیں تیری جناب سے

(۴۱) **فِعال**، بالکسر۔ مذکر	مثلاً، قیاس، قیام، صراف۔ وغیرہ
(۴۲) **فُعال**۔ بالضم، مذکر۔	مثلاً سُوال۔ ؎ (دائیر)

آرزو وصل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے ہائے پورا نہیں ہوتا ہے سُوال اچھا ہے

اَسمائے مُشتقہ

(۱) اِسمِ آلہ از مصادر مزید فیہ، مذکر مثلاً، مابہ الامتیاز، مابہ الاحتیاج، مابہ النزاع، مابہ الاحتفاظ،

(۲) مرکبات جو ماے موصولہ اور فعل یا جار مجرور سے بنتے ہیں مذکر مستعمل ہوتے ہیں۔ مثلاً ماحضر، ماحصل، ماجتی، ماقبل، مابعد، ماحول، مافی الضمیر، مافیہا، مابین، مایحتاج۔ مایقرا، مافات وغیرہ وغیرہ

؎ (رند)

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا

(۳) اعداد ذاتی، مثلاً عشرہ، خمسہ، اربعہ، اربعین وغیرہ وغیرہ

؎ ستہ کل سے شروع ہو شاید یہ اربعہ آج ہم نے ختم کیا (شوق)

(۴) اَعْداد صِفتی۔ مثلاً، ثانی ثالِث ، خامِس، ثامن وغیرہ ۔ ؎ (مونس)

لطف اس کا ہمیں بے ہمہ دانی نہ ملیگا ۔ اِس مطلع برجستہ کا ثانی نہ ملے گا

(۵) اَعْداد کسری، مثلاً نصف، ثلث، رُبع۔ خمس، عشر، سدس وغیرہ ہر قسم کے اعداد وصفاً صفت ہوتے ہیں، خواہ کسی زبان کے ہوں، مثلاً چار مرد، پنج روپیہ، ثلث رقم حاصل ہوگئی، آصف سادس، امام ثامن وغیرہ وغیرہ۔ مگر جب معدود، مقدر ہوتا ہے تو مذکر مستعمل ہوتے ہیں جیسے اِس کا خمس منہا کرلیا جائے۔ آج دکن میں ان کا ثانی نہیں۔

(۶) فاعل، مذکر، مثلاً، حاصل، آخر، راتب، باعث، باطن، طالع وغیرہ ؎ (داغ)

خدا نے دیا ہے صفائی کا جوہر ۔ جو ظاہر ہمارا وہ باطن ہمارا

؎ (ذوق)

میں نہ تڑپا جو دمِ ذبح تو یہ باعث تھا ۔ کہ رہا مدِ نظر عشق کا آداب مجھے

مستثنیٰ:۔ (۱) جانب (۲) شارع (۳) خاطر ؎ (امیر)

ہمہ تن فکر ہوں میں فکرِ غزل کیا ہو امیر ۔ شعر گوئی نہیں خاطر ہے فقط یار و نکی

قیاسی (۷) مفعول / مفعولہ مذکر، مثلاً، مضمون، مقدور، محصول، معمول، مقصوم، مکتوب، مذکور، ملبوس، منشور۔ ؎ (ظفر)

مقدور کس کو حمد خدائے جلیل کا ۔ اس جا یہ بے زبان ہے دہن قیل و قال کا

مستثنیات:۔ (۱) معجون، بعض مذکر کہتے ہیں مگر اتفاق مونث پر ہے۔ ؎ زرِ گل سے حسینان جہاں غازہ بناتے ہیں

اسی نسخے سے معجون طلا دولت بنتی ہے ۔ (دبیر)

(۳) مُعْقُولُ، جیسے میں نے معقول عُلمائے فرنگی محل سے پڑھی ہے۔
(۴) مَعْلُوْمَات (۵) مَوْجُوْدَات۔
(۶) مَعْقُوْلَات۔ ان کی نظیر کے لئے جمع کے بیان میں ملاحظہ ہو۔
(۷) مَخْلُوقات، ے (ناسخ)
واقعی انسان ہے اشرف ساری مخلوقات ہے لاکھ پریوں کو بھلا دیتا ہے اک انسان مجھے
(۸) ے اُجاڑے ہیں گھر تو نے کافر بہت
کہاں جائے مخلوق اللہ کی (داغ)

انتباہ۔ نمبر ۴، ۵، ۶، اگرچہ جمع کے صیغے ہیں مگر واحد مونث مستعمل ہوتے ہیں۔ اِلّا معلومات کے جو کبھی خصوصًا اہل لکھنؤ کے نزدیک جمع مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے۔

(۸) **فَاعِلَہ** (ہائے ہوز سے) مذکر۔ مثلاً، دَاخِلَہ، ضَابِطَہ، جَائِزَہ حَادِثہ، جَادَہ (دراصل جادّہ) خاصّہ (اصلہ خاصّہ) ے (حالی)
بھولے نہ اپنی یا دپر انسان کو چاہیئے :. آخر بشر کا خاصّہ ہے سہوا ور خطا

مُسْتَثْنیات :-

الف (۱) فَاتِحَہ، مختلف فیہ مگر فی زمانہا مونث ہی مستعمل اور درست ہے۔ ے (بحر)
فَاتِحَہ تھا کس شہیدِ عشق تھا :. رات بھر درگاہ میں ماتم رہا
ے (حالی)
فَاتِحَہ ہو کہاں سے میّت کی لے گئے ڈھو کے سیم و زر وارث
(۲) فَاخِتَہ (گو فاعل کا وزن ہے مگر زبانوں پر سکون خائے معجمہ سے مستعمل ہے) ے (حالی)

تو اپنے بھولے پن سے شیدا ہوئی ہو ورنہ ؛ اے فاختہ دہرا کیا ہے سرو و ناروں میں
(۴) صاعقہ ۔ لیکن اصولاً مذکر کو ترجیح ہے ۔
ب ۔ صفات ۔ مونث حقیقی ، مثلاً ، حاملہ ، قابلہ ، فاحشہ ، عامہ
وغیرہ ؎ (لا اعلم)
دخترِ رز سے تو ہرگز نہ ملوں گا ساقی ؛ کیوں کہ یہ فاحشہ ہر ایک سے جا کہتی ہے
(۹) فاعلت ۔ (تائے قرشت سے) مونث ، مثلاً آخرت ، عاقبت
انتباہ :- (۱) کائنات (۲) حاضرات (۳) واردات وغیرہ جو فاعلہ کی جمع ہیں اردو میں واحد مونث مستعمل ہوتے ہیں ۔ ؎ (بحر)
آل کار ہے دو گز زمین کفن دس گز ؛ بڑی بساط نہیں کائنات اتنی ہے
دیگر نظیریں جمع کے بیان میں ملاحظہ ہوں ۔
(مصادر مزید فیہ سے جس قدر اسما مشتق ہیں مذکر مستعمل ہوتے ہیں)

(الف) اسمائے مفعول

(۱۰) مُفعَل، مُفعَلہ } مثلاً مُصحَف ۔ مُرسَلہ ۔ ؎ (ناسخ)
خلق نے قرآن دیکھا جب ہوا بادِ حبیب
ہم نے دیکھا مصحفِ رخسار اپنے ماہ کا
(۱۱) مُفَعَّل، مُفَعَّلہ } مثلاً ، مخمّس ، مونث ، مذکر ، مفصّل ، مثلث ، مشجّر ، مربّع ، مقدمہ ، مقدر ، مقتدرہ جنسی احسن کا مونث ہے ۔
اسیر ؎
معمار تیرے گھر کا تھا شاید کوئی شاعر
کیا خوب کیا نظم مثلث سہ دری کا
(۱۲) مُفتَعَل (از افتعال) مثلاً مقتضی ، منتہی وغیرہ کہ اصل میں مُقتَضَی

منتہی ہیں۔ ؎ (حالی)

گو آدمی کا حافظہ کیسا ہی ہو قوی   پر بھول چوک ہے بشریت کا مقتضا

مستثنیٰ :- معتاد۔

(۱۳) مستفعل (از استفعال) | مثلاً مستزاد، مستثنیٰ وغیرہ۔ ؎

سرمگیں آنکھ کی تعریف میں مصرع لکھکر   مستزاد اور لگا دیتے ہیں دنیا والے

(۱۴) مفعلل (از فعللہ) مثلاً مزعفر۔

مستثنیٰ :- مسلسل۔

(ب) اسمائے فاعل

(۱۵) یہ بھی مثل اسمائے مفعول کے مذکر مستعمل ہوتے ہیں۔ مثلاً محیط، منضج، موجب، مسہل، متوکل، مضارع وغیرہ ؎ (مومن)

کوئی کہتا ہے دیکھو متلی ہے بعض مسہل دو :: ولیکن پیشتر سے گر کوئی منضج پلاتا ہے

مبہم، مشکل، چند لفظ مستثنیٰ ہیں۔ ؎ (امیر)

مشکل آسان نہ ہوئی تیرے گنہگاروں کی   حیف منہ موڑ گئی باڑھ ہی تلواروں کی

(ج) اسمائے ظرف

(۱۶) مفعل (بضم میم و بفتح و کسر عین) مذکر | مثلاً مآخذ، مآل، مامن

ماوا، مجمع، مجلس، مختصر، محشر، محل، مخرج، مطلع، مقطع، مخزن، مدار، مدخل، مذبح، مذہب، مرکب، مسلک، مسلخ، مشہد، مشغر، منبع، مصدر

مَطبخ، مَشرَب، مَفَر (دراصل مَفرَر) مَقام، مَزار، مَکان (دراصل مَقوم مَزوَر، مَکوَن)

(آسیر)
ہر طریقے سے یہ بڑھ کر روشِ وحشیٔ زلف ٭ طرہ ہفتاد و دو ملت پہ یہ نکلا مذہب

مرجع، مَطلع، موقع، مَحَل، موسم وغیرہ ٭ (ناسخ)
جتنا ہے عیش اُس قدر اس کو نہیں ثبات ٭ برہم شتاب کیوں نہ محفلِ شراب کی

مُستثنیات:- مَحفل، مَجلِس، مَسجِد، مَرفِق، مَقعَد، مَسنَد وغیرہ، مَشرِق، مَغرِب، مختلف فیہ ہیں اہلِ لکھنؤ جیسا کہ ناسخ کے مصرع "مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغِ ہجراں کا" سے ظاہر ہے، مذکر کہتے ہیں، برخلاف اس کے دلی والے مونث کہتے ہیں، لیکن مولفین کی یہہ رائے ہے کہ جب مَشرَق و مَغرَب بمعنی جای شروق و جاے غروب ہوں۔ تو مذکر استعمال کرنے چاہئیں۔ جیسے ایشیا کے مغرب میں روم عرب ہیں اور بمعنی وقت طلوع و وقت افول مونث ہی مناسب ہیں۔ مثلاً مغرب ہونے آئی۔

(د) اَسمائے ظرف از مزید فیہ

(۱۷) اسمِ ظرف از مصادرِ مزید فیہ مثلاً مُخَیَّم وغیرہ ہوتے ہیں۔

(لا) اَسماءِ آلہ

(۱۸) مِفعال کبھی مونث، مثلاً، مِقدار، میعاد، مِحراب، مِسواک، میراث مِضراب، میزان، مِقراض، مِنقار وغیرہ اور کبھی مذکر، مثلاً مصیانہ مِضراع، مِشمار، میثاق، مِہار، مِقیاس، مِصداق وغیرہ مگر معراج

مختلف فیہ ہے۔ مولفین کی زبان پر مونث ہے۔ ؎ (ناسخ)

کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی
عزیزو گر نہیں معراج تم کو عرش اعظم کا

قیاسی (۱۹) مِفْعَلَہ، مذکر۔ مثلاً، مِصرعہ، مِقنعہ، مِنطقہ، مِصقلہ، مِراۃ، وغیرہ۔ بلا استثنار، مِفْعَل، کبھی مذکر، مثلاً، مِصرع، مِسطر، وغیرہ ؎ (وزیر)

ایک مصرع بھی نہ اس کے وصف میں موزوں ہوا: صورتِ عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

کبھی مونث مثلاً۔ مِشعَل، مِقوَد ؎ (امانت)

فروغِ مشعلہ رخسار آتشناک کیا کم تھا: دمِ رقصِ صنم مشعل زبر دستی اٹھی شن کی

(و) اَسمائے مُبالغہ

اَسمائے مبالغہ کے لیئے عربی میں تذکیر تانیث کی کوئی علامت نہیں ہے۔ مثلاً، کذّاب، طبّاع، ظلوم، وغیرہ مذکر و مونث دونوں کے لیئے یکساں مستعمل ہے۔ ہائے ہوز کبھی تاکید اور کبھی تانیث کے واسطے بھی آخر میں لگائی جاتی ہے۔ مثلاً علّامہ وغیرہ اردو میں بھی بعض الفاظ بلا ہائے ہوز مذکر مونث دونوں کے لیئے آتے ہیں، مثلاً بی بی فاطمہ بتول، زیب النساء بڑی طبّاع تھی۔ یہ مرد نہایت اخاذ ہے۔ ہندہ بڑی سیّاح ہے، اور بعض ہائے ہوز کے ساتھ مثلاً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ بعض الفاظ کا اطلاق عورتوں کے ساتھ مختص ہے۔ مثلاً فتّامہ، شفّاح وغیرہ باقی

الفاظ اصل کتابیں دیکھو۔ بعض مبالغے کے الفاظ محض صفات کے طور پر مستعمل ہوتے ہیں مثلاً دُخار، سمندر امواج دریا وغیرہ۔ ہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسم مبالغہ صفت مونث غیر ذی روح ہوتا ہے تو اردو میں ہمیشہ مذکر ہوتا ہے۔ مثلاً سیّارہ، نظارہ، کفارہ، ۔ (امیر)

زیرِ شمشیر بھی نظارۂ قاتل نہ ہوا
خوب اے حسرتِ دیدار میرا ساتھ دیا

(ز) اسمائے پیشہ ور

فَعّال ۔ یہ وزن عربی میں پیشہ وروں کے لیئے مقرر ہے اردو میں عموماً مذکر مستعمل ہے مثلاً، بقّال، قوّال، حجّام، بزّاز، طبّاخ صرّاف، صحّاف، فراش، حمّال، غسّال، دلّال وغیرہ تانیث کیلئے ہائے ہوز لائی جاتی ہے، مثلاً مشاطہ، حمّالہ، غسّالہ، دلّالہ۔

خونِ فرہاد سے تیشہ ہے کھلاتا لالہ
چادر اوڑھے ہے کھڑی پیرزنِ دلّالہ

عربی الفاظ کی عربی جموع

جمع مؤنث سالم

عربی میں بعض الفاظ (علم مونث عاقل صفت مونث عاقل وغیر عاقل وغیرہ) کی جمع (ا۔ت) سے بنتی ہے، گو عربی میں یہ تانیث ہے۔ جیساکہ اس کے

نام جمع مونث سے ظاہر ہے مگر اردو میں اس کا استعمال دو طرح ہے۔ اولاً جب مذکر الفاظ کی جمع "ا۔ت" سے بنائی جائے تو وہ سب کے نزدیک مذکر ہی مستعمل ہوتے ہیں، مثلاً خدشہ، الہام، قیاس، احتمال، اعتراض، صدمہ، صدقہ وغیرہ مذکر ہیں۔ جب ان کی جمع خدشات، الہامات، قیاسات، احتمالات، اعتراضات، صدمات، صدقات وغیرہ بنائی جائے تو ان کی تذکیر پر اہل لکھنؤ و دہلی دونوں کا اتفاق ہے۔ ثانیاً وہ الفاظ جو واحد کی حالت میں مونث ہیں جب ان کی جمع "ا۔ت" سے بنائی جائے تو اس میں اختلاف ہے۔ جہاں تک ہم نے اس قسم کے الفاظ کا استقرار اور استنباط کیا اس قدر خلط مبحث پایا کہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک ہی شخص چند الفاظ کو مذکر بھی کہتا ہے مونث بھی، تاہم کلیہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اکثر اہل لکھنؤ اس قسم کے الفاظ کو مذکر استعمال کرتے ہیں اور اکثر اہل دہلی مونث مثلاً آفات، عادات، صفات، بدعات، خدمات، حرکات، سکنات، جو آفت، عادت، صفت، بدعت، خدمت، حرکت، سکنت کی جمع ہیں۔ لکھنؤ میں تذکیر اور دہلی میں تانیث کے ساتھ مستعمل ہیں۔

استثناء۔ مونث حقیقی اس قاعدے سے مستثنےٰ ہے وہ جمع میں بھی مونث ہی رہتا ہے۔ یعنی یہ کوئی نہیں کہیگا (خواہ لکھنوی ہی کیوں نہ ہو) کہ "عرس میں ہزار ہا مستورات آئے تھے"، "حیدرآباد کے مستورات بھی انگریزی پڑھنے لگے ہیں" بلکہ جمع مونث ہی کا صیغہ استعمال کریگا۔ ع

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں

ناظم نواب صاحب رامپور۔

ع ہے وہ بلبل کہ گل اپنا ہی گلستان اپنا حوریں اپنی ہیں جناں اپنا ہی رضواں اپنا

مندرجۂ ذیل الفاظ باوجودیکہ جمع مونث ہیں لیکن بالاتفاق واحد مونث مستعمل ہوتے ہیں۔

(۱) عنایات (عنایت کی جمع) رند ؎ (آزاد دہلوی)

کیا تعجب ہے کہ دو جام دیئے سب سے سوا کب سرے حال پہ ساقی کی عنایات نہ تھی

؎ اُدہر سے جب یہ عنایات خسروانہ ہوئی

تو بزم قدس سے تہذیب ادہر روانہ ہوئی

(۲) کرامات (جمع کرامت کی) داغ ؎

اس بت کو ذرا دیکھ ہی لیں حضرت صوفی دیکھے تو کچھ سلب کرامات نہ ہوگی

؎ (امیر)

خرقہ مندیل ردا ست لیئے جاتے ہیں شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

(۳) خیرات (جمع خیر) ؎ (اسیر)

جام اگر ٹوٹ گیا کون کرامات گئی ؛ خیر خم کی رہے ساقی تری خیرات گئی

(۴) تحقیقات (جمع تحقیق کی) فقرہ، ملزم گرفتار ہو چکا ہے سی پولس میں تحقیقات ہو رہی ہے۔

(۵) صلوات (جمع صلوات کی) ؎ (جراءت)

شب کی صحبت پوچھتے کیا ہو دیکھ کے اس کا حسن ملیح

جوں جوں زباں پہ ورد ادھر تھا ادر ادھر صلوات رہی

(۶) واردات (جمع واردہ) ؎ (رند)

بیاں کیجئے کیا واردات اتنی ہے

وہ بولتے نہیں کچھ منہ سے بات اتنی ہے

(۷) آیات (جمع آیۃ) ؎ (ناسخ)
خارِ نورستہ نہ قرآں کو کرے منسوخ لوحِ محفوظ سے اتری ہے یہ آیات نئی
(۸) مخلوقات (جمع مخلوق) ؎ (ناسخ)
واقعی انسان ہے اشرف ساری مخلوقات سے لاکھ پریوں کو بھلا دیتا ہے اک انسان مجھے
(۹) حکایات (جمع حکایت) ؎ سودا
یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا نظروں میں سو طرح کی حکایات ہو گئی
کائنات (جمع کائنہ) ع۔ کچھ بڑی ایسی کائنات نہیں۔
؎ رونا اگر یہی ہے تو طوفان آئیگا ؛ اشکوں میں کائنات بھر گئی ہی ہی (رند)
(۱۱) حاضرات (جمع حاضرۃ) ؎ (جان صاحب
جب سے بچی کو سایہ کا ہے خلل آئے دن حاضرات ہوتی ہے
(۱۲) حوالات (جمع حوالت) ؎ (تسلیم)
نکلا تھا گھر سے کوچۂ گیسو کی سیر کو سنتا ہوں میں کہ دل کو حوالات ہو گئی
(۱۳) ظلمات (جمع ظلمت) ؎ (نیر)
مسی جو لگا کر مجھے باتوں میں اڑایا اڑ جائے دھواں بن کے یہ ظلمات تمہاری
(۱۴) موجودات (جمع موجودہ) ؎ (مشتاق)
دل میں آ کر بھید دل کا دلستاں لینے لگا ؛ گھر کی موجودات میرا میہماں لینے لگا
(۱۵) تعینات (دراصل جمع تعین، تعینات) جماعہ دار کی تعینات قلعہ پر کر دی۔
(۱۷) سکرات (جمع سکرۃ) فقرہ۔ دو روز سے سکرات لگی تھی۔
(۱۸) اشارات (اشارہ کی جمع) ایک مشہور کتاب کا نام، کتاب کا نام مونث ہے، ورنہ جمع مذکر مثلاً فری میسن لوگوں نے آپس میں خاص خاص

اِشارات مقرر کیے ہیں۔
(۱۹) مَعْلُومَات (جمع مَعْلُومَۃ) مثلاً آزاد کی معلومات لٹریچر میں بڑھی ہوئی تھی کبھی جمع مذکر بھی آتا ہے۔ فقرہ۔ میں نے اپنے معلومات جمع کر دیے ہیں۔
(۲۰) معقولات (جمع معقول) مثل معقول کے واحد مونث ہے۔ مثلاً شعار احمد نے معقولات مولوی عبد الحق خیر آبادی سے پڑھی۔
(۲۱) حالات (جمع حالت) یہ لفظ ہمیشہ جمع مذکر مستعمل ہوتا ہے۔ میر
یہ کس طرح سے راز کھولیں ہیں زبان سے :: حالات اس روش کے بڑے ہیں بیان سے

جمع مکسّر

جمع مکسّر (ٹوٹی ہوئی جمع) جس میں واحد کی بنا ٹوٹ جائے، عربی میں کل جمع مونث کے مطابق یہ اور باقی سب جمعیں مونث ہوتی ہیں۔ بعض لفظ مثل کِلَم (کَلِمہ کی جمع) بوجوہ چند اس کے خلاف پائے گئے ہیں اسی لئے اخلاق حمیدہ، اجرام فلکیہ، اعضائے رئیسہ، کُتُبُ مُتَدَاولہ، وغیرہ کی صفات مونث لائی جاتی ہیں۔ بعض ناواقفیت کی وجہ زادت اَلْطَافُکُمْ وَمِثْلُہَا کی جگہ زادَ اَلْطَافُکُمْ بھی کہہ جاتے ہیں، حالانکہ فاعل الطاف جمع مکسر ہونے سے فعل کا مونث ہونا ضرور ہے۔
اردو میں اس کا حال بجنسہٖ جمع مونث سالم کا ہے یعنی مذکر الفاظ کی جمع سب کے نزدیک مذکر ہی مستعمل ہے۔ مثلاً طَعَام، وَصف، جسم، فلس کی جمع اَطْعِمہ، اَوصَاف، اَجسَام، فلُوس۔ تذکیر ہی کے ساتھ آتے ہیں۔

مگر مونث الفاظ کی جمع میں عجب طوفان بے تمیزی بپا ہے۔ اہل لکھنؤ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جمع مکسر (و سالم) کو مذکر ہی استعمال کرنا چاہیے خواہ واحد کی حالت میں مونث ہی کیوں نہ ہو اور مدعی ہیں کہ قدیم الایام سے دہلی اور لکھنؤ دونوں میں اب تک یہی رواج رہا ہے لیکن اپنے ثبوت دعوے میں شعرائے دہلی کے کلام سے صرف چار لفظوں سے زائد نہ پیش کر سکے۔

(۱) کُتُب، ؎ (ذوق)

فائدہ کیا کہ جو دیکھے کتب ہر مذہب — فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت

مگر اس شعر سے کتب کی تذکیر کسی طرح ثابت نہیں ہوتی۔ جن صاحب نے اس شعر کو تذکیر کی سند میں پیش کیا ہے اُن کو مغالطہ لفظ دیکھے کی وجہ سے ہوا وہ اس کو ماضی سمجھے اور یوں (دیکھے کو) جمع مذکر خیال کر لیا مگر حقیقت میں دیکھے مضارع اور واحد کا صیغہ ہے اس کا فاعل آدمی یا انسان مقدر ہے جملے کی تقدیر و ترتیب اس طرح ہے فائدہ کیا؟ کہ جو آدمی کتب ہر مذہب دیکھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ فعل مضارع میں تذکیر و تانیث کا لحاظ مفعول کے مطابق نہیں کیا جاتا بلکہ فاعل کے لہٰذا یہاں فعل (دیکھے) کا کتب پر کوئی اثر نہیں ہے ورنہ آزاد دہلوی جیسا محقق اپنے استاد کے خلاف نہ کہتا ہے

؎ کُتُبِ عہدِ قدیم اس کی سجائی تھیں سب
عہدِ آئندہ کی تصویریں لگائی تھیں سب

(۲) اَقسام، ؎ (میر)

ہوئے اتنے اقسام ماہی شکار
نہ آوے قسم کھانے میں تا اعتبار

مگر میر کے زمانے تک تذکیر و تانیث کا زیادہ لحاظ نہیں کیا جاتا تھا! ان کے معاصرین

مرزا سودا مزار کو مونث سیر و خلش کو مذکر لکھتے ہیں۔ میر سوز جان کو مذکر لکھتے ہیں۔ ؎ مرا جان جاتا ہے یارو بچالو ۔ کلیجے میں کانٹا گڑا ہے نکالو۔
وَ قِسْ عَلَیْہَا الْبَوَاقِی۔

(۳) اشفاق۔ ؎ (داغ)
سلطان دکن کے ہوئے اشفاق بہت اشخاص نے مجھ سے کئے اخلاق بہت
ممکن ہے کہ قیام رامپور میں شعرائے لکھنؤ کی صحبت دیرینہ کا اثر ہو۔

(۴) قویٰ ؎ (غالب)
مضمحل ہو گئے قویٰ غالبؔ اب عناصر میں اعتدال کہاں؟
بالاتفاق مذکر ہے اگر ان چاروں کو اور نہ صرف ان چار کو بلکہ بعض اور الفاظ کو بھی مذکر مان لیا جائے تو کیا ان چند الفاظ کا قاعدہ کلیہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ اس سے زائد الفاظ جو جمع میں مونث مستعمل ہوئے ہیں لکھنؤ والوں کے کلام میں موجود ہیں۔ امیر مرحوم نے جو مسلم الثبوت شاعر تھے اپنے امیر اللغات میں اشیا، وغیرہ کو مونث ہی لکھا ہے۔ علیٰ ہذا، رشک، کیف، تسلیم، عاشق ناصر، سب ہی کے کلام میں اس قسم کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ ان کو کیوں کر غلط کہا جا سکتا ہے۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ جن کے کلام سے شواہد پیش کئے جائیں ان کے اہل لکھنؤ ہونے کا انکار کر دیا جائے۔

ادھر اہل دہلی کا استدلال ہے اور بجا ہے کہ جو لفظ واحد میں مونث ہے جمع میں بھی لامحالہ مونث ہی ہونا چاہئے۔ نہ مذکر بعض الفاظ جو اس کے خلاف مستعمل ہو گئے ہیں مستثنیٰ سمجھے جائیں۔ جیسا کہ خود اہل لکھنؤ بعض الفاظ کو جن کی مثالیں ہم نے نیچے لکھی ہیں۔ بجائے جمع مذکر کے واحد مونث کہتے ہیں اور مستثنیٰ بیان کرتے ہیں۔ مگر بعض اصحاب دہلی کا ادعا کہ شعرائے دہلی

میں سے کسی نے بھی جمعِ عربیہ کو جس کا واحد مونث ہو کبھی مذکر استعمال نہیں کیا یا تو سخن پروری کے طور پر ہے یا ندانند و بدانند کہ بدانند کی وجہ اس لیے کہ جو حضرات صاف انکار کرتے ہیں خود اُن کے کلام میں اس قسم کے نظائر موجود ہیں مولوی سید احمد صاحب نے اپنی فرہنگ میں کئی الفاظ مثلاً کُتُب، اقوام، قویٰ، تہام، (جمع تہم) وغیرہ کو مذکر لکھا ہے۔ غرض ان آئے دن کے اِنزاعات لفظیہ کا تصفیہ اور مباحثِ علمیہ کا خاتمہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ اس قسم کی جموع (مکسّرہ و سالمہ) کو جن کا واحد مونث ہو مونث و مذکر دونوں طرح جائز کرلیا جائے جیسا کہ شعرار و نثاران اردو کے کلام سے بخوبی ثابت ہے۔ جن کا انکار انکار بداہت ہے اس لیے کہ قواعد زبان کا انضباط محض رواج و استعمال اہلِ زبان پر موقوف ہے یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں اور نہ کوئی خاص وجہ ہے کہ جن الفاظ کو ایک بہت بڑا گروہ مونث کہتا ہے یا دوسری جماعت کثیر مذکر استعمال کرنا پسند کرتی ہے کوئی خاص قواعد کی گشتی و قانون وضع کرکے خاص و عام کو اس کا پابند کیا جاسکے، مندرجہ ذیل الفاظ جو اگرچہ جمع ہیں لیکن واحد مونث مستعمل ہیں :-

(۱) سَلاسِل (جمع سِلسِلہ) ؎ اسیر

بڑھ کے آئی ہے اِدھر کاکُل لیلےٰ شاید ؛ پائے مجنوں میں سَلاسِل کبھی ایسی تو نہ تھی

(۲) قَواعِد (قَاعِدہ کی جمع) پریڈ کے معنی میں قدر ؎

پلکیں تری جھپک گئیں جب ہم نے آہ کی ؛ بولی یہ ہو رہی ہے قواعد سیاہ کی

ورنہ ضوابط کے معنوں میں جمع مذکر ہی مستعمل ہے۔ مثلاً زید نے صرف و نحو کے قواعد ازبر کرلیے ہیں۔

(۳) خواص۔ (جمع خاصہ کی) (زنِ مدخولہ اور پیش دست کے معنوں

میں، فقرہ۔ نواب صاحب کی ایک خواص بھی تھی۔
فقرہ۔ خواصیں پنکھا جھلنے لگیں، تاثیرات کے معنوں میں اکثر جمع
مذکر، مثلاً حکیم برکات احمد صاحب نے عشبہ کے خواص بیان کیے ہیں اور
کبھی واحد مذکر، ؎ (لا اعلم)
اِدھر مخلوق میں شامل اُدھر اللہ سے واصل   خواص اس برزخ کبرا میں تھا حرف مشدد کا
(۴) بُڑھاپا (بالفتح صحیح ہے عوام کی زبان پر بکسر را مستعمل ہے) (میت
کی جمع) ؎ اختر شاہ اودھ۔
قبضہ ہے سب کا ملک نظم سبت پر   بافیض بس رہی ہے بُڑھاپا جہان کی
(۵) تراویح (ترویح کی جمع) فقرہ۔ آٹھ بجے تک تراویح ہو چکی تھی۔
(برق خاطف)
(۶) اَوقات (وقت کی جمع) ؎ میر
یاد کر روؤں ان کی کونسی بات   کس طرح کاٹوں ہجر کی اوقات
زندگی۔ گزران۔ حالت وغیرہ معنوں میں مونث ورنہ جمع مذکر جیسے
میں نے اپنے اوقات مقرر کر لئے ہیں۔
(۷) اَولاد (ولد کی جمع ؎ آتش
مضمون سے بس مرگ مرا نام ہے زندہ   کس کام کی ہے کام جو اولاد نہ آئی
؎۔ اختر شاہ اودھ۔ تمہاری نہ اولاد ہوتی اگر   فقط یہ دعا ہوگئی کا مگر
(۸) محاسن (حسن کی جمع) ڈاڑھی موچھ کے معنی میں۔ فقرہ۔ نئی مسن
ابھی نہیں نکلی تھی۔ ورنہ خوبیوں کے معنوں میں جمع مذکر جیسے میں نے بھی
آپ کے محاسن سنے ہیں۔
(۹) اَزواج (زوج کی جمع) نیت کے معنی میں جان صاحب۔ ؎

تیری ارواح مٹھائی میں پڑی رہتی ہے۔ مستورات جان کے معنی میں بھی واحد کہتی ہیں۔ جب کسی مرے ہوئے کا ذکر کرتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ارواح اُدھر ہی رہے ہماری رائے ناقص میں ان دو مواقع کے سوا جمع استعمال کرنا صحیح ہے۔

(۱۰) اَفواہ (فوہ کی جمع) اُڑتی سی خبر۔ ؎ تسلیم

وہ نہ آئیں ہیں اور نہ آئیں گے پتہ یوں ہی اَفواہ روز اڑتی ہے

جناب جلال نے مذکر لکھدیا ہے جو درست نہیں ہے۔

(۱۱) فُتُوح (فتح بمعنی ظفر کی جمع) اس صورت میں وہی جمع مونث مستعمل ہے فقرہ:۔ مسلمانوں کی کئی فتوح ہوئیں۔ (تاریخ عرب ترجمہ سید مجتبیٰ احمد صاحب ٹونکی) اور بالائی آمدنی کے معنے میں واحد مونث۔ ؎ صابر۔

کیا اُمید فتوح ہو اس سے آپ مکسور لفظ ہے دل کا

اس صورت میں مصدر ہے مثل وصول، حصول، دخول، نزول، شعور، فتح کی جمع نہیں۔

(۱۲) اَملاک (ملک کی جمع) ۔ ع ۔ سحر ۔ عنایت کی اِملاک ایک ایک کو

(۱۳) اَسناد (سند کی جمع) فقرہ ۔ انھوں نے حدیث کی بھی اسناد حاصل کی تھی (مکتوب مولانا غلام مرتضیٰ صاحب گویاموی)۔

اشتباہ ۔ جب ان کو مِلک اور سَند کی جمع قرار دیں، ورنہ افعال کے وزن کی صورت میں بحث بانحن فیہ سے متعلق نہیں۔

(۱۴) مَواجِب (موجب کی جمع) یعنی تنخواہ۔ فقرہ ۔ سعد کی مواجب زیادہ نہ تھی۔

(۱۵) مَناہی (منہی کی جمع) فقرہ۔ اس بارے میں مناہی آئی ہے (شمس العلما نذیر احمد)

(۱۶) حُور (حُورا کی جمع) ؎ امیر
صبح غربت ہے کہ حور آغوش پھیلائے ہوئے   شام غربت ہے کہ لیلےٰ زلف بکھرائے ہوئے

(۱۷) سوانح عمری۔ لائف عام طور پر واحد مونث کہتے ہیں مگر ہماری رائے میں جمع مذکر درست ہے۔ کیونکہ سوانح جو سانحہ کی جمع ہے۔ مونث کیوں کر ہو سکتا ہے۔ خواہ عمری ہوں یا زندگی۔

الفاظ مندرجۂ ذیل واحد مذکر مستعمل ہیں

(۱) آفاق (جمع اُفق کی) علم ہیئت میں وہ مقام جہاں آسمان زمین ملا دکھائی دیتا ہے، کنارے۔ چونکہ دنیا ان کناروں کے اندر واقع ہے اس لیئے مجازاً دنیا جہان، عالم کے معنی ہو گئے۔ اوّل معنی میں جمع مذکر ہے مگر معنی دوم میں واحد مذکر مستعمل ہے۔ ؎ سودا

ٹکڑے ہوئے جگر کے آسودہ بھلے کو
خوناب دل سے ورنہ آفاق بہ گیا تھا

(۲) آداب (اَدَب کی جمع) (۱) یعنی سلام۔ فقرہ زید کو میں نے خط میں آداب لکھا ہے۔ (۲) خط کے متعلق۔ ناصر ؎

وحشت دل تھی مری طرز عبارت سے عیاں
اگر القاب تھا نامے میں تو آداب نہ تھا

باقی معنوں میں جمع ہی مستعمل ہے۔ جیسے قدیم بادشاہوں کے آداب جدا تھے (تاریخ عرب مترجمہ سید مجتبیٰ احمد صاحب ٹونکی)

(۳) القاب (لقب کی جمع) خط کے متعلق مثال کے لئے ناصر کا شعر

اوپر گزرا ہے۔

(۴) آثار۔ (اثر کی جمع۔ بمعنی نشان، علامات) عوام کی زبان پر واحد ہے۔ ورنہ جمع ہی فصیح ہے۔ جیسے بابل کے آثار اب تک کوفہ کے قریب پائے جاتے ہیں۔ ؎ (قلق)

گو کہ ساماں خاکساری ہیں پر سب آثار شہریاری ہیں

البتہ عرض دیوار کے معنی میں واحد مذکر ہی سنا جاتا ہے مثلاً اس دیوار کا آثار کتنا رکھا ہے۔

(۵) اَخلاق (خلق کی جمع) ؎ اختر

مل مل گئے گلے سے کرگئی قتل اخلاق نہ بھولے گا چھری کا

ہمارے نزدیک جمع کا استعمال فصیح ہے۔

(۶) اَحوال (حال کی جمع) ؎ مصحفی

بہار آئی خدا جانے کہ کیا گزری اسیروں پر نہیں معلوم کچھ اب کے برس احوال تو انکا

(۷) اَخبار (خبر کی جمع) بعض اصحاب اس کو بالکسر افعال کے وزن پر کہتے ہیں۔ جو محض تکلف ہے۔ ؎ نیر

بیکسی میں تو نہ تھے کاتب اعمال بھی تھ ؛ کس نے اخبار لکھا عالم تنہائی کا

(۸) اَسباب (سبب کی جمع) صرف سامان کے معنی میں ؎ تیر

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت ؛ اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

ورنہ جمع جیسے کچھ ایسے ہی اسباب ہوئے کہ میں جا نہ سکا۔

(۹) اَوصاف (جمع وصف) ؎ سودا

کشف کا ہوا ہے یہ اوصاف اب ؛ کہ جھینگوں نے کی بیخ کنی اب

غالباً سب جمع کا استعمال صحیح ہے۔ جیسے آپ کے اوصاف بیان فرمائیے۔

(۱۰) جنان (جنت کی جمع) ؎ ناظم
ہیں وہ بلبل کہ گل اپنا ہی گلستان اپنا ۔ حوریں اپنی ہیں جنان اپنا ہی رضواں اپنا
مؤلفین کے عندیہ میں جمع کا استعمال درست ہے۔
(۱۱) اوزار (وزر کی جمع) واحد و جمع دونوں مستعمل ہیں۔ فقرہ۔ زبان ایسا اوزار ہے (نیرنگ خیال) مگر اصل میں یہ لفظ فارسی ہے عربی وزر کی جمع نہیں ہے۔
(۱۲) اَسْرَار (سر کی جمع) بعض اصحاب واحد استعمال کرتے ہیں۔ جیسے واللہ اعلم کیا اَسْرَار ہے مگر غیر فصیح ہے۔
(۱۳) مَواد (مادّہ کی جمع) مواد جمع کر لیا گیا ہے، اب لغت کی ترتیب شروع کر دی جائے گی۔
(۱۴) عَمَلہ بہ فتحات ہر سہ مگر روزمرہ میں بسکون اوسط عامل کی جمع مثل طَلَبہ، وَرَثہ۔ اس معنی میں واحد و جمع دونوں طرح بولا جاتا ہے۔ جیسے سارا عَمَلہ ناراض ہو رہا ہے۔ کچہری کے عَمَلہ فَعَلہ اکثر کارروائیوں کو خراب کر دیتے ہیں (مولانا نذیر احمد) مگر سامان کے معنی میں واحد ہی مستعمل ہے جیسے مکان کا عَمَلہ سب بہہ گیا۔
(۱۵) مَشَام در اصل مَشَائم مَشَم کی جمع۔ ؎ برق
سوئے غدار باصرہ چشم حور ہے ۔ مشتاق ہی مشام نمک بوئے یار کا
(۱۶) اَوْبَاش (بہ قاعدہ قلب بوش کی جمع) جیسے خالد بڑا اوباش ہے۔ دیکھو اصل فرہنگ۔
(۱۷) اَشْرَاف (شریف کی جمع ہے) جیسے زید نہایت اشراف ہے۔
(۱۸) اَولیا (ولی کی جمع) بعض بطور واحد استعمال کرتے ہیں جیسے مرالدین اولیا غیر فصیح ہے۔

اُصُولِ فارسی

ظرفِ مکان اور اس کی تذکیر و تانیث

اِن الفاظ کی تذکیر و تانیث، جن کے آخر میں کلمات ظرف آئیں، حسبِ ذیل ہے
(۱) گاہ۔ مونث، مثلاً آرام گاہ، اشرم گاہ، رزم گاہ، گزرگاہ، شکار گاہ، (فقرہ۔ شاہان قدیم کی شکارگاہیں اور دربار منقوش ہیں) زیارت گاہ، خواب گاہ، عید گاہ، کارگاہ، درگاہ، بارگاہ، صید گاہ، سجدہ گاہ، دستگاہ، خرگاہ، رصد گاہ، بزم گاہ، خانقاہ (در اصل خانہ گاہ) وغیرہ وغیرہ سب مونث آتے ہیں۔ مگر چند الفاظ کو مسلم الثبوت شعرا اور انشا پردازوں نے اس کے خلاف مذکر لکھا ہے؛ مثلاً

عرصہ گاہ۔ (ذوق)

یہ حیات چند روزہ جو نہ سدِ راہ ہوتی تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا

قدم گاہ۔ فقرہ۔ (سخن دان فارس)

باقبال بزرگوں کا قدم گاہ سمجھ کر یہ ملک پیارے بیٹے کو دے دیا تھا۔

تخت گاہ۔ فقرہ۔ بخارا جو کہ سامانیوں کا اصلی تخت گاہ تھا (حالی)

درس گاہ۔ فقرہ۔ مسلمانوں کا درس گاہ تھا۔ (مولوی نذیر احمد خاں)

علیٰ ہذا۔ بندرگاہ، چراگاہ وغیرہ کو مولانا محمد علی خاں صاحب اثر اور دیگر اصحاب نے مذکر لکھا ہے۔ ہماری رائے میں اس قسم کے کل الفاظ کے لئے تانیث ہی مناسب ہے۔

(۲) کدہ۔ مذکر۔ مثلاً آتش کدہ۔ بت کدہ۔ صنم کدہ، عشرت کدہ، دو لتکدہ، گ

غم کدہ، میکدہ، خلوت کدہ وغیرہ وغیرہ۔

(۳) دان۔ مذکر۔ مثلاً، قلمدان، عطردان، بچہ دان، روشندان، اگردان، اگالدان، کیف دان، وغیرہ وغیرہ۔

(۴) خانہ۔ مذکر، آبدار خانہ، عجائب خانہ، کتب خانہ، آتش خانہ، سلاح خانہ، شفاخانہ، کفش خانہ، فیل خانہ، شتر خانہ، وغیرہ وغیرہ

(۵) سار۔ مذکر، مثلاً، کوہسار، شاخسار، چشمہ سار۔

(۶) سرا۔ مونث، محل سرا، کاروان سرا، عشرت سرا، ماتم سرا، دولت سرا، مہمان سرا وغیرہ۔

(۷) ستان۔ مذکر، مثلاً، گلستان، بوستان، ریگستان، پرستان، شبستان، قبرستان، عربستان، سیستان، کوہستان، باغستان، فقرہ۔ خراسان تک انھیں کی تواریخ کا گورستان ہے (آزاد دہلوی)

(۸) زار۔ مذکر، مثلاً، گلزار، سبزہ زار، لالہ زار، علف زار، مرغزار، شورہ زار۔

مستثنیٰ:۔ کارزار، کشت زار، مختلف فیہ ہیں۔ مگر ترجیح مذکر ہی کو ہے۔

دبیر ؎

یہ کہہ کے رہوار کے اوپر ہوا سوار ٭ بھر جائے فوج ظلم سے کی رن میں کارزار

آزاد دہلوی ؎

جب گرم کارزار ہوا خون بہائیے
اور دشمنوں کے خون سے جیحوں بہائیے

ع۱ بعض اصحاب محل سرا کو مذکر استعمال کرتے ہیں۔ جو محض غلط ہے ۱۲

حالیؔ: ایسے حال خیز دنیا میں نہ ہوں گے کشت زار
جیسے مردم خیز تھے اسلام کے شہر و دیار

(۹) بار۔ مذکر، مثلاً، دربار، رود بار، دریا بار۔
(۱۰) آباد۔ مذکر، مثلاً، اورنگ آباد، اکبرآباد، حیدرآباد۔
(۱۱) شن۔ مذکر، مثلاً، گلشن۔
(۱۲) اسم۔ امر | الف، مونث، مثلاً، بدررو، قلم رو وغیرہ،
ب، مذکر، مثلاً، پا انداز، زیر انداز وغیرہ

حاصل مصدر فارسی اور اُس کی تذکیر و تانیث

قیاسی (۱) ماضی | مونث، مثلاً، اِستاد، اُفتاد، کاشت، کشت، گشید، کوفت، ساخت، بُرد، داد، دانست، دوخت، دید، زیست، سوخت، سرشت، شناخت، فہمید، گرفت، نمود، یافت، زد، ساخت، گشت۔

مستثنیٰ:۔ شگفت (تعجب) مذکر۔

قیاسی (۲) اسم ماضی
حرف ماضی
صفت ماضی | مونث، مثلاً، بازدید، برآمد، پرداخت، بازگشت، جا مداد، چشم داشت، خوش آمد، بزرگ داشت، درخواست، زود داد، برداشت، برآورد، بہبود، سرگزشت، سرنوشت، پیش رفت، گلگشت، دست برد، یادداشت، نگہداشت، واگزاشت، دار بست، قرارداد، صوابدید، فروگزاشت، ۵ رند

چلئے شب جمعہ تو مزارِ شہدا پر
گلگشت کریں آپ مزارِ شہدا کی

مستثنیات:- (۱) واسوخت (مگر بقول مولانا سید مجتبیٰ احمد صاحب ٹونکی) مونث، گشت و خون (مگر گشت تنہا مونث ہے)

قیاسی (۳) دو ماضیاں | مونث، مثلاً، آمد آمد، آمد و رفت، خورد و برد، شد بد، خرید و فروخت، داد و ستد، گفت و شنید، شکست و ریخت، نشست و برخاست، نوشت و خواند، ہست و بود، زد و کشت، آمد و شد وغیرہ

سماعی (۴) ماضی-آر | مذکر، مثلاً، دیدار، پندار، کردار، مونث، مثلاً، گفتار، رفتار، وغیرہ۔

قیاسی (۵) امر | مذکر، مثلاً، آرام، آزار، آشوب، آغاز، آماس، آچار، انبار، انجام، آروغ، انداز، رنج، پاس، کش، پرداز، پرہیز، ترس، خرام، ساز، شگاف، شوب شکیب، شور، فشار، فرمان، گزار، لاف، گزاف، ناز، نیاز، نوش، ہراس، فریب، رنگ، شمار، طراز، نہاد، بند، پیوند وغیرہ وغیرہ

مستثنیات:-

(۱) آفرین۔ ؎ (امیر)

عجب انداز سے مقتل میں اسکی تیغ کیں نکلی :: کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفریں نکلی

(۲) اَفشاں۔ ؎ (مونس)

تاروں کے ٹوٹنے کی جو میراں کو بھاگئی ؛ اَفشاں لگا لگا کے چھڑائی تمام رات

(۳) پرواز۔ ؎ (ظفر)

دے خدا اگر بال و پر تو مثلِ مرغِ نامہ بر ؛ یاں سے ہم پرواز بامِ یار پر سیدھے کریں

(۴) پسند۔ ؎ (ظفر)

اس لئے اس سے طبیعت ہوئی بیزار اپنی ؛ کہ پسند ان کو نہیں وہ جو پسند اپنی ہے

(۵) پناہ۔ ؎ (ظفر)

نہیں کہیں ہے تری چشمِ فتنہ زا کی پناہ ؛ یہ وہ بلا ہے کہ بس لے ستم خدا کی پناہ

(۶) پند۔ ؎ (ناسخ)

غرض پند ناصحوں نے ہر چند کی ؛ ہوئی پر نہ تاثیر کچھ پند کی

(۷) رَو۔ ؎ (اختر)

پہلے اِک تیرِ نظر کیا چل گیا ؛ ساتھ ہی مژگان کی رو بھی پڑ گئی

(۸) زیب۔ ؎ (اسیر)

تجھ سے اے رشکِ چمن زیبِ چمن بڑھتی ہے ؛ سرو کی طرح ہر اک شاخ سمن بڑھتی ہے

(۹) نفرین۔ ؎ (مصحفی)

بس کہ نازک ہو گئی حالت دلِ بیتاب کی ؛ اب اٹھا سکتا نہیں نفرین عزیز احباب کی

(۱۰) تاب۔ ؎ (غالب)

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا ؛ نے بھاگنے کی گون نہ اقامت کی تاب ہے

(۱۱) خراش۔ مختلف فیہ مگر تانیث کو ترجیح ہے۔ ؎ (ذوق)

لبریزِ صد نشاط برنگِ ہلالِ عید ؛ سینے میں میرے ناخنِ غم کی خراش ہے

(۱۲) گزند۔ مختلف فیہ ہے لیکن مونث کو ترجیح ہے۔ ؎ (صبا)

گیسوے یار سے کس کس کو گزند پہنچیں ہیں ۔۔ اڑ گئے کانٹا کئے یہ افعی گیسو کیا کیا

(۱۳) گزر۔ بمعنی (اوقات بسری) مونث ۔ ؎ (اختر)

گدا و شاہ کی ہوتی گزر ہے مانگے پر ۔۔ کہ مانگتا یہ رعایا سے وہ خدا سے ہے

گزر۔ بمعنی (رسائی) مذکر ؎ (حالی)

ہوا جو ایک دن اس راہ سے گزر اُن کا ۔۔ درم اک اس نے بھی چاہا کہ کیجئے نذر فقیر

(۱۴) گریز۔ (مصطلح عروض) مذکر۔

گریز۔ (فرار) مونث۔ ؎ (نذیر احمد صاحب)

دنیا سے ان کو ہوتی ذرا بھی اگر گریز ۔۔ اسلام کی تو ہو ہی چکی ہوتی رستخیز

(۱۵) آغوش۔ مختلف فیہ مگر تذکیر کو ترجیح ہے۔ ؎ (ظفر)

شاہد مقصود ہے کسکی بغل میں اے ظفر ۔۔ دیکھ ہے آغوش چرخ پیر بھی خالی پڑی

؎ میں وہ محروم محبت ہوں لڑکپن ہی کا ۔۔ واکسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا (رنجور)

(۱۶) زیر و شکن وغیرہ

سماعی[1] (۶) اسم۔ امر | مونث، مثلاً۔ پس انداز، پابوس، پیش کش

سرانجام، سرپیچ، ؎ (میر حسن)

سروں پر وہ سرپیچ معمول کے ۔۔ خوشی سے ہوئے گال گل پھول کے

سماعی (ب) حرف۔ امر | مونث۔ مثلاً، درگزر، دست آویز۔

دست رس۔ دور باش، باز پرس۔ ؎ (تسلیم)

---

[1] سماعی سے مراد یہ ہے کہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ ۱۲

بدلی کی انگوٹھی ڈھیلی پائی ٭ دستاویز اس کی ہاتھ آئی

قیاسی (۷) دوام | مذکر، مثلاً، پیچ و تاب پیچ و خم تاب و تواں، پیچ و خم، جوش و خروش، خورد و نوش، بوس و کنار، ساز باز، سوز و گداز۔ ؎ اختر
اختر کا حال سن کے ہوئے سوم سنگدل ٭ کس قہر کا بیان میں سوز و گداز تھا

مُستثنیات:-

(۱) تراش خراش۔ ؎ (یونس)
کیوں کہ لکھوں تراش خراش اس کی چال کی ٭ کٹ جائے گی زبان قلم بیمثال کی

(۲) تک و دو ؎ (ظفر)
ہر چند ہے نصیب پہ موقوف وصل یار ٭ پر چھوڑئیے نہ اسکی تک و دو کسیطرح

(۳) دار و گیر ؎ (اختر)
چلا ہے کوچہ گیسو کو دل مرا خوش خوش ٭ خبر نہیں کہ وہاں دار و گیر ہوتی ہے

(۴) تگاپو۔ گیر و دار۔

قیاسی (۸) امر۔ نہی | مذکر۔ مثلاً، دار و مدار۔ یا دار مدار۔ کج دار و مریز ؎ (دبیر)
چھل راستی کا یہ الف اعتبار تھا ٭ اس پر ہماری اوج کا دار و مدار تھا

مستثنیٰ:-

(۱) کشمکش۔ ؎ (داغ)
ہوئی لوگوں کی چپقلش کیا کیا
رہی آپس میں کشمکش کیا کیا

قیاسی (۹) امر-ش- ماقبل مکسور آخر | مونث، مثلاً، آرائش،

آزمائش، آسائش، آفرینش، آلائش، آمرزش، آمیزش- افزائش، بارش، کاوش، کاہش، کشش، گوارش (جوارش اِسی کا مبدل ہے) (دوادوش) برش، پیدائش، پیمائش، پرستش، پرورش، خارش، فرمائش لرزش، ے (امیر)

حکم ہے باتیں کرو اغیار کی ؛ واہ فرمائش ہے کیسی یار کی

مستثنیات :-

(۱) خلش- مختلف فیہ ہے مگر مونث کو ترجیح ہے۔

(۲) بالش- حاصل مصدر کی حالت میں مونث اور اسم کی صورت میں مذکر ے

زیر سر پھٹ کے سارا بالش سر اڑ گیا
ہم نہ تڑپے دھجیاں ہو ہو کے بستر اڑ گیا

قیاسی (۱۰) ماضی- امر | خواہ ایک ہی مصدر سے ہو یا مختلف

مؤنث، مثلاً، پخت و پز، جست و جو، جست و خیز، بود و باش، زد و کوب، شست و شو، گفتگو، ے (امیر)

گردش سے ہے مہر و مہ کی ثابت ؛ اُن کو بھی ہے جستجو تمہاری

مستثنیٰ :-

(۱) بندوبست۔ ے (بحر)

انتظام آپ کی سرکار میں لازم ہے ؛ بندوبست آپ کا گھر میں ہو یا باہر اپنا

(۱۱) دوام بالف اتصال۔ مونث۔ مثلاً، کشاکش، رَوارو۔ ؎ (انیس)
غل تھا کہ برستی ہوئی آتش نہیں دیکھی ⁂ یہ کاٹ یہ کس بل یہ کشاکش نہیں دیکھی

(۱۲) امر۔ ک، مونث، مثلاً۔ پوشاک، خوراک ؎ (تسلیم)
آپ نے غیر کو جو دی دشنام ⁂ وہ یہ سمجھا مجھے خوراک ملی

مذکر، مثلاً، تپاک، سوزاک، ؎ (ناسخ)
ترے جلانے کو اے سنگدل صنم ہم نے ⁂ اک اور صاعقۂ طور سے تپاک کیا

قیاسی (۱۳) امر۔ ہ | مذکر، مثلاً، اندیشہ، گریہ، خندہ، اندازہ، بوسہ، لرزہ، نالہ۔ ؎ (امیر)
لگی دل کی بجھائے بیکسی میں کون ہے ایسا ⁂ مگر اک گریۂ حسرت کہ بتیا بانہ آتا ہے

قیاسی (۱۴) حاصل مصدر اسمی | مونث، مثلاً، سفیدی، سیاہی، فرعونی، بدذاتی، خردی، بزرگی، بندگی، افسردگی وغیرہ ؎
شفا ہو عیسی اگر دل تنگ ہے ⁂ ہماری بندگی پہونچے نہیں سے (داغ)

حاصل مصدر ہندی اور اس کی تذکیر و تانیث

قیاسی (۱) امر۔ | مونث، مثلاً، اینٹھ، بانٹ، بوجھ، پرکھ، پکار، پکڑ، بھڑک، پیچ، پھوٹ، پھونک، ٹال، ٹٹول، ٹیک

جانچ، جھپک، جھپٹ، جھجک، داب، ڈانگ، رگڑ، سبجھ، کاٹ، عداوت، کرید، لاگ، لتاڑ، لٹک، پہچان، مروڑ، ہار، جیت، لچک، لپک، ڈانک، گھٹک، دوڑ، سکوڑ، یچھوڑ وغیرہ

جلال۔ ع۔ میری ترقیوں نے ہی میری کاہی کاٹ کی۔

مستثنیات: اُبال[1]۔ اُتار[2]۔ بچار[3]، بدل[4]، بگاڑ[5]، بگھار[6] بول[7]، پھیر[8]، توڑ[9]، جوڑ[10]، کاٹ[11]، (تراش) نچوڑ[12]، موڑ[13]، مذکر ہیں۔

[1] (منیر) بڑھا ہے جوش جنوں دل میں سر مرا کا نوٹ
اٹھا لو دیگ سے سرپوش اُبال آیا

[2]۔ (ذہنر) ترقیوں یہ ہے ہر دم ابھار سینے کا
کرا ٹھائے گی کس طرح بار سینے کا

[3] (ناسخ) یہی وظیفہ ہے دن رات مجکو مستی میں
چڑھاؤں جام کوئی نشہ کا اُتار آیا

[4]۔ فقرہ۔ تم نے بچار نہیں کیا۔

[5]۔ (سرور) لب شیریں سے اس نے دی گالی
میں نے بوسے کا یہ بدل پایا

[6]۔ ع۔ اے یار بات بات یہ ہوتا ہے اُب بگاڑ۔ (امیر)

[7]۔ فقرہ۔ بگھار جلگیا۔

[8]۔ (شوق) عشق اک روز رنگ لائے گا
یہ بڑا بول پیش آئے گا

[9] (وزیر) ہمکو جو آستین سے پہنچا ہے کوس تک
اے اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا

نمبر ۱۰۔ ع۔ ان نتھے سے تیر دل میں بھی ہے توڑ بلا کا۔ (امیر)
۱۱۔ ع۔ تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا۔ (امیر)
۱۲۔ ع۔ دکھاتا ہے جو ہمیں کاٹ تیغ قاتل کا (وزیر)

قیاسی (۲) دوام | مونث (۱) ایک ہی مصدر سے مثلاً بک بک جھک جھک،

ے (داغ)
نہیں اچھی ہے تیری یہ بک بک ؛ سن کے افسانہ میر اکہتے ہیں

(ب) مختلف مصادر سے مثلاً اچھل کود، ادھیڑ بن، اکھاڑ پچھاڑ، الٹ پلٹ، بول چال، بھول چوک، پوچھ گچھ، تاک جھانک، ٹوٹ پھوٹ جان پہچان، جھاڑ پھونک، چمک دمک، چھان بین، چھیڑ چھاڑ، چیر پھاڑ دیکھ بھال، ڈانٹ ڈپٹ، روک تھام، روک ٹوک، ریل پیل، کاٹ چھانٹ لاگ ڈانٹ، لوٹ مار، لے دے، مار دھاڑ، نوچ کھسوٹ وغیرہ۔

ے (اختر)
کچھ ایسے وہ نا آشنا ہو گئے ہیں
نہ تھی جان پہچان گویا کبھی کی

مستثنیٰ:۔ میل جول، (ملنا جلنا ہے میل مستے اور جول میں و زیادہ ہے)

ے (اختر)
تم کو دعوےٰ ہے پارسائی کا ؛ اور غیروں سے میل جول بھی ہے

قیاسی (۳) امر آؤ | مذکر، مثلاً۔ بچاؤ، اٹکاؤ، بجاؤ، برتاؤ، بہاؤ، چھاؤ، بھاؤ، بھٹکاؤ، بہاؤ، پتھراؤ، اپٹاؤ، پڑاؤ، پساؤ، پھیلاؤ، پھراؤ، جماؤ، چل چلاؤ، چھڑکاؤ، رکاؤ، رکھ رکھاؤ، سمراؤ، لگاؤ، گھاؤ۔

حاصل مصدر کی تخصیص نہیں بلکہ ہر اسم خواہ کسی زبان کا ہو، جو اس وزن پر آئے، مذکر ہوگا۔ مثلاً پلاؤ، اَلاؤ، نان پاؤ وغیرہ تاؤ، باؤ، ادوا، گاؤ (گھاؤ)
مستثنے: میں واو کو جو حرف علت ہے، بعض مونث کہتے ہیں مگر مذکر درست ہے۔ ہ (ظفر)

زہراب دے نہ تیغ نگہ کو عتاب سے ؛ اچھا نہ ہوگا دل پہ اگر گھاو پڑ گیا

قیاسی (۴) (۹) ا م ۔ ن ساکن

مونث، مثلاً جلن، تھکن، اینٹھن، بچھوڑن، پھبن، پھنکن، پھڑکن، پھنکش، ٹیکن، دھڑکن، سیون کترن، گھرچن، گھٹن، لگن، مرن، اُلجھن، سُوجن، چھیلن وغیرہ ہ (مومن)

یوں داغ عدو کا شکر لے دل ؛ نہ یہ شرم تجھے جلن نہ آئی

مستثنے (۱) اُترن (اختر شاہ اودھ) نے مذکر لکھا ہے۔ مگر مونث کو ترجیح ہے۔

(۲) بندھن۔ ہ (حالی)

اب تک اس چہار طرف کی سینکڑوں کوئی بندھن ؛ جہل سے لڑنے کو تھی ایک فوج لیکن بے سری

(۳) چلن ہ (امیر)

بدن میں روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر ؛ چلن دکھانے کو آئی تھی بے وفائی کا

(۴) دھوون ا ہ (آتش)

عمر خضر سے اس کی زیادہ ہو زندگی ؛ دھوون پیے جو یار کی زلف دراز کا۔

(۵) موندن۔ فقرہ۔ لڑکے کا موندن (حقیقت) ہے

(۶) گہن ہ (امیر)

چاند سا رخ ہے تو زلف تو بوسہ ہو عطا ؛ کیجیے صدقے کی تدبیر گہن پڑتا ہے

(ب) امر۔ نون موقوف۔ موٗنث، مثلاً۔ لین دین، اُٹھان، اُڑان گزران وغیرہ ؎ (ریاضؔ)

تری اٹھان ترقی کرے قیامت کی ؞ ترا شباب بڑھے عمر جاوداں کیطرح

مستثنیٰ:۔ (۱) لگان (۲) لین دین (اگرچہ لین دین اِنفراداً انفراداً دونوں موٗنث ہیں۔ مگر مرکب مذکر ہے) (۳) پکوان۔ غفرہ شادی کا پکوان ہو رہا ہے۔

(۵) (ا) **امر۔ ہَٹ / صفت۔ ہٹ قیاسی** موٗنث — مثلاً تلملاہٹ، تمتماہٹ، جگمگاہٹ، سنسناہٹ، گھبراہٹ، مسکراہٹ وغیرہ مثلاً اُداہٹ، چکناہٹ۔ ؎ (اخترؔ)

گلِ سوسن میں رنگت ہے غضب کی ؞ اُداہٹ ہے مسی آلودہ لب کی

(ب) **امر۔ آوٹ / امر۔ آوت** — موٗنث، مثلاً بناوٹ، رکاوٹ، بُناوٹ، جماوٹ، کھنچاوٹ، دکھاوٹ، سجاوٹ، گھساوٹ، گندھاوٹ، گھلاوٹ، لگاوٹ، کہاوت وغیرہ ؎ (مومنؔ)

یوں الگ رہتے ہیں عاشق سے بناوٹ کب تھی ؞ روز بے وجہ بگڑنے میں لگاوٹ کب تھی

(ج) **امر۔ آپ یا آپا** — مذکر، مثلاً۔ ملاپ، جلاپا ؎ (داغؔ)

حشر میں اس دھوم سے ان کا سراہو گا ملاپ ؞ اہلِ محشر کا کہتے گا دن مبارک باد ہیں

(د) **امر۔ داس / صفت۔ اس** — موٗنث، مثلاً۔ بکواس، متاس، ہگاس، کھٹاس، مٹھاس، نکاس، انچاس، نچاس وغیرہ وغیرہ ؎ (داغؔ)

سُن چکے بکواس تیری اٹھ ہمارے پاس سے — دردِ سر ہونے لگا ناصح تری بکواس سے

(ہ) امر۔ آوا | مذکر، بھلاوا، پہناوا، دکھاوا ۔ (اختر) ع

پہناوا آپ کا یہ ہو آپ کو مبارک۔

(و) امر۔ ک | مؤنث، مثلاً، بیٹھک۔ ؎ (نیّر)

پریوں میں شادیاں ہوں تو جلسے کرے اگر — بیٹھک ہو کوہِ قاف میں تیری نشست کی

(ز) امر۔ ت | مؤنث، مثلاً، بچت، چلت، پھرت، بنت،

ذِلّت، سنگت، کھپت، لاگت، چاہت، وغیرہ ؎ (داغ)

کیا آپ نے ترک اپنا سنگار — چلو صرف میں کچھ بچت ہوگئی

قیاسی (۶) ماضی | مذکر، مثلاً۔ کہا، جھگڑا، چاہا وغیرہ

قیاسی (۷) اسم پن یا پنا | مذکر، مثلاً، بانکپن، لڑکپن، بچپن،

اور دیوانہ پن، بھولاپن، بچپن وغیرہ وغیرہ ؎ (اختر)

یہ جوانی یہ امنگیں عمر یہ — اور غضب اس پہ یہ بھولاپن ترا

بچپنا، لڑکپنا وغیرہ۔ فقرہ بچپنا بھی عجیب ہوتا ہے۔

قیاسی (۸) اسم۔ ہٹ | کنوارہٹ۔

قیاسی (۹) دو امر با الف اتصال۔ دو امر با اتصال مؤنث

مثلاً بھاگ کا بھاگ، مار امار۔ فقرہ۔ میلے میں مارا مار ہو رہی تھی۔
مونث، مثلاً، چل بچل۔

قیاسی (۱۰) امر۔ ڑ مونث، مثلاً۔ بھاگڑ ؎ (اسیر)
پیری کی مگر فوج اسیر آئی ہے نزدیک ٭ دل مردہ ہے بھاگڑ صف دنداں میں مچی ہے

قیاسی (۱۱) امر۔ س مونث، مثلاً۔ ٹس ٹپس، وغیرہ (اس صورت میں حروف علت امر سے گر جاتے ہیں) ؎ (داغ)
میرے رونے سے ماتم دل میں ٭ سخت ٹپس پڑی ہے محفل میں

افعال ناقصہ کی تذکیر و تانیث

جملہ اسمیہ میں افعال ناقصہ کی تذکیر و تانیث کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہے، کبھی اسم کے لحاظ سے ہوتی ہے، کبھی خبر کی رعایت سے، مگر ہماری رائے میں مناسب اسم ہی کے موافق ہے۔

(۱) امثال مندرجۂ ذیل میں افعال ناقصہ کی تذکیر و تانیث اسم کی رعایت سے لائی گئی ہے۔

(۱) زبان اردو ابتدا میں کچا سونا تھی (آب حیات دور سوم کی تمہید) زبان اسم اور مونث ہے اس لیے (تھی) کہا۔

(۲) ذوق ع ظلمت عصیاں سے میری، بن گیا شب روز حشر
یعنی روز حشر شب بن گیا۔ یہاں روز حشر اسم ہے اور شب خبر اسم کی

رعایت سے (بنگیا) کہا۔
(۳) خلفا فقط دار السلام بغداد میں تبرک بنکر رہ گئے۔ یہاں خلفا اسم اور جمع مذکر ہے، اس لئے (رہ گئے) فعل بھی مذکر لایا گیا۔ تبرک کا جو خبر اور واحد مذکر ہے، لحاظ نہیں کیا گیا۔
(۴) ہ (حالی)
قلق اور دل میں سوا ہو گیا ٭ دلاسا تمہارا بلا ہو گیا
سمجھتے تھے جس غم کو ہم جانگزا ٭ وہ غم رفتہ رفتہ غذا ہو گیا
(ب) اور ان امثال اپنی خبر کی رعایت سے تذکیر و تانیث آئی ہے
(۱) ع:۔ آنکھ کی پتلی جو تھی، جادو کا پتلا ہو گیا۔
یہاں پتلی اسم اور پتلا خبر ہے، خبر کے لحاظ سے (ہو گیا) لکھا گیا۔
(۲) فقرہ۔ نامور شعرا کا ذکر بھی ہی صحبت تھی۔
(۳) ذوق ہ
دریائے غم سے پار اترنے کیو اسطے ٭ تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا
(۴) ناسخ ہ
ہجر میں ہر شعاع شمس نے مجھے ٭ ہو گیا ہے خدنگ سونے کا
(۵) نظیر ہ
ادھر تو قرض ہوا اور ادھر نہ آیا یار ٭ پکائی کھیر تھی قسمت سے ہو گیا دلیا
(یعنی کھیر دلیا ہو گئی)

افعال کی تذکیر و تانیث

کل افعال خواہ وہ متعدی ہوں یا لازم، کی تذکیر و تانیث اکثر فاعل ہی کی

رعایت سے آتی ہے۔ مثلاً جمیل پڑھتا ہے۔ شعار احمد اپنا سبق پڑھا کرتا ہے،
مکان غرق آب ہو گیا، رکابی ٹوٹ گئی۔

انیس۔ ع:۔ سمجھاتی نہیں بھائی کو اے شاہ کی ہمشیر
ع:۔ جیتی رہی صغرا تو نہ بھولے گی یہ احسان۔
ع:۔ دولت میری لٹتی ہے اجڑتا ہے مرا گھر۔

ناظم ؎
میں نے دیکھا کہ جا رنگ پھری کچھ تو ہوا آب رفتہ طرف نہر پھرا شکر خدا

داغ ؎ آئی ہے کیا میری شامت آئی ہو کیا میری موت
میں کروں اظہار درد و غم تمہارے سامنے

انیس۔ ع:۔ کہتی تھی یہ گھبرائی ہوئی زوجۂ عباس۔
ع:۔ کہتی تھی پیٹ کے سر زینب مضطر ہے ہے۔

شید ؎ ہم بھی تو ہلا دیتے پکڑ زلف کو اس کی
کاش ہم کو بناتا یہ فلک شانہ کسی کا

نے (علامت فاعل) کا استعمال

اگر افعال متعدی معروف کی چار ماضیوں یعنی **مطلق** ۔ **قریب** ۔
بعید (**احتمالی یا شکی** یہ شرطیکہ اس کے آخر (مصدر) ہونا کا کوئی صیغہ
موجود ہو) میں جہاں نے کا لانا واجب ہے مفعول کے لحاظ سے
تذکیر و تانیث ہوتی ہے۔ مثلاً

انیس ؎ آقا نے دی جو لینے سر پاک کی قسم
بس تھرتھرا کے رہ گیا وہ صاحب کرم

امیرؔ - ع : - حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا۔
ظفرؔ - ع : - کھچا کھچ بھر دیئے ہیں عشق نے دل میں غم و حسرت۔ ذوقؔ ؎
بات تو ہم نے بنائی تھی وہاں غرب مگر تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں
نسیمؔ ؎ خالق نے دیئے تھے چار فرزند
دانا - عاقل - ذکی - خردمند
داغؔ - ع - کسی کافر نے دیکھا یا نہ ہو ابرو اپنا۔
ع - کبھو تم نے بھی شور و نالہ نالوں کا سنا ہوگا۔
؎ تری زلفوں نے بل کھایا تو ہوتا ؛ ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا۔ (آتشؔ)

مستثنیات - افعال مندرجہ ذیل کی چاروں ماضیوں میں، باوجود متعدی ہونے کے نے مستعمل نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کی تذکیر و تانیث بھی فاعل ہی کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

(۱) بولنا (۲) بھولنا (۳) لانا (یہ اصل میں لے آنا ہے) (۴) ہارنا (۵) جیتنا (۶) سمجھنا (۷) پکارنا (۸) پڑھنا - (۹) سیکھنا (۱۰) سوچنا۔

انتباہ - نمبر (۱) (۲) (۳) میں اہل دہلی و اہل لکھنؤ دونوں کا اتفاق ہے۔ مگر باقی (۷) نمبروں کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ اکثر اہل لکھنؤ ان کے ساتھ (نے) کا استعمال خلاف فصاحت سمجھتے ہیں اور اہل دہلی کے کلام میں برابر اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

امثال۔

(۱) انیسؔ ؎
بولی یہ سکینہ کے چچی تم سے کہوں کیا ؛ روتے ہیں کمر پکڑے ہوئے ہاتھوں نے بابا

انیس ؎ تیغ و سپر کو پھینک کے بولا وہ نامور
کہ دیجے ان سے کاٹ کے لیجائیں میرا سر
(۲) آتش ؎ ع- خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا
انیس- ع- میں پیاس بھی بھولی ہوں یہ عمو کا قلق ہے۔
(۳) انیس- ع- اب نہیں جینے کے عمرا تنی ہی یہ لائے تھے۔
ع- اکبر علم کو خیمے کے اندر جھکا کے لائے۔
(۴) رنگین- ع- وصل کی اب تو زبان اس سے میں ہاری آتا۔
؎ (مولانا حالی)
ہے جشن فتح پھر آج چغتائیوں میں برپا اقبال نے ہے گویا مغلوں سے قول ہارا
نسیم لکھنوی ؎
پانسے کے بدی ہے آشکارا
راجہ نل سلطنت ہے ہارا
(۵) مومن ؎
عدو کی عشق بازی آشکارا
غرض سچ ہے کہ تم جیتے میں ہارا
(۶) غالب ع یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ وہ سمجھیں گے مری بات۔
فقرہ- آخر لڑکے ہو، بات کو نہیں سمجھے (اردوے معلی)
(۷) شوق ؎
سب کو دیدہ دلیل سمجھا ہے
کیا ملاقات کھیل سمجھا ہے
ذوق- ع- دل شکستہ مگر یار نے سمجھا ہم کو۔

داغ ؎

ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر اک دن دکھا دینگے ؛ قیامت اس کو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے

(۷) انیسؔ ۔ ؎

کرسی سے جلد اُٹھکے پکارے شہِ اَنام ؛ بھیا ہمارے سر کی قسم روک لو حسام

انیسؔ ع ۔ سنکر یہ سخن بانوے ناشاد پکاری

(۸) داغؔ ۔ ع ۔ سیکھے ترے چلن روشِ روزگار نے ۔

" ع ۔ یہ سیکھا ہے تو اشکِ غماز کس سے ۔ ؟

غالبؔ ع ۔ سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری ۔

دردؔ ؎

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے ؛ آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

(۹) آتشؔ ۔ ع ۔ خطبہ بلبل نے پڑھا تیری بہارِ حسن کا ۔

مولانا نذیر احمد ۔ ع ۔ یاں یہ سبق کوئی شخص پڑھا نہیں ۔

فقرہ ۔ کیا کوڈول دیکھے پڑے ہو ۔!

(۱۰) فقرہ ۔ تم نے بہت اچھی تدبیر سوچی ہے ۔ (حذف ہونی)

فقرہ ۔ میں سوچا کہ تم کالج چلے گئے ہوگے (موتو گیا مجتبیٰ احمد صا)

میر انیسؔ ؎

کیا جانے دل میں سوچے تھے کیا شاہِ کربلا ؛ مقتل میں کھینچکر نہیں نکلی آئی ہے قضا

انتباہ ۔ بعض شعرا نکالنا کے ساتھ بھی نے کا استعمال نہیں کرتے ۔

(شیرین) ؎

کب کہا میں نے کہ سمجھا نہیں دنیا مری کوئی ؛ آپ ہی وجہ نکالے ہیں مری غیبت شاخ

ع ۔ جیتے جی تو نہ نکالا کبھی حسرت میری (دلا انقلم) ۔

نسیم ؎ سن کے قیدی کی زار نالی
زنجیر کے پیچ سے نکالی } مگر یہ درست نہیں

انیس۔ ع۔ میں نے تو کوئی بات نہیں منہ سے نکالی
وزیر۔ ع۔ تو پھر شاخِ غزالاں میں بھی شاخ اس نے نکالی ہے

(ب) دکھائی دینا۔ سجھائی دینا۔ سجھائی دینا۔ اُڑنے نہ پانا وغیرہ اگرچہ متعدی ہیں مگر معناً لازم ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ نے کا استعمال جائز نہیں۔
فقرہ۔ دور سے ایک جہاز دکھائی دیا (تاریخ عرب مترجمہ مولوی مجتبیٰ احمد صاحب ٹونکی)

غالب ؎
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے ؛ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

(ج) دیکھا کیا مارا کیا، لکھا کیا وغیرہ کے ساتھ بھی جو اظہار استمرار کے لئے ترکیب دیئے جاتے ہیں۔ نے مستعمل نہیں ہے۔ مثلاً، تم بیٹھے دیکھا کئے، یہ نہ کہیں گے (تم نے بیٹھے دیکھا کئے)
مرکب افعال میں فعل آخر کے لحاظ سے نے کا استعمال ہوتا ہے، یعنی اگر دوسرا فعل متعدی ہو تو (نے) کا لانا ضرور ہے ورنہ نہیں۔
فقرہ۔ فوج نے صبح سے پہلے دشمن کو جالیا۔
ع۔ کہ گئے ہیں اہلِ دل دَعْ مَا کَدِرْ خُذْ مَا صَفَا۔
نظیر۔ ع۔ صبح جب بول اٹھا مرغِ سحر گُرڑوں کوں۔
مومن ع۔ کھو گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے۔
فقرہ۔ میں کتاب دیکھ چکا (یوں نہ کہیں گے، میں نے کتاب دیکھ چکی)۔

فقرہ۔ زید کچھ نہ کرسکا۔

مگر رو دینا، ہنس دینا وغیرہ باوجودیکہ دوسرا فعل متعدی ہے، اس پر بھی اکثر اصحاب ان کے ساتھ نے کا استعمال نہیں کرتے، مثلاً، کلیم سنکر رو دیا (توبتہ النصوح) مگر قدما کے کلام میں برابر پایا جاتا ہے مثلاً ملکہ نے رو دیا (فسانہ عجائب) میر خلیق ؎

ہنس دیا یار نے جو رات خلیق ٭ کھا کے ٹھوکر اس آستاں سے گرا

ف ۱۔ جملہ جب مفعول واقع ہوتا ہے تو فعل ہر حالت میں واحد مذکر ہوتا ہے

انیس ؎

شہ نے کہا کہ "بند ہیں راہیں پدر نثار" ٭ پھیلی ہوئی ہے چار طرف فوجِ نابکار

نواب میرزا شوق ؎

کہا اگر کسی نے کہ "بیوی چلو" ٭ تو اٹھنا اسے کہ کے ہاں جی چلو

میر حسن ؎

رہی کوئی انگلی کو دانتوں میں داب ٭ کسی نے کہا یہ ہوا گھر خراب

فقرہ۔ اندر جا کے دیکھا تو سچ مچ مرتبان ٹوٹا ہوا ہے۔"

ف ۲۔ بعض اصحاب قم باذنی، خذ ما صفا دع ما کدر وغیرہ کو مونث لکھتے ہیں مگر یہ ان کی محض غلطی ہے کیونکہ یہ جملے ہیں اور جملے کسی طرح مونث نہیں ہو سکتے بلکہ ہمیشہ واحد مذکر کے حکم میں ہوتے ہیں۔ مثلاً جب منصور نے قم باذنی کہا تو علما نے ان کو دار پر چڑھا دیا۔

علیٰ ہذا القیاس جب علامت فاعل نے اور علامت مفعول کو یا لے مجہول وغیرہ موجود ہو تو اس وقت بھی ہر حالت میں فعل واحد مذکر مستعمل ہوگا۔ مثلاً میں نے کتاب کو دیکھ لیا۔ میں نے اسے لکھا ہے۔ وہ کتاب جسے آپ نے

مطالعہ کیا تھا، موجود نہیں ہے۔ میں نے اُسے لکھا ہے۔

ف۳۔ متقدمین علامتِ فاعل یعنی نے کو کبھی مقدر کرتے تھے، گو اس کا اثر افعال میں باقی رہتا تھا۔ مگر آج کل جائز نہیں۔ ن ۵ سودا

اے گل صبا کی طرح پھرے اس چمن میں ہم
پائی نہ بو وفا کی ترے پیرہن میں ہم

یعنی ہم نے تیرے پیرہن میں وفا کی بو نہیں پائی۔



تالیف علامۃ الدہر مولانا سید مختار احمد و مولانا ہاشمی و مولانا ذہین

جواہر کلیات ۔ نظیر اکبرآبادی کے کلام کا اخلاقی و ادبی۔ نصیحت آموز و دلنواز انتخاب ۔ ۸عہ

تصنیفات علامۃ الدہر مولانا سید مختار احمد

القاموس العلمی والادبی - تقریباً دو لاکھ انگریزی الفاظ و مصطلحات کے معنے تحلیل اور فلسفہ لغویہ (فلالوجی) کما ینبغی تحقیق و تدقیق اور توضیح و تصریح کے ساتھ اردو زبان میں لغت لکھا گیا ہے (زیر طبع)

مختار البیان فی لغات القرآن - اس لغت کی لغوی و ادبی تحقیق و تدقیق قابل دید لائق داد ہی (حصہ اول)

مختار التصرف - (انگریزی و اردو) ایک ہی مصدر (دیکھنا) پر اٹھارہ سو مختلف صیغے اور انکی مثالیں بھی ہیں -

نزہتہ القلوب - (ترجمہ اردو مع حواشی) آٹھویں صدی ہجری کا مستند جغرافیہ - (زیر طبع)

تصنیفات مولانا ذہین

سیرت خیر البشرؐ - رسول مقبولؐ کی سیرت منظوم -	۱ر
سیرت مبارک - " "	۲ر
حدائق الاخلاق - اخلاقی مضامین نظم و نثر کا مفید و دلکش ذخیرہ -	۸ر
تعلیم الاخلاق - اخلاقی مضامین نظم و نثر کا مفید مجموعہ -	۱۲ر
تہذیب الاطفال - نتیجہ خیز دلچسپ منظوم حکایتوں کا باتصویر مجموعہ -	۱۲ر
بالک بلغ - مشرقی و مغربی طرز ادب طفولیت کی دلچسپ نصیحت آموز نظمیں - (حصہ اول)	(حصہ دوم) ۸ر
ہملن کا چنگھر ابانسری والا - براؤننگ کی دلکش نظم (پائیڈ پائپر آف ہملن) ترجمہ -	۹ر
نیک بی بی - ایک نیک عورت نے اپنے بدخو شوہر کو نیک بنا دیا -	۲ر
بی لڑاکا - ایک بدخو زباں دراز عورت کا نتیجہ خیز عبرت آموز منظوم قصہ -	۳ر
سوغات صالحات - عورتوں اور بچیوں کے لئے اخلاقی نظموں کا نادر تحفہ -	۸ر
چھوٹا شیطان - ظلم کی خوبیاں اور جہل کی برائی دلچسپ نظم میں ظاہر کی گئی ہے -	۱ر
ایک ہنسانے والی داستان - ایک انگریزی دلچسپ نظم کا دلکش ترجمہ -	۱ر

